الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

خانقاہ یار علویہ کا نقیب مسلک اعلیٰ حضرت کا پاسبان

سہ ماہی

پیام شعیب الاولیاء

براؤں شریف

مئی، جون، جولائی 2023 عیسوی



(1) قربانی کے فضائل، احکام مقاصد

(2) جوانو! ہمت نہ ہارو!

(3) پیر کے شرائط اور نقلی پیروں کا رد

(4) ہندوستانی میڈیا کا جھوٹ اور زہر افشانی

(5) حضور چشتی میاں کی مختصر حیات وخدمات

(6) حدائق بخشش پڑھی جائے

روحانی سرپرست

نبیرۂ شعیب الاولیاء شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء

تاج الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ

غلام عبد القادر چشتی

سابق نائب ناظم اعلیٰ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

بیادگار

شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیاء
عاشق محبوب کبریا گل گلزار قادریت
شمع شبستان چشتیت حضور سیدی الشاہ
محمد یار علی صاحب قبلہ
رضی المولیٰ عنہ براؤں شریف

پیر طریقت مجاہد سنیت سراپا خیر و برکت سلطان
الاصفیاء سید الاتقیاء نقیب الاولیاء مظہر شعیب
الاولیاء حضرت مولانا صوفی شاہ
محمد صدیق احمد
صاحب قبلہ علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ
براؤں شریف

بشارۃ المشائخ کنز الکرامت
دعائے محبوبی شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء
برادر حضور مظہر شعیب الاولیاء مادرزاد ولی
حضرت سیدی
احمد رضا عرف بابو میاں
علیہ الرحمہ براؤں شریف

فنائے شعیب الاولیاء
جان مظہر شعیب الاولیاء حضور مختار الاولیاء
حضرت علامہ الحاج الشاہ
محمد مختار احمد رضا
علوی قادری چشتی علیہ الرحمہ براؤں شریف

خانقاہ فیض الرسول یار علویہ کا دینی، علمی فکری، اصلاحی و روحانی مجلہ

روحانی سرپرست
نبیرۂ شعیب الاولیاء
شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء
تاج الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ
غلام عبد القادر چشتی
سابق نائب ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہل سنت فیض الرسول
براؤں شریف

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء
براؤں شریف

نائب سرپرست
نبیرۂ مظہر شعیب الاولیاء
و شہزادۂ مختار الاولیاء
محمد مسعود احمد رضا علوی
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

شمارہ نمبر (۶)　جلد نمبر (۲)

مئی، جون، جولائی 2023 عیسوی
شوال المکرم، ذی القعدہ، ذی الحجہ 1444 ہجری

مجلس ادارت
مفتی واجد علی یار علوی مالیگاؤں
مفتی منظور احمد یار علوی ممبئی
مولانا اسلام الدین احمد انجم فیضی
مفتی ابوالحسن مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شعیب رضا نظامی ہماری آواز
مفتی احمد رضا نظامی علیمی ممبئی
مولانا عبد الحفیظ علیمی ممبئی
مولانا عبد المبین مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شمیم رضا اویسی گھوسی
مفتی نوشاد عالم امجدی بہار
مولانا برکت اللہ فیضی
مفتی رئیس احمد ازہری برئی کنڈہ
مولانا احمد حسین یاسین پورالہ آباد
مولانا قمر انجم فیضی
مولانا محمد افضل علیمی

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری
7081182040

نائب ایڈیٹر
محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی
9984896902

مدیر اعزازی:
عمران علی یار علوی
7309992729

معاونین ایڈیٹر
شاہد رضا امجدی جامعی
نازش المدنی مرادآبادی

(مشیر اعلیٰ) ابو الحماد محمد مجیب الرحمٰن قادری

مجلس مشاورت
صاحبزادہ محمد جمال احمد علوی
صاحبزادہ محمد احمد علوی
صاحبزادہ محمد یوسف علوی
صاحبزادہ علی مرتضی علوی
صاحبزادہ علی احمد علوی
صاحبزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی
سید محمد ثاقب
پیر اشرف الجیلانی شمیم بھیا
مولانا سید کاظم الرحمن
حافظ و قاری سید ابرار حسین بلرام پور
مولانا شبیر الٰہی قادری
مولانا احسان احمد فیضی
مولانا سعود رضا امجدی سیوانی
مفتی عارف رضا امجدی گڑھوا
مولانا انیس الرحمن بہرائچ شریف
مولانا عقیل احمد رضوی جالون
مولانا ریحان اشرفی
حافظ محمد صدام حسین رضوی باتھوی
مولانا محبوب احمد فیضی نیپال
حافظ و قاری عبد اللطیف رضوی
واجد علی قادری یار علوی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
مینیجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں
شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

Quarterly
THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA
Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P. India Pin 272153
E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف،شمارہ نمبر6 ماہ مئی،جون،جولائی2023

اداریہ

تعلیم نسواں کی اہمیت و افادیت

از: نبیرۂ شعیب الاولیا و مظہر شعیب الاولیا و شہزادۂ حضور چشتی میاں،
محمد افسر علوی قادری چشتی،
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ چشتیہ یار علویہ، براؤں شریف
و چیف ایڈیٹر مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیا براؤں شریف

تعلیم و تعلم کی اہمیت و افادیت کے متعلق کلام الٰہی اور احادیث نبویہ میں بے شمار ارشادات موجود ہیں، قرآن کی پہلی آیت تعلیم ہی کے متعلق ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ" "پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا"۔ (سورہ علق: 1)

گویا پڑھنا علم کا عنوان و سرنامہ ہے۔ جب پہلی وحی پڑھنے سے متعلق ہے تو علم کی فضیلت و اہمیت کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟

قرآن پاک کی کئی آیتوں سے علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے قرآن مجید میں علم کا ذکر 80 مرتبہ اور علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سیکڑوں مرتبہ ہوا ہے۔

علم کی فضیلت میں بے شمار احادیث ہیں۔

آقائے کائنات، فخرِ موجودات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواتین، خواتین سے اپنے دینی مسائل کے بارے میں استفسار کرتی تھیں، حضرات امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیھن بھی خواتین کو قرآن و حدیث کا علم سکھاتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کی تعلیم کے بارے میں فرمایا جس شخص نے ایک یا ایک سے زیادہ بیٹیوں کو تعلیم دی اور اچھے طریقے سے ان کی پرورش کی تو وہ جہنم کی آگ سے دور رہے گا۔

عہد نبوی کے بعد خلفاے راشدین کے دور میں بھی خواتین کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ مرکوز کی گئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی مملکت کے تمام اطراف میں یہ فرمان جاری کیا،، :علموا نساء کم سورۃ النور،،

اپنی خواتین کو سورۃ النور ضرور سکھاؤ کہ اس میں خانگی اور معاشرتی زندگی کے متعلق بے شمار مسائل اور احکام موجود ہیں۔ علم کی فضیلت و عظمت ترغیب و تاکید مذہبِ اسلام میں جس دل آویز انداز میں پائی جاتی ہے اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ انسان جب زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتا ہے تو واقعی وہ انسان ہوتا ہے، تعلیم

کے بغیر ترقی وعروج کی خواہش، بے بنیاد خواہش ہے۔

ماضی میں جس قوم نے بھی ترقی کی ہے اس کے مرد اور عورت دونوں تعلیم کے زیور سے آراستہ تھے۔ کیوں کہ اگر عورت تعلیم یافتہ ہوگی تو وہ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرے گی۔ یوں ایک اچھا اور تعلیم یافتہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم ہے جب کہ ایک عورت کی تعلیم پورے خاندان کی تعلیم ہے۔

نپولین کا مشہور زمانہ قول ہے: "تم مجھے تعلیم یافتہ مائیں دو میں تمہیں بہترین قوم دوں گا"۔

ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے

یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں وارد ہوتے ہی بچے کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ ماں کی آغوش سے شروع ہوجاتا ہے اور تادم آخر جاری رہتا ہے بچے کی صحیح تعلیم و تربیت کا فریضہ ماں ہی بخوبی انجام دے سکتی ہے، ہمیں ایک نکتہ یہ بھی ملتا ہے کہ استاد کے اندر بھی اگر ماں کی سی شفقت، محبت اور طالب علم کی خیر خواہی کا جذبہ موجود ہو تو تعلیم کے تمام مراحل آسان اور پر اثر ہوجاتے ہیں۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ہر کامیاب شخص کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے، حقیقتاً وہی ہاتھ اس دنیا پر راج کرتے ہیں، تاریخ کے صفحات اس قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ آج دنیا کے حالات پر نظر ڈالئے تو پتہ چلے گا کہ دنیا کیسے کیسے انقلابات سے دو چار ہے، ان حالات میں خواتین کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں ان کے لئے گھریلو فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ دنیا جہاں کے حالات سے باخبر رہنا بھی لازمی ہوگیا ہے، یہ وقت کا تقاضا ہے کہ عورتیں بھی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں، اس لئے تعلیم انسان کو بہترین زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ دنیا کی عظیم المرتبت شخصیات نے خواتین کے مرتبے کو سمجھا اور ان کا احترام کیا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"الجنة تحت اقدام الامهات"

ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

یہ سچ ہے کہ عورت کو دنیا میں مختلف کردار نبھانے ہوتے ہیں۔ کبھی ماں بن کر تو کبھی بہن کی صورت میں، کبھی بیوی کی روپ میں اور کبھی بیٹی کی شکل میں، ان تمام مدارج میں اس کی ذمہ داریاں بھی بدلتی رہتی ہیں، اسے نئے نئے حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ان تمام مدارج سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کے لئے عورت کا تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے اگر عورت علم اور انسانیت سے عاری ہو تو اس کی موجودگی اچھے خاصے گھر کو جہنم میں تبدیل کر سکتی ہے؟ اور اس کا اعلیٰ کردار پورے خاندان کے لئے نعمت اور برکت ثابت ہوسکتا ہے، اس معاملے میں تعلیم موثر کردار ادا کرتی ہے، والدہ کا پڑھا لکھا ہونا بہت ضروری ہے کہ بچہ گھر کے ماحول سے بہت کچھ سیکھتا ہے اس کے لئے والد اور والدہ کا تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے، آپ ذرا غور فرمائیں کہ والد کو کاروبار کے سلسلے میں گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے گھر میں سارا دن بچوں کا سابقہ والدہ سے رہتا ہے، اب اگر والدہ علم کے زیور سے آراستہ ہو تو بچے اپنی والدہ سے علم کی موتی ضرور حاصل کریں گے، اگر بچے والدہ سے پڑھائی میں مدد بھی نہ لیں پھر بھی والدہ سے علم کی خوشبو آتی ہی رہے گی، بچہ پہلے دن سے روٹی کا لقمہ بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے تو والدہ اسے فوراً سمجھاتی ہے کہ بیٹا دائیں ہاتھ سے پکڑو تعلیم یافتہ

مائیں اپنے بچوں کو پاکیزہ ماحول دیتی ہیں، انہیں علم ہوتا ہے کہ آج تکلیف اٹھا کر بچوں کی تربیت کی گئ تو کل ننھے منے پودے شجر بنیں گے اور ان درختوں کے سائے اور صبر سے پورا معاشرہ اور پورا ملک مستفید ہوگا۔

بچے جب اپنے پاؤں پر چلنا شروع کر دیتے ہیں تو والدہ اپنے بچے پر مزید توجہ دینا شروع کر دیتی ہے، پڑھی لکھی والدہ جانتی ہے کہ بچہ اپنے ماحول سے بہت کچھ سیکھتا ہے اسے پتا ہے کہ گلی میں ایسے بچے بھی کھیلتے ہیں جو ماؤں کی توجہ کے مستحق ہیں لیکن مائیں ان پڑھ ہونے کی وجہ سے ان بچوں کو گلی میں کھیلنے کودنے اور گالی گلوچ کرنے سے نہیں روکتیں، تعلیم یافتہ ماں اپنے بچوں کو ایسے ماحول سے دور رکھتی ہے، بچوں کا دل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلیں لیکن ماں کا علم بچوں کو ایسے گندے ماحول سے بچالیتا ہے، اگر والدہ تعلیم یافتہ ہو تو اسے علم ہو سکے گا کہ ان کا بچہ اچھی کتابیں پڑھتا ہے یا بری۔ والدہ کتابوں کے انتخاب میں اگر بچے کی رہنمائی کرے گی تو وہ اچھی کتاب اچھے دوست کا کردار ادا کرتی ہے، جس طرح اچھا دوست اچھائی کی طرف مائل کرتا ہے اسی طرح اچھی کتاب بھی اچھائیوں کے راستے پر گامزن کر دیتی ہے۔

تعلیم یافتہ والدہ بچوں کو کوئی کہانی یا واقعہ سناتی ہے تو اس کا مقصد صرف وقت گزارنا نہیں بلکہ ان کی نگاہیں بچے کی ذہنی تربیت پر مرکوز ہوتی ہیں ،عورت گھریلو زندگی کو جنت بھی بنا سکتی ہے اور جہنم بھی۔

اگر خاتون خانہ علم سے بہرہ ور ہو تو وہ کھانا پکانا، سینا، پرونا، اور دیگر امور سلیقے سے سر انجام نہیں دے سکے گی بلکہ ایک پڑھی لکھی عورت سلیقہ شعاری اور ہنر مندی سے گھریلو ذمہ داریاں نبھا سکتی ہے۔

اگر عورت علم حساب اور علم معاشیات کو بالکل نہ سمجھے تو اس شوہر کی آمدنی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی، اگر کمائی ۱۹ ہو گی تو ۲۰ خرچ کرے گی، اس طرح اس کا گھریلو نظام اس کی جہالت کی وجہ سے بگڑ جائے گا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ عورتوں کا تعلیم یافتہ ہونا موجودہ دور میں بہت ضروری ہے، ایک تعلیم یافتہ عورت اچھے اور برے میں فرق کرنا جانتی ہے، اس لئے یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ اپنے بچیوں کو بھی تعلیم کے زیور آراستہ کریں تاکہ ہمارا آنے والا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی ہم سب کو علم پر توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور علم نافع عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم



از: محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا (١٧)
يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ
أَفْوَاجًا (١٨) وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ
أَبْوَابًا (١٩) وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ
سَرَابًا (٢٠)

ترجمہ: بے شک فیصلے کا دن ایک معین وقت ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج چلے آؤ گے، اور آسمان کھل جائے گا تو اس میں دروازے ہی دروازے ہوں گے، اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ہو جائیں گے ایسے جیسے چمکتی ہوئی ریت جو دور سے پانی کا دھوکا دیتی ہے۔

تفسیر (١٧) إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا:

یعنی بے شک فیصلے کا دن اولین و آخرین کے جمع ہونے کے لیے ایک مقرر وقت ہے۔(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ص ٦٣٢، م قدیمی کتب خانہ کراچی)

(١٨) يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا:

یعنی دوبارہ اٹھانے کے لیے جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم پیشی کی جگہ جماعت در جماعت آؤ گے، ہر امت اپنے امام کے ساتھ آئے گی۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ”جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم فوج در فوج آؤ گے“ کے بارے میں بتائیے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائے: ”اے معاذ! تو نے عظیم چیز کے بارے میں سوال کیا ہے“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے چھم چھم آنسوں برسنے لگے پھر فرمایا: ”میری امت میں سے دس جماعتیں الگ کی جائیں گی اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کی جماعت سے ممتاز کر دے گا اور ان کی صورتوں کو بدل دے گا، ان میں سے بعض بندروں کی صورت میں ہوں گے، بعض خنزیروں کی صورت میں، بعض اوندھے منہ ہوں گے کہ ان کی ٹانگیں اوپر کی طرف ہوں گی اور انہیں چہرے کے بل گھسیٹا جا رہا ہوگا، ان میں بعض اندھے ہوں گے وہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھر رہے ہوں گے، بعض بہرے گونگے ہوں گے وہ کوئی سمجھ بوجھ نہ رکھیں گے، بعض اپنی زبانیں چبا رہے ہوں گے وہ ان کے سینوں پر لٹک رہی ہوں گی اور ان کے مونہوں سے پیپ لعاب کے طور پر بہہ رہی ہوں گی، محشر میں موجود تمام افراد ان سے نفرت کریں گے، بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے، بعض کو آگ کی سولیوں پر لٹکایا گیا ہوگا، بعض مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوں گے، بعض ایسے جبے پہنے ہوئے ہوں گے جس سے تارکول

بہہ رہی ہوگی جو ان کے جسموں سے چمٹے ہوئے ہوں گی۔

رہے وہ شخص جو بندروں کی صورت میں ہوں گے وہ لوگوں میں چغل خور ہیں، جو خنزیز کی صورت میں ہوں گے وہ ناجائز کمائی، حرام چیز اور محصول کھانے والے ہیں، جن کے سر اوندھے ہوں گے وہ سود خور ہیں، اندھے وہ ہوں گے جو حکم میں ظلم کرتے ہیں، گونگے اور بہرے وہ لوگ ہوں گے جو اپنے اعمال پر عجب کا اظہار کرتے ہیں، جو اپنی زبانیں چبا رہے ہوں گے وہ ایسے علما اور قصہ گو ہوں گے جن کے قول عمل کے خلاف ہیں، جن کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پڑوسیوں کو اذیت دیتے ہیں، جن کو آگ کی سولیوں پر لٹکایا جائے گا وہ ایسے لوگ ہیں جو لوگوں کو (بے وجہ شرعی) حاکموں کے پاس لے کر جاتے ہیں، جو مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے وہ وہ لوگ ہیں جو شہوات اور لذات سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اپنے اموال میں سے اللہ تعالیٰ کے حق کو روکتے ہیں، جو جبے پہنیں ہوں گے وہ تکبر اور فخر کرنے والے لوگ ہیں۔" (تفسیر قرطبی، ج تاسع عشر، ص ۱۷۵ تا ۱۷۶، م دار عالم الکتب الریاض)

(۱۹) وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا: یعنی آسمان کھل جائے گا مطلب یہ ہے کہ آسمان فرشتوں کے اترنے کے لیے پھٹ جائے گا اور اس میں دروازے ہوں گے یعنی وہ دروازوں، راستوں اور پھٹے ہوئے مقامات پر مشتمل ہوگا جب کہ آج اس میں کوئی پھٹا ہوا مقام نہیں ہے۔ (مدارک التنزیل، ج ثالث، ص ۵۹۱، م دار الکلم طیب بیروت)

(۲۰) وَّ سُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا: یعنی پہاڑ چلائے جائیں گے مطلب یہ ہے کہ ان کو ان کی جگہ سے اکھاڑ دیا جائے گا تو وہ ہو جائیں گے چمکتی ہوئی ریت کی طرح۔ (تفسیر جلالین، ص ۵۶۱، م مکتبہ رحمانیہ لاہور)

گلدستۂ حدیث

از: مفتی عبدالحکیم مصباحی سدھارتھ نگر یوپی

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ و رسولہ فھجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کان ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا اوالی امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

ترجمہ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک تمام عمل نیتوں سے ہے اور بے شک ہر شخص کیلئے وہ ہے جس کی اس نے نیت کی تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کیلئے ہو تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔(بخاری)

شرح۔اس حدیث کو امام محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی تالیف بخاری شریف کے آغاز کے ساتھ کئی جگہوں پر مندرج فرمایا ہے اور امام مسلم بن حجاج نیشاپوری نے صحیح مسلم شریف کے کتاب الجہاد کے آخر میں تحریر فرمایا ہے، دونوں عظیم المرتبت امام اس حدیث کے صحیح ہونے پر متفق ہیں۔یہ حدیث اپنے اولین راویوں کی روایتوں کی وجہ سے غریب اور آخری راویوں کی روایتوں کو مدنظر رکھا جائے تو مشہور ہے۔

اس لیے کہ اس حدیث کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی اور فاروق اعظم سے صرف حضرت علقمہ بن ابی وقاص نے روایت کی اور حضرت علقمہ سے صرف حضرت محمد بن ابرہیم تیمی نے روایت کی اور حضرت محمد بن ابرہیم سے صرف حضرت یحییٰ بن سعید نے روایت کی لہذا راویوں کی یکتائی اس حدیث کو غریب ہونے کی نشاندہی کر رہی ہے۔ہاں حضرت یحییٰ بن سعید انصاری کے بعد اس حدیث کو سو سے زائد لوگوں نے روایت کی ہے لہذا اس حدیث کو مشہور کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔سیدنا محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی کتاب میں اس حدیث سے آغاز کیا ہے یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام اپنی تالیفات کے آغاز میں اس حدیث پاک کو مندرج کرنا پسند کرتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ جو حدیث کی کتاب مرتب کرے وہ اس حدیث سے ابتدا کرے تاکہ کتاب پڑھنے والا نیت کو درست کر لے۔فقیر نوری اسی تنبیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے" حدیث پاک کی خوشبو" کا آغاز اس حدیث سے کیا ہے۔

بلاشبہ یہ حدیث پاک ان احادیث کریمہ میں سے ہے جن پر مدار اسلام ہے، سیدنا امام شافعی اور سیدنا امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ کے فرمان کے مطابق یہ حدیث علم کا تہائی حصہ ہے

سیدنا امام بیہقی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ انسانی کسب دل، زبان، جوارح سے ہوتا ہے اور تینوں میں ایک دل ہے جس سے نیت کی جاتی ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا دخل فقہ کے ستر ابواب میں ہے۔

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات" انما حصر کیلئے آتا ہے اس کے بعد جو ذکر کیا جاتا ہے اسے وہ پورے طور پر ثابت اور غیر کی نفی کرتا ہے لہذا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ اعمال نیتوں ہی سے ہیں نیتوں کے غیر سے نہیں۔ یہاں عمل سے شرعی عمل مراد ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات شرعی اعمال ہیں جو نیتوں سے ہیں۔ "الاعمال" سے پہلے محذوف ہے، بعض حضرات صحت کو محذوف مانتے ہیں پوری عبارت یوں ہوگی "صحت الاعمال بالنیات" نیتوں سے اعمال صحیح ہوتے ہیں، چوں کہ یہاں اعمال شرعی مراد ہے لہذا وضو، غسل، نماز، روزہ وغیرہ نیتوں کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ بعض حضرات الاعمال سے پہلے کمال کو محذوف مانتے ہیں لہذا پوری عبارت یوں ہوگی "کمال الاعمال بالنیات" عملوں کا کمال نیتوں سے ہے جب کہ اعمال کی دو قسمیں ہیں:

۱) مقصودہ

۲) غیر مقصودہ

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وہ شرعی اعمال ہیں جو عبادت کے قصد وارادہ سے ادا کیے جاتے ہیں لہذا یہ اعمال مقصودہ کہلاتے ہیں۔ وضو، غسل کے بغیر نماز کی ادائیگی درست نہیں جو کہ خود وضو، غسل کا عمل غیر مقصود ہے لہذا انہیں عبادت غیر مقصودہ میں شمار کیا جائے گا۔

چونکہ وضو، غسل نماز کے لئے شرط میں داخل ہیں اور شرط مشروط سے خارج ہوتا ہے لہذا وہ نماز سے خارج ہونے کی وجہ سے مقصودہ کے بجائے غیر مقصودہ میں شمار کیے جائیں گے یہی وجہ ہے کہ صحت الاعمال کے بجائے کمال الاعمال بالنیات کی درستگی زیادہ قرین قیاس ہے۔ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی اس فرمان عالیشان سے اس کی طرف اشارہ ہے کہ عمل کا تعین نیت سے ہونا چاہیے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ جس کی نیت کرے اسے متعین کرنا ضروری ہے، اگر کسی کی نمازیں قضا ہوگئیں تو ان کو ادا کرنے کے لئے فوت شدہ نماز کی نیت کافی نہیں بلکہ اسے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا کی تعینی نیت لازم وضروری ہوگی "فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ و

رسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ" تو جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے۔ فرمان عالیشان میں پہلا جز شرط اور دوسرا جز جزا ہے اور شرط و جزا کے درمیان مغایرت ہوتی ہے یہاں بظاہر اتحاد ہے؟ اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ جزء اول فَمَنْ کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کی نیت اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرنے کی ہو۔ دوسرا جز فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللہِ وَرَسولِہٖ کا مطلب یہ ہے کہ حکم شرعی کے مطابق اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے

خلاصہ یہ ہے کہ جزء اول نیت و ارادہ کو شامل ہے اور جزء دوم حکم کی نشاندہی کر رہا ہے، لہذا شرط و جزا کے درمیان مغایرت ثابت ہوگئی۔

بعض حضرات کے نقل کے مطابق اس حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ ایک شخص نے عورت کو نکاح کا پیغام دیا عورت نے جواباً عرض کیا کہ اگر آپ مدینہ منورہ ہجرت کرلیں تو ضرور میں آپ کے نکاح میں داخل ہو جاؤں گی ہجرت مدینہ کے بعد اس کا نکاح ہو گیا یہی وجہ ہے کہ اسے مہاجر ام قیس سے یاد کیا جاتا رہا چونکہ اس کی ہجرت نکاح کی نیت سے تھی لہذا اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس کی ہجرت نہ ہونے کے باعث ہجرت کی فضیلت کا مستحق نہ ہوا۔ ہمیں اس حدیث سے یہ ذہن ملا کہ شرعی مہاجر ہی ثواب کا مستحق ہے وہ جگہ جہاں اپنے دین کا قائم رکھنا مشکل ہو وہاں سے امن کی جگہ منتقل ہونا لازم و ضروری ہے اگر چہ ناقابل تلافی دنیاوی نقصان ہو۔ دین پر قائم رہنے میں کسی طرح کی دشواری نہ ہونے کے باوجود دنیاوی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتماعی طور پر ترک وطن کرنا کسی طور پر درست نہیں اس لئے کہ مسجدوں، عیدگاہوں، خانقاہوں کو ویران کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے، جب کہ شرعی ہجرت کا وہاں تصور نہیں اگر کوئی شخص اپنی آبادی کو چھوڑ کر دوسری جگہ کلمۂ حق کی بلندی کے لئے جاتا ہے، جب کہ اس کی آبادی میں بدمذہبی کا خطرہ نہ ہو تو نیک ارادہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا اگر چہ ہجرت شرعی نہیں پھر بھی بے شمار ثواب و برکات کا مستحق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

یارِ علویہ دارالافتاء

مفتی محمد امجد علی امجدی نیپال

مسجد کی فاضل جگہ کا حکم اور محراب حقیقی کا تعین

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ کسی قدیم مسجد کو شہید کرنے کے بعد وسیع کر کے جدید تعمیر کرنا ہے، وسیع کرنے کے لئے مسجد کی زمین صرف مسجد کے دائیں طرف اور آگے (قبلہ کی جانب) ہی جگہ موجود ہے اور دونوں طرف وسیع کرنا ہے تو دائیں طرف وسیع کرنے میں قبلہ کی تصحیح کے لئے بائیں طرف کے پرانی بنیاد کی کچھ (تقریباً دو فٹ) زمین چھوڑنا پڑ رہا ہے تو اس زمین کو چھوڑنا جائز ہے یا نہیں؟ دوسرا سوال یہ کہ اس طرح وسیع کرنے میں قبلہ کی تصحیح کے لئے قدیم محراب کو بدلنا پڑ رہا ہے (جو پرانے عمارت میں قبلہ درست تھا) تو اب پرانے محراب کی نشاندہی چھوڑنا پڑے گا یا نہیں؟

سائل: خالد سیف اللہ نظامی گورکھا نیپال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الجواب

حامدا و مصلیا و مسلما

(۱) جب کسی زمین پر مسجد ہو گئی تو تحت الثری سے عرش تک اتنی فضا قیامت تک کے لئے مسجد ہو گئی۔ فتاوی شامی میں ہے: شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ و علوہ مسجدا لینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالی و ان المساجد للہ [ج:٦،ص:٥٤٧]

لہذا پرانی مسجد کی جو جگہ باقی رہ جاتی ہے وہاں مسجد کی حرمت و تقدس کی حفاظت کے لئے اس کی چہار دیواری کرا دی جائے یا اس کو کسی چیز سے گھیر کر محفوظ کر دیا جائے۔

(۲) محراب حقیقتاً وسط مسجد کا نام ہے لہذا توسیع مسجد کے وقت جدید تعمیر میں محراب صوری کو وسط مسجد میں بنایا جائے کہ یہی محراب محراب حقیقی ہے رہا یہ کہ پہلا جو محراب تھا اس کو باقی رکھا جائے یا نہیں تو اس کی شریعت میں کوئی التزامی اور لازمی حکم نہیں ہے اگر کوئی بطور یادگار رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے بہر حال اس جگہ توسیع کے بعد امام کا کھڑا ہونا سنت متوارثہ کے خلاف اور مکروہ ہے، امام وسط مسجد میں کھڑا ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی و متوارث ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: امام کے لیے سنت متوارثہ کہ زمانہ اقدس رسالت سے اب تک معہود ہے وسط مسجد میں قیام ہے کہ صف پوری ہو تو امام وسط صف میں ہو اور یہی جگہ محراب حقیقی و متوارث ہے محراب صوری کہ طاق نما ایک خلا وسط دیوار قبلہ میں بنانا حادث ہے اسی محراب حقیقی کی علامت ہے یہ علامت اگر غلطی سے غیر وسط میں بنائی جائے اس کا اتباع نہ ہوگا بلکہ مراعات توسط ضروری ہوگی کہ اتباع سنت و انتفاے کراہت و امتثال ارشاد حدیث "توسط الامام"

درمختار میں ہے: یصف الامام و یقف وسطا درایہ شرح ہدایہ میں ہے: السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب ما نصبت الا وسط المساجد وھی قد عینت لمقام الامام [ج:۳،ص:۱۳ ۳] واللہ اعلم بالصواب۔

کتبـــــــــــــــہ

امجد علی امجدی لہان سرہا، نیپال

خادم: تاج الشریعہ دارالافتاء ۲۰ر جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح

(مفتی) محمد رحمت علی امجدی

خادم تدریس وافتاء: جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک

الجواب صحیح ابوالاختر (مفتی) مشتاق احمد امجدی غفرلہ

خادم: ازہری دارالافتاء، ناسک

چرم قربانی اپنے یا اپنے اہل وعیال کے لئے بیچا تو کیا کرے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بابت کہ قربانی کے چمڑے کو اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کی نیت سے بیچا تو اس کی قیمت کو کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی: مکرم رضا متعلم تاج الشریعہ ایجوکیشنل سینٹر لہان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

حامدا ومصلیا ومسلما

قربانی کے گوشت و پوست کے بارے میں حدیث شریف میں تین چیزیں منقول ہیں کلوا وادخروا وائتجروا یعنی کھاؤ، ذخیرہ کرو، اور ثواب کماؤ، قربانی کے گوشت و پوست سے مالداری کا حصول ممنوع وناجائز ہے اس کے کسی جزو کو خود یا اپنے اہل وعیال پر تصرف کی غرض سے بیچنا بھی تمول میں داخل ہے لہذا یہ بیع جائز نہیں پھر اگر کسی نے مذکورہ غرض سے بیچا تو یہ اس کے حق میں ملک خبیث ہوئی جس کا ازالہ اس پر واجب ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ رقم فقرا ومساکین پر صدقہ کرے، ہدایہ میں ہے: ولو باع الجلد او اللحم بالدراھم تصدق بثمنہ لان القربۃ انتقلت الی بدلہ اھ

حاشیہ عنایہ میں ہے: و المعنی انہ تصرف علی قصد التمول و ھو قد خرج عن جھۃ التمول فاذا تمولہ بالبیع وجب التصدق لان ھذا الثمن حصل بفعل مکروہ فیکون خبیثا فیجب التصدق (ہدایہ وحاشیہ ہدایہ، ج: ۴، ص: ۴۴۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) واللہ تعالی اعلم۔

کتبہ

امجد علی امجدی تاج الشریعہ ایجوکیشنل سینٹر لہان

تاج الشریعہ دارلافتاء ۱۶/ ذی القعدہ، ۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

مفتی مشتاق احمد امجدی غفرلہ

ازہری دارالافتاء امام احمد رضا اینڈ ریسرچ سینٹر ناسک

نماز عید میں بلا محل لقمہ لینے اور دینے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس کے بارے میں

کہ عید کی نماز میں امام نے دوسری رکعت میں قرات کے بعد سہوا تکبیرات واجب کہنے کے بجائے رکوع کی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلاگیا مقتدی نے لقمہ دیا امام لوٹ آئے تکبیرات واجب ادا کیے پھر رکوع کیا سجدے کیے قعدہ اخیرہ کیا سلام پھیرا اس نماز کا کیا حکم ہے؟

سائل: عبدالرشید برکاتی قصبہ سکینہ ناسک، مہاراشٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

حامدا و مصلیا و مسلما

صورت مسئولہ میں لقمہ دینے اور لینے والے بلکہ تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی کہ قوانین شریعت کی رو سے حکم یہ ہے کہ اگر امام عیدین کی رکعت ثانیہ میں تکبیرات زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو ظاہر الروایہ کے مطابق امام کے لئے قیام کی طرف لوٹنے کی اجازت نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے: لو رکع الامام قبل ان یکبر فان الامام یکبر فی الرکوع ولا یعود الی القیام لیکبر فی ظاہر الروایۃ [ج:۳،ص:۵۷] لہذا امام پر لازم تھا کہ جب وہ تکبیرات زوائد کہے بغیر رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کا لقمہ نہ لیتا مگر اس نے لقمہ لیا تو حکم شرع کے خلاف بے جا لقمہ لیا اور بے جا لقمہ لینے اور دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے پس صورت مذکورہ میں سب کی نماز فاسد ہوگئی۔ علامہ ابن امیر الحاج حلبی حلیہ میں فرماتے ہیں: الذی یفتح کانہ یقول خذ منی کذا و التعلیم لیس من الصلوۃ فی شیئی و ادخال ما لیس منھا فیھا یوجب فسادھا و کان قضیۃ ھذا المعنی ان تفسد صلاتہ اذا فتح علی امامہ لکن سقط اعتبار التعلیم للاحادیث و للحاجۃ الی اصلاح صلاۃ نفسہ فما عدا ذلک یعمل فیہ بقضیۃ القیاس اھ ملخصا بالمعنی [حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی بحوالہ فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۴۰۳] امام اہل سنت قدس سرہ العزیز ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: بس جو بتانا حاجت و نص کے مواضع سے جدا ہو وہ بیشک اصل قیاس پر جاری رہے گا کہ وہاں اس کے حکم کا کوئی معارض نہیں اس لیے اگر غیر نمازی یا دوسرے نمازی کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے قطعا نماز قطع ہو جائے گی کہ اس کی غلطی سے اس کی نماز میں کچھ خلل نہ آتا تھا جو اسے حاجت اصلاح ہوتی تو بے ضرورت واقع ہوا اور نماز گئی [فتاوی رضویہ، ج:۳، ص:۴۰۳] واللہ تعالی اعلم۔

کتبــــــــــــــــــــــــــــہ

امجد علی امجدی لہان سرہا، نیپال تاج الشریعہ دارالافتاء

۲۲ ربیع الثانی ۱۴۴۴ھ

الجواب صحیح و المجیب نجیح

(مفتی) محمد رحمت علی امجدی خادم تدریس و افتاء:

جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک

قد صح الجواب بعون الملک الوھاب

ابو الاختر (مفتی) مشتاق احمد امجدی غفرلہ خادم: ازہری دارالافتاء، ناسک

درس طب

معدہ کی حفاظت اور اس کا علاج

از: حافظ وقاری عبداللطیف رضوی استاذ مدرسہ اسلامیہ سنت العلوم قصبہ شہاب پور ضلع بارہ بنکی

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسَلَّم کا فرمان ہے: اَلْمِعْدَۃُ حَوْضُ الْبَدَنِ وَالْعُرُوْقُ اِلَیْہَا وَارِدَۃٌ فَاِذَا صَحَّتِ الْمِعْدَۃُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَّۃِ وَاِذَا سَقُمَتْ صَدَرَتْ بِالسُّقْمِ یعنی معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کے پاس جاتی ہیں، اگر معدہ صحیح ہوگا تو رگیں بھی صحت لے کر پلٹیں گی اور اگر معدہ خراب ہوگا تو رگیں بھی بیماری لے کر پلٹیں گی ۔

حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معدے سے رگیں دوسرے اعضاء کی طرف اچھی رطوبتیں اور صالح غِذا لے کر چلتی ہیں جس سے صحت اچھی ہوتی ہے۔ اگر معدہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے اگر معدہ خراب ہے تو سارا جسم بیمار۔

مذکورہ حدیثِ پاک اور اس کی شرح سے پتا چلا کہ ہمارے جسم کے صحیح ہونے کے لئے معدہ کا صحیح ہونا ضروری ہے۔ معدے کو صحیح رکھنے کے لئے ایسی اشیاء کے استعمال سے اِجتناب کرنا ضروری ہے جن سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ ماہرین کی تحقیق کے مطابق 80 فیصد امراض معدے اور دانتوں کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں۔ عموماً دانتوں کی صفائی کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے مسوڑھوں میں طرح طرح کے جراثیم پرورِش پاتے پھر معدے میں جاتے اور طرح طرح کے اَمراض کا سبب بنتے ہیں۔

معدہ اور اس کا کام: جسم میں تھیلی نما ایک عضو ہے جسے معدہ کہا جاتا ہے۔

بدنِ انسانی میں معدہ کیا کام کرتا ہے اس کے بارے میں حضرت سیّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ معدہ تک پہنچنے والی غذا میں اوّلاً حصّہ بدن بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی بلکہ اسے مکمل پکانے کی ضرورت ہوتی ہے، اس کام کے لئے اللہ پاک نے معدہ کو ہانڈی کی طرح بنایا، غذا پہنچنے کے بعد یہ بند ہوتا ہے، پھر اس وقت کھلتا ہے جب ہضم اور پکنے کا عمل مکمل ہو جائے۔ جس طرح ہانڈی میں موجود اشیاء آگ کی حرارت سے مکس ہو جاتی ہیں اسی طرح معدہ میں موجود غذا جگر، تلی وغیرہ کی حرارت سے پک کر مائع (بہنے والی چیز) کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

معدہ خراب ہونے کی 4 علامات: (1) پیٹ میں بوجھ محسوس ہونا (2) کھٹّی ڈکار آنا (3) منہ میں کھٹّا پانی آنا (4) پیٹ میں ہوا بھر جانا جسے گیس بننا بھی کہتے ہیں۔ زیادہ کھانے سے بیماریوں کا آنا: معدہ میں پانی، غذا اور رطوبتوں کے عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بنتی ہے اور یہ معدہ کے اوپر والے

حصّہ میں آجاتی ہے، اگر اس حصّہ کو بھی خوراک سے بھر دیا جائے تو گیس کے لئے جگہ باقی نہ بچے گی اور اس طرح کرنا بہت سی بیماریوں کا باعث بن جاتا ہے۔

معدہ میں سوزش (سوجن) ہونا: صبح اُٹھتے وقت عموماً معدہ خالی ہوتا ہے، بعض لوگ اس ٹائم چائے پیتے ہیں اس سے معدہ کی تیزابیت میں اضافہ ہوتا ہے اور نتیجۃً معدہ میں سوزش اور السر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

اسی طرح گرم گرم کھانے کی وجہ سے بھی معدہ میں سوزش ہوتی ہے۔

سوزشِ معدہ کا علاج: جن افراد کے معدے میں سوزش ہو انہیں چاہئے کہ صبح چائے وغیرہ پینے سے قبل ناشتہ کریں یا نہار منہ شہد استعمال کریں یا ناشتہ میں جو کا دلیہ شہد کے ساتھ استعمال کریں یا جس وقت بھی پیٹ خالی ہو زیتون کا تیل استعمال کریں اِنْ شآءَ اللہ معدہ کی سوزش سے نجات مل جائے گی۔

ہاتھ سے کھانے کا طبی فائدہ:

جو لوگ ہاتھ سے کھاتے ہیں ان کی اُنگلیوں سے ایک خاص قسم کی ہاضم رُطوبت نکل کر کھانے میں شامل ہو جاتی ہے جو جسم میں اِنسُولین (INSULIN) کم نہیں ہونے دیتی، پھر کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹنے سے مزید ہاضم رُطوبت پیٹ میں داخل ہوتی ہے جو معدہ کے لئے بے حد مفید ہے۔

معدہ کے لئے مفید چیزیں:

(1) مسواک کرنے سے معدہ قَوی ہوتا ہے (2) شہد معدہ کو صاف کر کے اِعتدال میں لاتا ہے (3) گاجر کھانے سے معدہ کی تیزابیت دور ہوتی ہے (4) سیب معدہ کو طاقت دے کر درست کرتا ہے (5) کیلا کھانے سے معدہ کی تیزابیت میں کمی آجاتی ہے (6) انار معدہ کو قَوی کرتا ہے جبکہ تُرش انار معدہ کی سوزش کے لئے مفید ہے (7) کدّو، بیر، آڑو، کھیرے کا جوس اور ادرک معدہ کی تیزابیت کے لئے مفید ہیں (8) کریلا اور بینگن معدہ کو مضبوط کرتے ہیں (9) فالسہ اور میٹھی معدہ کے لئے مفید ہیں (10) پانی میں کھجور بھگو کر اس کا پانی پینا معدہ اور آنتوں کے زخم اور سوزِش کے لئے بہت مُفید ہے (11) گنے کا رس معدہ کے زخم دور کرنے میں مفید ہے (12) ترنج عرب کا مشہور پھل ہے جو دماغ اور معدہ کو بہت قوت دیتا ہے (13) مُنَقّٰی کے بیج معدے کی اصلاح کرتے ہیں۔

معدے کے لئے نقصان دہ چیزیں:

(1) تربوز کے ساتھ پانی پینا معدے کے لئے ٹھیک نہیں (2) مٹھائی کھانے سے دانت خراب ہوتے اور معدہ کمزور ہو جاتا ہے (3) لیٹ کر یا ٹیک لگا کر کھانا پینا معدہ کے لئے نقصان دہ ہے (4) زیادہ سونے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے (5) بخار کی حالت میں معدہ آہستہ کام کرتا ہے اس لئے بخار میں بھاری غذا استعمال نہ کریں بلکہ پتلی اور نرم غذا کا استعمال کریں۔

بھوک لگنے پر ہی غذا کھائیں: انسان تندرست ہو یا بیمار دونوں صورتوں میں بھوک لگنے کے بعد ہی غذا کا استعمال کریں، البتہ بیمار کو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ بھوک نہ لگنا اس بات کی دلیل ہے کہ یا تو معدہ میں پہلے سے ہی غذا موجود ہے یا پھر اس میں خرابی ہے۔

شدید بھوک کے فوائد:

معدہ خالی ہونے کے بعد غذا کھانا معدہ اور جسم کے لئے فائدہ

مند ہے، اگر کافی دیر تک معدہ خالی رہے اور شدید بھوک محسوس ہو تو اس میں دگنا فائدہ ہے۔

شدید بھوک کے تین فوائد ملاحظہ فرمائیں:

(1) شدید بھوک سے معدہ اور انتڑیوں میں پڑا ہوا خمیر جل جاتا ہے (2) دورانِ خون (یعنی خون کا گردش کرنا) تیز ہو جاتا ہے (3) جو غذا کھائی ہے وہ جلد ہضم ہو کر خون بن جاتی ہے۔ ا

کھانے کے درمیان پانی پینا: جب مِعدہ خالی ہو اس وقت پانی پینے سے معدہ کی تیزابیت میں کمی آتی ہے، بالخصوص اَلسَر اور بد ہضمی کے شکار افراد کیلئے کھانے کے درمیان پانی پینا زیادہ فائدہ مند ہے۔

پیٹ کی بیماری کی بہترین دوا: منقول ہے کہ خلیفہ ہارونُ الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار چار طبیبوں کو بلایا اور فرمایا کہ ایک ایسی دوا کے متعلق بتائیں جسے استعمال کرنے کے سبب کوئی مرض نہ ہو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ آپ کھانا اس وقت تک نہ کھائیں جب تک آپ کو خواہش نہ ہو اور خواہش ابھی باقی ہو کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔

معدہ کی گرمی کا علاج: معدے کی گرمی دور کرنے کے لئے ٹھنڈی تاثیر والے پھلوں اور سبزیوں کا استعمال مفید ہے۔ مثلاً کدو، کھیرا، ککڑی، انار، آڑو، خوبانی، امرود، تربوز جسم کو توانائی بخشنے کے ساتھ ساتھ جگر (Liver) اور معدے کی گرمی بھی دور کرتے ہیں۔ **مِعدے کی تیزابیت کا علاج:** منہ کے بعض قسم کے چھالے معدے کی گرمی اور تیزابیت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان میں ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے جراثیم پھیلتے ہیں، اس کے لئے تازہ مسواک منہ میں ملیں اور اس کا بننے والا لُعاب (یعنی تھوک) بھی خوب مَلیں، اِنْ شَآءَ اللہ مَرض دور ہو جائے گا۔

نوٹ: ہر دوا اپنے طبیب (ڈاکٹر یا حکیم) کے مشورے سے استعمال کیجئے۔

روشنی ہیں علی رضی اللہ عنہ

علم والوں کی روشنی ہیں علی
عشق والوں کی بندگی ہیں علی
اُن کی الفت، نبی کی الفت ہے
نبضِ ایماں کی زندگی ہیں علی
آرہی ہے صدائے "مَن کُنتُ"
سَر بَسَر جلوۂ نبی ہیں علی
دیکھو نظّارۂ شبِ ہجرت
عکسِ کردار احمدی ہیں علی
نقشِ "تطہیر" فردِ "فی القربیٰ"
گوہرِ بحرِ ہاشمی ہیں علی
قبلۂ کاروانِ اہلِ حق
کعبۂ جانِ ہر ولی ہیں علی
اُن کا نام آیا، بڑھ گئی طاقت
ہر مسلمان کی خودی ہیں علی
ناز جن پر کرے شجاعت بھی
ایسے جانباز اور جری ہیں علی
"إنَّما" اور "وَلِيُّكُم" دیکھو
ہیں مددگار اور سخی ہیں علی
حُسنِ اسلام اُن سے نکھرا ہے
روئے ملت کی دلکشی ہیں علی
شمس جن کے لیے ہوا واپس
آفتابِ شَرَف وہی ہیں علی
جیسے موسیٰ کے واسطے ہارون
یوں وزیرِ محمدی ہیں علی
ملک روحانیت کے شاہِ عظیم
ظِلّ دستِ پیمبری ہیں علی
اُن کا مکتب بنی، نگاہِ رسول
یعنی پروردۂ نبی ہیں علی
شانِ اصحاب، والدِ حسنین
راحتِ قلبِ فاطمی ہیں علی
حُبّ قلبِ عمر، رفیقِ عتیق
رازدار دلِ غنی ہیں علی
شیرِ اسلام، فاتحِ خیبر
آبروئے بہادری ہیں علی
میرِ میخانۂ علوم و فنون
جانِ بزمِ سخنوری ہیں علی
پاؤں کی دھول، مہر و ماہ و نجوم
ایسے انوار کے دھنی ہیں علی
اُن سا آیا ہے اور نہ آئے گا
پہلے ہیں اور آخری ہیں علی
گلشن دین مصطفیٰ کی بہار
باغِ عرفاں کی تازگی ہیں علی
شمس جا! پھر تجھے پلٹنا ہے
طاعتِ عشق میں ابھی ہیں علی
آکے جانا نہ ان کی عصر تلک
سُن اے مہرِ فلک، علی ہیں علی
اِس لیے علم کے وہ باب ہوئے
ذاتِ سَروَر کی آگہی ہیں علی
اِس جہاں میں وہ مومنوں کے وکیل
حشر میں بھی سفارشی ہیں علی
کوئی دل سے اُنھیں پکارے تو
رہنمائی پہ آج بھی ہیں علی
اے فریدی وہ فخرِ اُمّت ہیں
قلبِ اسلام کی خوشی ہیں علی

عربی زبان وادب

از: خلیل احمد فیضانی

عربی زبان قرآن مقدس کی زبان ہے، اگر ہم قرآنی مفاہیم و مطالب کو دوسری زبانوں یعنی انگریزی یا اردو کے ذریعے سمجھ بھی لیتے ہیں، تب بھی اس معجزاتی اسلوب سے کما حقہ بہرہ ور نہیں ہو پائیں گے جس نے عرب کے بڑے بڑے فصحا و بلغا کو عاجز کر دیا تھا، حالاں کہ وہ لوگ حقیقت میں فصحائے زمانہ اور بلغائے عصر تھے۔ جنتی زبان بھی عربی ہے اور بہت سارے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور خصوصا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک بھی عربی ہے لیکن آج اس کا دائرہ صرف مذہبی حدود تک ہی محدود نہیں رہ گیا بلکہ ٹیکنالوجی کے اس دور میں اس کی اہمیت و افادیت میں مزید چار چاند لگ گئے۔

اس زبان کو جاننا کیوں ضروری:

جس وقت یورپ کی علمی حالت نہایت خراب تھی، اس وقت مسلم ممالک علمی اعتبار سے پروان چڑھ رہے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب ہارون رشید سلطنت اسلامیہ کا بادشاہ تھے۔

اس دور میں انھوں نے ماہر علوم وفنون اسکالرز جمع کیے، بیت الحکمۃ کے نام سے ایک جگہ متعین کی اور اس میں پرانے حکما یعنی افلاطون و ارسطو وغیرہم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کروانا شروع کیا۔

اس طرح دیگر بہت سارے علوم وفنون عربی زبان میں کنورٹ ہو گئے۔ اسی بنا پر اس دور کو العصر الذہبی کہا جاتا ہے۔ اس کے کافی عرصہ بعد جب یورپ نے جہالتوں کی ٹھوکریں کھا کر سائنس کی طرف قدم بڑھایا تو اس نے ابن عمر، موسی الخوارزمی اور ابن حزم وغیرہم (جو اپنے وقت کے بڑے سائنسدان تھے) کی فکر اور ان کے مخطوطوں کی سرقہ بازی کرنے شروع کی۔

یورپ والوں خاص کر مستشرقین کی اس جانفشانی سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن انھوں نے یہ بہت بڑی علمی خیانت کی کہ مسلم سائنس دانوں کے کارناموں کو چھپا دیا اور اپنے اختراع و ایجاد کا ڈھنڈورا پیٹا جب کہ ان کے ہی ایک سائنس داں نے کہا کہ اگر مسلم حکما نہ ہوتے تو ہم 150 سال بعد بھی اس مقام پر نہ پہنچتے، جس پر آج ہیں۔

آج ہم جہالت کی بنیاد پر ہمارے ان مسلم سائنس دانوں کا نام بھی نہیں جانتے جنھوں نے بلب اور کیمرہ ایجاد کیا لیکن اغیار نے ہماری وراثت پر ڈاکہ ڈال کر سستی شہرت حاصل کر لی۔

آج بھی شام کی پرانی لائبریریوں میں وہ مخطوطے پائے جاتے ہیں جو ان مسلم اسکالرز کی علمی جولانیوں پر شاہد عدل ہیں اور آج باقاعدہ ابن نفیس، ابن رشد اور ابن الہیثم وغیرہم پر تو کلپیں بھی بن چکی ہیں۔

آج بڑا طبقہ عربی زبان کے بارے میں اچھی جان کاری رکھتا ہے لیکن خود عربی زبان جدید وقدیم طرز ہائے سخن کے مطابق بولنے اور لکھنے کی بات آئے تو اسے کافی مشکل سمجھتا ہے۔ اس کا

نقصان یہ ہوا کہ ہم نہ تو بیرون ہند کی بڑی بڑی کمپنیوں میں جاسکے اور نہ ہی بڑے پیمانہ پر دین کی کما حقہ خدمت کرسکے۔

آج ٹیکنالوجی کا دور ہے، آن لائن بیع وشرا ہوتی ہے۔ امیزون کے ذریعے لوگ شاپنگ کرتے ہیں اور اس کے لیے متعدد زبانوں پر دسترس رکھنے والے بندے انھیں مطلوب ہوتے ہیں۔

ہم بھی طلب کیسے جاسکتے ہیں بس شرط یہ ہے کہ ہم لوگ جدید طریق کار اور جدید انداز گفتگو سے قدرے واقف ہوں کیوں کہ زبانیں اپڈیٹ ہوتی رہتی ہیں، جدید الفاظ داخل ہوتے ہیں، پرانی تراکیب مہجور ہوتی چلی جاتی ہیں۔

تقریب فہم کے لیے چند سوالات اور ان کے جوابات رقم کر رہا ہوں امید ہے افادیت سے خالی نہیں ہوں گے۔

سوال:۔۔۔۔ کچھ لوگ عربی کتابوں کا ضرورت کے مطابق ترجمہ کر لیتے ہیں، مفہوم بھی سمجھ لیتے ہیں لیکن عربی بولنے اور اس میں مضمون وغیرہ لکھنے کی کوشش کرتے ہیں تو کامیابی نہیں ملتی، اس کا حل؟

جواب:۔۔۔۔ کسی بھی زبان کو سیکھنے کے دو بنیادی اصول ہوتے ہیں، اس زبان کے بولنے والوں کو سننا اور خود حسب استطاعت مشق کرنا، اس کے مختلف طریقے ہوسکتے ہیں، آپ یوٹیوب سے عربی بولنے والوں کو سنیں، ان کے انداز کو نوٹ کرنے کی کوشش کریں، روزانہ مختلف موضوعات پر تنہائی میں بول کر پرکٹس کریں، عربی اخبارات پڑھیں۔ اس موقع پر آپ نے اپنا ایک واقعہ شیئر کرتے ہوئے فرمایا: ازہر میں ہم نے دیکھا کہ انڈونیشیا سے کچھ ایسے لوگوں نے بھی ایڈمیشن لیا، جن کو حروف تہجی بھی نہیں آتے تھے، انھوں نے اپنے بیڈ روم میں چند چھوٹے چھوٹے اسٹیکرز ایسے چسپاں کر دیے جن پر روزمرہ استعمال کے عربی مفردات لکھے ہوئے تھے، وہ لوگ روزانہ ان اسٹیکرز کو دیکھتے اور ان الفاظ کو دوہراتے رہتے، نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی دنوں میں وہ لوگ عربی بولنے لگ گئے۔

سوال:۔۔۔۔ قدیم اور جدید عربی میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔۔۔۔ زیادہ فرق نہیں ہوتا، نہ قواعد بدلتے ہیں، نہ ہی اصطلاحات متروک ہوتی ہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ قدرے طرز سخن اور اسلوب ادا بدل جاتے ہیں۔ اگر کوئی لفظ ثقیل ہو تو وہ مہجور ہوسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جس طرح قدیم اردو الفاظ کے معانی لغت کے بن دیکھے آسانی سے سمجھ میں نہیں آتے، اسی طرح خالص قدیم عربی الفاظ بھی ہیں کہ ان الفاظ کے معانی کے لیے بھی لغات کا سہارا لینا ضروری ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ الفاظ ہمارے اسلامی معاشرے سے نکل چکے ہیں اور اب ان کا استعمال متروک ہو چکا ہے۔

سوال:۔۔۔۔ بڑے لیول پر عربی سیکھنے کے لیے بھارت میں ہمارے پاس کہاں کہاں پلیٹ فارم ہیں؟

جواب:۔۔۔۔ انڈیا میں عربی سیکھنے اور اس زبان کی خدمت کرنے کے کئی ایک پلیٹ فارمز ہیں جہاں باقاعدہ عربی نصاب داخل ہے جیسے جامعہ ملّیہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، مولانا آزاد، عثمانیہ یونیورسٹی، ممبئی، پونے اور مہاراشٹرا وغیرہ میں کئی پرانی یونیورسٹیز/ کالجز ہیں۔

قربانی کے فضائل احکام، مقاصد

کمال احمد علیمی نظامی، دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی، (یوپی)

انسان کی تخلیق کا مقصد اصلی صرف یہ ہے کہ دنیا میں رہ کر وہ اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرے، رضائے الٰہی کا حصول ہی تمام عبادات کی روح یہی ہے، نماز، روزہ، حج، زکاۃ اور صدقات وخیرات شرعا مطلوب تو ہیں مگر مقصود نہیں، مقصود دراصل رضائے الٰہی کا حصول ہے، یہ سب اسباب ہیں، رضائے الٰہی مختلف طریقوں سے حاصل ہوتی ہے، انہیں میں سے ایک طریقہ قربانی ہے۔

قربانی کی حقیقت:

قربانی کا شمار مالی عبادت میں ہوتا ہے، خاص جانور کو خاص دن میں اللہ کی رضا کے لیے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے، قربانی کی تعریف ہی سے واضح ہے کہ اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے، قرآن وحدیث سے اس کے بے شمار فضائل ثابت ہیں، آدھے درجن سے زیادہ آیات میں اللہ تعالی نے قربانی کا اشارۃ یا صراحتا ذکر فرمایا ہے، یوں ہی کئی موقعوں پر نبی کریم ﷺ نے قربانی کے فضائل و مسائل ذکر فرمائے ہیں، چند آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱): قربانی کے وجوب کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:" اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو (الکوثر:۲)

آیت کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے کہ قربانی کا اصلی مقصد رب کی رضا حاصل کرنا ہے۔

۲): قربانی کا رواج حضرت آدم علیہ السلام ہی کے زمانے سے ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ہم نے ہر قوم کے لیے قربانی مقرر کی تا کہ وہ چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے (سورہ حج:۳۴)

اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی ہر امت میں تھی وہیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا اصلی مقصد ذکر الٰہی کر کے اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے۔

۳:) قربانی صرف اہل تقوی کی مقبول ہے، جن کے دل میں جذبہ نمائش اور گوشت خوری کا شوق ہو اللہ تعالی ان کی قربانی قبول نہیں فرماتا ہے، چناں چہ ارشاد ہے: اللہ تعالی صرف متقین (اللہ سے ڈرنے والوں) کی قربانی قبول فرماتا ہے (مائدہ:۲۷)۔

۴): قربانی میں دل کا اخلاص اور تقوی ہی معتبر ہے، اللہ تعالی کی بارگاہ میں جانور کی قیمت اور جسم نہیں دیکھا جاتا ہے، اس کی بارگاہ میں صرف قربانی کرنے والے کے دل کا اخلاص دیکھا جاتا ہے، ارشاد ہے: بارگاہ الٰہی میں قربانی کے جانور کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ تمہارے دل کا تقویٰ پہنچتا ہے (حج:۳۷)

اس آیت سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو کئی کئی

لاکھ روپے کے بکرے اور دُنبے خرید کر صرف دکھاوے کے لیے قربانی کرتے ہیں۔

۵:) قربانی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل اور قابیل سے ہوا، مگر خاص طور سے اس کی مشروعیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں ہوئی، اس لیے اس کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے، حدیث شریف میں ہے: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ قربانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے والد حضرت ابراہیم کی سنت ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ ہمارے لیے اس میں کیا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر بال کے بدلے ایک نیکی، پھر صحابہ نے اون کے بارے میں سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی ایک نیکی ہے (سنن ابن ماجہ، باب ثواب الاضاحی ص:226)

۶:) کچھ لوگ کہتے ہیں جانور کا خون بہانے سے بہتر ہے کہ اتنی قیمت غریبوں میں تقسیم کر دی جائے، ایسے لوگوں کو یہ حدیث پڑھنی چاہیے، ارشاد ہے: قربانی کے دنوں میں اللہ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ محبوب اور کوئی عمل نہیں، قیامت کے دن جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے، لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔ (ترمذی شریف، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، ج ا، ص: ۳۷۵)

چند ضروری مسائل:

۱)۔ قربانی ہر مالک نصاب مرد و عورت پر ہر سال واجب ہے، آج کل بہت سارے لوگ بڑے پیر کے نام سے، اپنے باپ دادا کے نام سے، یا اپنے پیر و مرشد کے نام سے قربانی کراتے ہیں اور اپنے اوپر جو قربانی واجب ہے اسے ادا نہیں کرتے، یہ غلط ہے، پہلے اپنی طرف سے قربانی ادا کریں، پھر اگر اللہ نے مال و دولت دی ہے تو دوسرے لوگوں کی طرف سے بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) مالک نصاب سے مراد اتنے مال کا مالک ہونا ہے جتنا مال ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے یعنی حاجت اصلیہ (زندگی بسر کرنے میں جس چیز کی ضرورت ہوتی ہو وہ حاجت اصلیہ ہے، جیسے رہنے کا مکان اور گھر کے سامان وغیرہ) کے علاوہ دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو۔

(۳) قربانی کے ایام دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہیں، مگر دسویں میں قربانی کرنا افضل ہے۔

۴): قربانی کا جانور صحت مند اور سب عیب سے خالی ہونا چاہیے، بہت سارے لوگ بکرا وغیرہ پالتے ہیں پھر اسے بیچ کر ہلکا اور کم قیمت والا جانور لا کر قربانی کرتے ہیں، ارشاد رسول علیہ السلام ہے: یعنی قربانی کے جانور کو تندرست کرو، کیوں کہ وہ پل صراط پر تمہاری سواری ہے۔

(۵): بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ قربانی کے جانور کے گوشت پر فاتحہ ناجائز ہے، یہ غلط ہے ہر حلال کھانے پینے کی چیز پر فاتحہ جائز ہے۔

(۶): قربانی کے گوشت کو جمع کر کے رکھنا غلط ہے، بہت سارے لوگ فریج میں رکھ کر مہینوں کھاتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہیے، گوشت کے تین حصے کیے جائیں ایک غریبوں میں دوسرا قریب کے رشتہ داروں میں اور تیسرا حصہ خود استعمال میں لایا جائے، اگر اہل وعیال زیادہ ہوں تو کل رکھ سکتے ہیں، مگر اس کو سکھا کر یا فریج

میں رکھ کر مہینوں اس سے لطف اندوز ہونا مناسب نہیں ۔

۷): قربانی کا گوشت نہ تو قصائی کی مزدوری میں دیا جائے نہ ہی غیر مسلموں کے ہاتھوں میں پڑنے دیا جائے، بہت سارے مالدار لوگ اپنے تعلق سے سیاسی نیتاؤں، غیر مسلم احباب، اہل تجارت اور جو شراب کے عادی دوستوں کو دعوت دے کر انھیں شوق سے کھلاتے ہیں، اس سے بچنا چاہیے۔

۸): جس پر قربانی واجب ہے ماہ ذوالحجہ کا چاند نکلنے کے بعد بال، ناخن وغیرہ نہ کاٹیں، بہت سارے لوگ اسے ہر کسی کے لیے مستحب سمجھتے ہیں، حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔

قربانی کے مقاصد:

اوپر کی سطروں سے قربانی کے بہت سارے مقاصد واضح ہیں ،اب کچھ بنیادی مقاصد کی طرف اشارہ کر کے اپنی تحریر ختم کر رہا ہوں۔

۱): اظہار عبودیت:

قربانی کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے عزیز ترین جانور کو بارگاہ حق میں قربانی کر کے اپنی بندگی کا اظہار کرے، اللہ ہی کے حکم پر جانور پر رحم بھی کرتا ہے اور اسی کے حکم سے اسے ذبح بھی کرتا ہے یہ سب اظہار بندگی ہے۔

۲): خود سپردگی:

انسان کسی چیز کا مالک نہیں، جو کچھ ہے رب کا ہے، سب کا مالک بس خدا ہے، اسی کے لیے زندگی، اسی کے لیے موت ،اسی کے لیے جان، اسی کے لیے مال، سب کچھ اس کا ہے، اگر خدائی حکم ہو جائے تو بندہ اپنی جان بھی نچھاور کر دے، جانور ذبح کر کے بندہ یہی ثابت کرنا چاہتا ہے کہ مولا میرا کچھ بھی نہیں، سب کچھ تیرا ہے۔

۳): سنت اسلاف کی یاد:

قربانی اسلاف کی یادگار ہے، حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے ایثار کی کہانی ہے، اس کے کرنے کا ایک مقصد ان اسلاف کی سنتوں کو زندہ رکھنا ہے۔

۴): حقیقی قربانی:

حقیقت میں قربانی تو یہ ہے کہ عاشق خود اپنی جان خدا کی بارگاہ میں نچھاور کرے، جیسا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے اپنے ارادے کا اظہار کیا تو بیٹے نے جواب دیا: ”اے میرے باپ! کیجیے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے، خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے“ یہاں بیٹا اپنی جان خدا کے نام پر نچھاور کرنے کے لیے تیار ہے، یہی قربانی کی روح ہے، یہی قربانی کا اصلی مقصد ہے، مگر خدا کی شان رحیمی کو گوارا نہیں کہ کسی بندے کو اس کی راہ میں قربان کیا جائے، اس نے ہمیں جانور کی قربانی کا حکم دیا تا کہ ہمارے اندر قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔

۵): غریبوں کا خیال:

ہر اسلامی تیوہار کی خوبی یہ ہے کہ اس میں غریبوں کا خیال رکھا گیا ہے، ہر اسلامی تیوہار میں کھانا کھلانے، کپڑا پہنانے کی فکر دی گئی ہے، قربانی کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ سال بھر جو غریب اچھے اچھے کھانے سے محروم رہتے ہیں وہ سال میں کچھ دن پیٹ بھر اچھی غذا کھا سکیں، اللہ تعالی ہمیں اخلاص کے ساتھ قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے

(آمین)



اذان کی فضیلت اور مؤذن کا مقام و مرتبہ

تحریر: محمد مدثر حسین اشرفی پورنوی، خطیب و امام رضائے مصطفٰے مسجد گیورائی، بیڑ مہاراشٹر موبائل: 6204063980

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے، جو ہر مسلمان عاقل، بالغ مرد وعورت پر فرض ہے- قرآن واحادیث میں اس کی پابندی کی بڑی تاکید کی گئی ہے- اس کی ادائیگی میں بے شمار انعامات ونوازشات کی بشارت ہے، جب کہ عدم ادائیگی پر سخت وعیدیں اور عذاب ہے- نماز اہم العبادت ہے، جسے رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، نیز اسے دین کا ستون فرمایا ہے- نماز اتنی محبوب عبادت ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب مقصود کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قرب خاص میں بلایا، اس شان سے کہ استقبال کے لئے ملائکہ کی کثیر جماعت کو بھیجا- پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شان وشوکت کے ساتھ بیت المقدس تشریف لے گئے، یہاں انبیائے کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی، پھر مختلف مقامات کا سفر کرتے ہوئے رب تعالیٰ کے قرب خاص میں تشریف لے گئے، اپنی چشمان مبارک سے رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے، محب اور محبوب کے مابین راز ونیاز کی باتیں ہوئیں، اور تحفے میں آپ کی امت کو نماز عطا کی گئی-

اذان شعائر اسلام سے ہے، جو پنجگانہ فرض نماز اور جمعہ جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں بروقت ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے، جس کا حکم مثل واجب کے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اذان نہ دی گئی تو وہاں کے سارے افراد گنہگار ہوں گے-

قرآن کریم میں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاِذَا نَادَیۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوۡہَا ہُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ (پ6 سورہ المائدہ)

ترجمہ: اور جب نماز کے لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں- (کنزالایمان)

مذکورہ آیت کی شان نزول بیان کرتے ہوئے صاحب خزائن العرفان رقم فرماتے ہیں: ”کلبی کا قول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مؤذن نماز کے لئے اذان کہتا اور مسلمان اٹھتے تو یہود ہنستے اور تمسخر (مذاق اُڑایا) کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی-

سدّی کا قول ہے کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن اذان میں " اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ " اور "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ ” کہتا تو ایک نصرانی یہ کہا کرتا کہ جل جائے جھوٹا -ایک شب اس کا خادم آگ لایا وہ اور اس کے گھر کے لوگ سو رہے تھے آگ سے ایک شرارہ اڑا اور وہ نصرانی اور اس کے گھر کے لوگ اور تمام گھر جل گیا-

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اذان نص قرآنی سے بھی ثابت ہے“- (خزائن العرفان)” اذان کے متعلق یہود کہا کرتے تھے

کہ یہ کیا نئی رسم نکالی ہے جس کا پہلے دینوں میں نام ونشان تک نہیں -یہ شور وغل ناقابل برداشت ہے بجائے اس کے کہ اپنے گھنٹوں اور ناقوسوں کی بے معنی چیخ و پکار کے مقابلہ میں اذان کے پیارے پیارے اور معنی خیز جملوں کی قدر کرتے وہ الٹا تمسخر اُڑاتے، یہ ان کی حماقت اور نادانی نہیں تو اور کیا ہے"- (ضیاء القرآن)

اذان کی ابتدا: آیت مبارکہ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ الخ کے تحت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی تحریر فرماتے ہیں:"اس آیت میں اذان کا ذکر فرمایا ہے -مکہ میں اذان مشروع نہیں ہوئی تھی، اس وقت نماز کے لیے یوں ندا کرتے تھے" الصلٰوۃ جامعۃ" جب نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی اور کعبہ کو قبلہ بنادیا گیا تو آپ کو پانچ فرض نمازوں کے لیے اذان کا حکم دیا گیا، اور نماز جنازہ، نماز عید اور نماز کسوف وغیرہ کے لیے "الصلٰوۃ جامعۃ" سے ندا کا طریقہ برقرار رہا-

حضرت عبداللّٰہ بن زید اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما نے خواب میں فرشتے سے اذان کے کلمات سنے اور اس سے پہلے نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کے موقع پر فرشتے سے اذان کے کلمات سنے تھے-

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی روایت کرتے ہیں:" ابوعمیر بن انس اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے یہ مشورہ کیا کہ نماز کے لیے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ آپ سے کہا گیا کہ نماز کے وقت ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے، جب لوگ اس جھنڈے کو دیکھیں گے تو ایک دوسرے کو نماز کی اطلاع دیں گے -نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پسند نہیں آئی، پھر آپ کو بوق (بگل، نرسنگا) کا مشورہ دیا گیا -آپ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا اور کہا کہ یہ یہود کا طریقہ ہے -پھر آپ کو ناقوس (لوہے کا ٹکڑا اور لکڑی سے جلایا جاتا ہے، گھڑیال) کا مشورہ دیا گیا -آپ نے اس کو بھی پسند نہیں کیا اور فرمایا یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے-حضرت عبداللّٰہ بن زید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ وہاں سے اٹھ کر گئے، وہ اسی فکر میں تھے -پھر انہیں خواب میں اذان دکھائی گئی، وہ صبح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس خواب کی خبر دی -انہوں نے کہا یارسول اللّٰہ! میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا، میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھے اذان دکھائی -

اس سے پہلے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا لیکن انہوں نے بیس دن تک اس خواب کو مخفی رکھا، پھر نبی کریم صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی -آپ نے فرمایا تم کو مجھے خبر دینے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا عبداللّٰہ بن زید مجھ پر سبقت لے گئے اور مجھے حیا آئی، رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بلال! تم کھڑے ہو اور عبداللّٰہ بن زید تم کو جو کلمات بتائیں، وہ پڑھو پھر حضرت بلال نے اذان دی، ابوعمیر یہ کہتے تھے کہ اگر اس دن حضرت عبداللّٰہ بن زید بیمار نہ ہوتے تو وہ اذان کہتے"- (تبیان القرآن)

علاوہ ازیں اور بھی مختلف روایات ہیں، مگر یہاں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے

اذان دینے کے فضائل بے شمار ہیں، چند احادیث

کریمہ اس ضمن میں نذر قارئین ہیں: "عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُولُ المُؤَذِّنُونَ اَطوَلُ النَّاسِ اَعنَاقاً يَومَ القِيٰمَةِ رَوَاهُ مُسلِم -روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اذان دینے والے لوگ قیامت کے دن لمبی گردنوں والے ہوں گے- (یعنی گردن فراز اور سربلند ہوں گے، یا سر اٹھائے رب کی رحمت کے منتظر، یا بلند قامت ہوں گے کہ دور سے پہچان لئے جائیں گے -

یہ مطلب نہیں کہ ان کے جسم چھوٹے اور صرف گردنیں لمبی ہوں گی کہ یہ بدزیبی ہے- بعض مفسرین نے اعناق کو ہمزہ کے زیر سے پڑھا ہے، بمعنی تیز رفتاری و لمبے قدم، یعنی مؤذن جنت کی طرف دوڑتے ہوئے لمبے قدم رکھتے ہوئے جائیں گے، دوسروں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے"- عَنْ اَبِي سَعِيدِ الخُدرِي قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَايَسمَعُ مُنَادِي صَوتِ المُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنسٌ وَّلَا شَيءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهُ يَومَ القِيٰمَةِ رَوَاهُ البُخَارِي -"روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مؤذن کی انتہائی آواز کو کوئی جن وانس اور دوسری چیزیں نہیں سنتیں، مگر قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی-

(عرض کریں گے کہ مولیٰ یہ مسلمان ہے، نمازی ہے- ہم نے اسے اذان دیتے دیکھا اور کلمہ شہادت پڑھتے سنا - حدیث بالکل ظاہری معنی پر ہے کسی قسم کی تاویل کی ضرورت نہیں- اللہ تعالیٰ نے حیوانات، جمادات کو سمجھ گویائی سننے کی طاقتیں بخشیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کا ثبوت قرآن کریم کی صریح آیات سے ہے- مرقاۃ میں اس مقام پر ایک حدیث منقول ہے کہ روزانہ شام کے وقت پہاڑ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا تجھ پر کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا ابھی گزرا، جب ان میں سے کوئی کہتا ہے ہاں تو سب خوش ہوتے ہیں-

چاہئے کہ اذان بلند آواز سے دی جائے تا کہ گواہ زیادہ میسر ہوں" - (مراۃ المناجیح)

جب کہیں اذان دی جاتی ہے تو شیطان پر اس آواز سے ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ وہ وہاں سے فرار ہو جاتا ہے- حدیث شریف میں ہے "عَنْ اَبِي هُرَيرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدبَرَ الشَّيطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَايَسمَعَ التَّاذِينَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ اَقبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِيَ التَّثوِيبُ اَقبَلَ حَتّٰى يُخطِرَ بَينَ المَرءِ وَنَفسِهٖ يَقُولُ اُذكُر كَذَا اُذكُر كَذَا لِمَا لَم يَكُن يَذكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَايَدرِي كَم صَلّٰى - روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے، (خواہ نماز میں بلانے کے لیے دی جائے یا کسی اور مقصد کے لئے، جیسے بچے کے کان میں یا بعد دفن قبر پر وغیرہ للصلوٰۃ اس لیے فرمایا تا کہ کوئی اذان کے لغوی معنی نہ سمجھ جائے) تو شیطان گوز مارتا بھاگتا ہے حتیٰ کہ اذان نہ سنے، (یہاں بھاگنے کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں اور اذان میں دفع شیطان کی تاثیر ہے اسی لیے طاعون پھیلنے پر اذان کہلواتے ہیں کہ وبا جنات کے اثر سے ہے- بچے کے کان میں اذان دیتے ہیں کہ اس کی پیدائش پر شیطان موجود ہوتا ہے

جس کی مار سے بچہ روتا ہے۔

دفن کے بعد قبر کے سرہانے اذان دی جاتی ہے کیونکہ وہ میت کے امتحان اور شیطان کے بہکانے کا وقت ہے اس کی برکت سے شیطان بھاگے گا نیز میت کے دل کو سکون ہوگا، نئے گھر میں دل لگ جائے گا ، نکیرین کے سوالات کے جوابات یاد آجائیں گے) پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے حتیٰ کہ جب نماز کی ثویب کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے، (ثویب سے مراد اقامت یعنی تکبیر ہے اس میں بھی اذان کی طرح اثر ہے) جب ثویب ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے کہتا ہے فلاں فلاں چیزیں یاد کر، (چیزوں سے مراد نماز سے غیر متعلق خیالات ہیں، تجربہ ہے نماز میں وہ باتیں یاد آتی ہیں جو نماز کے باہر یاد نہیں آتیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کے دلوں پر تصرف کرنے کی قدرت دی ہے انسانوں کی آزمائش کے لیے، کتنی ہی کوشش کی جائے مگر ان وسوسوں سے کلی نجات نہیں ملتی - چاہئے کہ وسوسوں کی پرواہ نہ کرے نماز پڑھتا رہے، مکھیوں کی وجہ سے کھانا نہ چھوڑے) وہ چیزیں جو اسے یاد نہ تھیں یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا کہ کتنی رکعت پڑھیں، (مسئلہ فقہی یہ ہے کہ اگر پہلی بار یہ واقعہ پیش آئے تو نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر آتا رہتا ہو تو کم رکعتوں کا لحاظ کرے مثلاً اگر شبہ ہو گیا کہ چار پڑھیں یا تین تو تین مانے - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی افضل سے مفضول کی تاثیر بڑھ جاتی ہے، دیکھو نماز، تلاوت قرآن اور رکوع اور سجود سے شیطان نہیں بھاگتا - بھاگتا ہے تو اذان سے حالانکہ اذان سے نماز افضل ہے - حضور فرماتے ہیں کہ حضرت عمر سے شیطان بھاگتا ہے حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق افضل ہیں" - (مراۃ المناجیح)

مؤذن بلند آواز سے اپنے رب تعالی کی کبریائی اور اس کی وحدانیت پکارتا ہے، نیز رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے - اور مسلمانوں کو نماز اور کامیابی کی طرف چلنے کی دعوت دیتا ہے -

عنداللہ ورسول عز و جل وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ان حضرات کا مقام بلند ہے -

یہ تلخ حقیقت ہے کہ معاشرے میں مؤذنین حضرات کو جو مقام و درجہ ملنا چاہئے، ہماری قوم انہیں نہیں دے رہی ہے - آج مسلمانوں کی مذہبی تعلیمات سے دوری کا نتیجہ ہے کہ اذان کے الفاظ تک یاد نہیں - تف ہے ایسے مسلمانوں پر جو فحش نغمے تو اپنے ذہن وفکر میں بسا کر برائیوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، اور اذان جیسے مبارک کلمات، جس سے نمازیوں کو اطلاع دی جاتی ہے، اسے یاد کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتے -

اذان کا ادب واحترام اس درجہ ہے کہ صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ لکھتے ہیں: " جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام، کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے، یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے یوں ہی اقامت میں" -

دوران اذان لوگوں کا گفتگو میں مشغول رہنا ان کے برے خاتمے کا اندیشہ ہے - فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے: " جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے، اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے" - مسلمانوں کو چاہئے کہ اذان کا احترام اور قدر کریں -



آداب بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنھم اجمعین)"

از: بلال احمد ہاشمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

دنیا کا یہ دستور رہا ہے کہ بادشاہوں کے دربار کے آداب کا ہمیشہ لحاظ رکھا گیا اور وہ آداب بادشاہوں اور وزیروں کی طرف سے مقرر شدہ ہوتے تھے۔لیکن جس بارگاہ کے آداب کی آج ہم بات کر رہے ہیں یہ ایسی مقدس بارگاہ ہے جس کے حضور حاضر ہونے کے آداب خالق دوعالم نے خود بیان فرمایا ہے۔

جیسا کہ اللہ عزوجل نے اپنی لاریب کتاب (قرآن مجید) میں شان رسالت کی یکتائی بیان فرماتے ہوئے آداب حضوری کے متعلق ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ "ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اَعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔(پارہ ۲۶,سورۃ حجرات,آیت ۲:)

حاضر ہوئے جبریل امیں بھی تو ادب سے
نازل ہوا قرآں بھی تو بے صوت وصدا تھا۔
(شرح حدائق بخشش,ص339)

بڑے واضح و کھلے انداز میں رب کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ کے آداب کو بیان کیا ہے کہ اے ایمان والو تمہارے ایمان کا تقاضا ہے کہ جب تم میرے حبیب علیہ الصلوۃ و السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو تو اپنی آواز کو میرے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سے پست رکھو کہ اگر تمہاری آواز محبوب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی ہوئی تو اس بے ادبی کی سزا یہ ملے گی کہ تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں گے اور تمہیں کانوں کان خبر تک نہ ہوگی۔یہ آیت بالعموم جمیع امت مسلمہ کو شامل ہے لیکن بالخصوص کامل طور پر یہ آیت جماعت صحابہ کو شامل ہے بایں معنیٰ کہ صحبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات اسی پاک جماعت کو حاصل ہیں اور آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں یہی لوگ تھے جنہیں دربار حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف عطا کیا گیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے متعلق نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَلَمْ يَجِدْ قَلْبًا اَتْقٰى مِنْ قُلُوْبِ اَصْحَابِيْ وَلِذٰلِكَ اخْتَارَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَصْحَابًا فَمَا اسْتَحْسَنُوْا فَهُوَ عِنْدَاللهِ حَسَنٌ وَّمَا اسْتَقْبَحُوْا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ

قَبِيحٌ. "اللہ تعالیٰ نے کوئی قلب میرے صحابہ کے قلوب سے زیادہ پاکیزہ نہیں دیکھا۔اس لئے ان کو میری صحابیت کے لئے پسند فرمایا۔جو کچھ وہ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے اور جو برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے"۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی قلبی طھارت و پاکیزگی پر نبی پاک صلی اللہ وسلم نے خود گواہی دی ہے۔صحابہ پاک رضی اللہ عنھم اجمعین اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کا کس قدر ادب کرتے تھے اسے بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے غلامی کا حق ادا کر دیا جب مذکورہ آیت کا نزول ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی" یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آئندہ میں آپ سے سرگوشی کیا کرونگا"۔

(کنز العمال، حدیث:4604)

مصطفی و ایں چنیں سوء الادب

ایں قدر ایمن شدید از اخذِ رب

علامہ خادم حسین رضوی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بارگاہ ایسی نازک ہے کہ اس بارگاہ میں (زور سے) سانس لینا بھی بے ادبی ہے۔ادب گاہ ہیست زیر آسمان از عرش نازک تر نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا حضرت برا بن عازب روایت کرتے ہیں کہ:"خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ.

ترجمہ! کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے ۔جب ہم قبر کے پاس پہنچے تو (دیکھا کہ ابھی) قبر تیار نہیں ہوئی تھی ۔آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے (بغیر کسی حرکت و آواز کے) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔(سنن نسائی شریف، حدیث:2003) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین ادب مصطفی میں بڑے حریص تھے جیسا کہ ذکر کردہ حدیث سے بالکل واضح ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا ادب کرتے تھے اس متعلق عینی شاھد حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ کا بیان سنیئے وہ جب آقا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں کفار ومشرکین کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تو انہوں نے اس وقت صحابہ کرام کو جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرتے دیکھا واپس جا کر اپنی قوم کو بتایا فرمایا کہ:" واللہ لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر، وكسرى، والنجاشي، والله إن رايت ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم محمدا، والله إن تنخم نخامة إلا وقعت في كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده، وإذا امرهم ابتدروا امره، وإذا توضا كادوا يقتتلون على وضوئه، وإذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده، وما يحدون إليه النظر تعظيما له، ترجمہ! اللہ کی قسم میں (بڑے) بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔اللہ کی قسم اگر محمد ﷺ نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے

میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔آپ ﷺ نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کے وضو کے غسالہ پر لڑائی ہو جائے گی۔آپ ﷺ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ان کے دلوں میں آپ ﷺ کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔(بخاری شریف، حدیث :2732)

ادب کے اس منظر کو دیکھ کر حضرت عروہ بھی متعجب ہوئے کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں مگر جس قدر صحابہ اپنے نبی کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اس قدر دیگر بادشاہوں کی تعظیم و ادب کرتے کسی کو نہ دیکھا۔ذیل میں ہم کچھ واقعات ذکر کرتے ہیں جن سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نبی پاک ،صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب و تعظیم کرتے تھے۔

(1) حضرت براء بن عازب سے سوال کیا گیا کہ کن جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں تو حضرت براء بن عازب نے جواباً ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا کہ چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ۔(چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین مسئلہ بتاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ بیان فرماتے تھے اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ جس انداز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہم بھی اسی طریقہ و انداز میں بات سمجھائیں۔اس سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین حضور سے اتنی محبت کرتے تھے کہ کون سی حدیث کس موقع پر اور کس انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی صحابہ کرام اسے بھی یاد رکھتے تھے کیونکہ صحابہ پاک اطاعت رسول میں بھی بڑے حریص تھے۔)

اب قربانی کے حوالے سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنی تھی اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کے اشارے سے بات سمجھائی تھی تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بھی انگلیوں کے اشارے سے بتایا کہ چار قسم کے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ۔عادت کے مطابق ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ تو کر دیا لیکن پھر خیال آیا کہ براء تیری انگلیاں کہاں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کہاں یہ خیال آتے ہی آپ نے سوال پوچھنے والے کو کہا کہ اے سوال پوچھنے والے کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ میری انگلیاں حضور کی انگلیوں کی طرح ہیں بلکہ میرے ہاتھ اور میری انگلیاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ مبارک اور انگلیوں سے چھوٹے ہیں۔حدیث کا متن درج ذیل ہے۔ "عنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ، قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ، فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصَابِعِي أَقْصَرُ مِنْ أَصَابِعِهِ، وَأَنَامِلِي أَقْصَرُ مِنْ أَنَامِلِهِ، فَقَالَ: أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِيِّ الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تَنْقَى۔

ترجمہ! عبید بن فیروز کہتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کس جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے (میری انگلیاں اور پورے آپ کی انگلیوں اور پوروں سے بہت چھوٹی ہیں) آپ ﷺ نے (چار انگلیوں کے اشارہ سے) فرمایا: ’’چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں ہیں‘ کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو‘ بیمار جس کی بیماری واضح ہو‘ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر

ہو اور انتہائی کمزور کہ اس کی ہڈی میں گودا نہ ہو۔" (سنن ابو داود حدیث:2802)

اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ" یہ سب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے پیش نظر کیا کہ حدیث بیان کرتے ہوئے جب آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وضاحت کرنا ضروری سمجھا کہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے میرا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے مشابہ ہے، بلکہ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک تو قدرت الہیہ کا مظہر اتم ہے، اس ہاتھ کی کوئی برابری نہیں۔ (عون المعبود شرح سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب: مایکرہ من الضحایا)

(2) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ درمیان نماز آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جونہی حضرت ابو بکر صدیق کو یہ محسوس ہوا کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو آپ نے مصلی امامت چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ گئے اس وجہ سے کہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے پیچھے کھڑے ہوں اور ابو قحافہ کا بیٹا ابو بکر حضور جان جاناں سے آگے کھڑا ہو یہ اس کی مجال نہیں۔ حدیث مندرجہ ذیل ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ، قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." ت

ترجمہ! سھل بن سعد سعدی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے لیے گئے، پس نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے۔ میں تکبیر کہوں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی اتنے میں رسول کریم ﷺ تشریف لے آئے تو لوگ نماز میں تھے آپ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جب لوگوں نے تسلسل کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول کریم ﷺ کو دیکھا آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لیے کہا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امامت کا اعزاز بخشا، پھر بھی وہ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو گئے۔

اس لیے نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ ابو بکر جب میں نے آپ کو حکم دے دیا تھا (کہ رکے رہو یعنی نماز پڑھاؤ)۔ پھر آپ ثابت قدم کیوں نہ رہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی یہ حیثیت نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھا سکے۔ (بخاری شریف، حدیث: 684) (3) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو جب کوئی حاجت پیش آتی تو صحابہ کرام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے اگر آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام کمال ادب سے انگلیوں کے پوروں سے دستک دیتے کہ کہیں آواز اونچی ہو اور بے ادبی نہ ہو جائے اس لئے دستک بھی سلیقے سے دیتے تھے۔

چنانچہ حضرت انس رضی للہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول للہ ﷺ کے دروازے پر آہستہ سے دستک دیتے تھے بایں معنی کہ انگلیوں کے پوروں سے دستک دیتے تاکہ آواز زیادہ بلند نہ ہو اور احترام رسول ﷺ میں فرق نہ آئے۔ (الآدب المفرد للبخاری، باب قرع الباب ،الحدیث: 1111) امام بیھقی رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کے اس مبارک عمل کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں "کَانَ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللہِ لَیَقۡرَعُوۡنَ بَابَہٗ بِالۡاَظَافِیۡرِ.

ترجمہ!"صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے درِ اقدس پہ اپنے ناخنوں سے دستک دیتے تھے"۔ (السنن الکبری) (4) حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ پوچھنا چاہتا تو اسے پوچھنے میں (نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کے پیش نظر) دو سال (یا کئی سال) تاخیر کر دیتا تھا۔ (الشفاء، القسم الثانی۔۔۔الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ)

(5) حضرت ابو ھریرہ کا ادب رسول دیکھیں فرماتے ہیں کہ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ ، فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: كُنْتُ جُنُبًا، فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ وَأَنَا عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ.

ترجمہ! مدینہ کے کسی راستے پر نبی کریم ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ ملاقات ہوئی۔ اس وقت ابو ہریرہ جنابت کی حالت میں تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر لوٹ گیا اور غسل کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا اس لیے میں نے آپ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنا ناپسند جانا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ! مومن ہرگز نجس نہیں ہوسکتا۔ (بخاری شریف، الحدیث: 283)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شریعت کا مسئلہ بیان فرما دیا البتہ حضرت ابوھریرہ کا حالت جنابت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ آنا فقط ادب رسول کی وجہ سے تھا کہ اس حالت میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کرنا ابوھریرہ کو منظور نہیں کہ صحبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حقیقی و حکمی ,ظاہری و باطنی طہارت ضروری ہے۔ مذکورہ بالا روایت پڑھ کر یہ اندازہ لگانا بالکل بھی مشکل نہ رہا کہ صحابہ پاک رضوان اللہ علیھم اجمعین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر ادب کرتے تھے، افسوس کہ دور موجودہ میں صحابہ و اہلبیت کے پاکیزہ مسلک و منہج سے ہمیں

دور کر دیا گیا۔خیرون القرون میں جو اعمال ادب کا حوالے ہوا کرتے تھے ,ادب کی بنیاد ہوا کرتے تھے انہیں اعمال کو آج شرک کہا جا رہا ہے۔

امام مالک جب حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے یا ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے باعث جھک جاتے یہاں تک کہ حاضرین پر گراں گزرتا،ایک دن آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا:لورایتم مارایت لما انکرتم علی ماترون.

ترجمہ!حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفعت شان اور عظمت مکان جو میں جانتا ہوں اگر تم اسے جانتے تو ہرگز تم اپنے دیکھے ہوئے پر انکار نہ کرتے۔

بمقامے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدہ گہ صاحب نظراں خواہد بود

امام مالک ذکر مصطفی کرتے جھکیں ,مدینہ شریف میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوں ,حدود مدینہ میں کبھی بول و براز نہ کریں،امام بخاری ہر حدیث کی کتابت سے قبل غسل کریں ,نفل پڑھیں تو یہ سب ادب کہلاتا ہے اور ہم اگر نام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آنے پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں۔مصطفی جان رحمت کھڑے ہو کر پڑھیں ,روضہ اقدس کی طرف پیٹھ نہ کریں تو یہ ناجائز کیسے ہو گیا؟ اناللہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ عزوجل ہمیں آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

از: بلال احمد شاہ ہاشمی

فرشتے کی ندا

حضرت سیِّدُ ناسُفیان ثَوری عَلَیہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اِرشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ایک ہوا پیدا فرمائی ہے جو سحری کے وقت چلتی ہے اور اس وقت ذکر الٰہی میں مگن اور گناہوں سے مُعافی مانگنے میں مشغول خوش نصیبوں کی آوازوں کو ربِّ کریم عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش کرتی ہے۔ ’’

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیہِ نے یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ’’رات شروع ہونے پر ایک فرشتہ عرش کے نیچے سے یہ ندا دیتا ہے: اب عبادت گزاروں کو اُٹھ جانا چاہئے......تو عبادت گزار کھڑے ہو جاتے ہیں ......اور جتنی دیر اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہتا ہے ,نوافل ادا کرتے ہیں ...... پھر جب آدھی رات گزر جاتی ہے......تو فرشتہ دوبارہ ندا کرتا ہے: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فرمانبرداروں کو اُٹھ جانا چاہئے......تو اِطاعت گزار اپنے بستروں سے اُٹھ کر سحر تک عبادت میں مشغول رہتے ہیں ......اور جب سحر کا وقت ہوتا ہے......تو فرشتہ ایک بار پھر ندا دیتا ہے: اب اللہ عَزَّ وَجَلَّکی بارگاہ سے مغفرت چاہنے والوں کو بھی اُٹھ جانا چاہئے......تو ایسے خوش نصیب اُٹھ جاتے ہیں اور اپنے ربِّ غفّار عَزَّ وَجَلَّ سے مغفرت طلب کرنا شروع کر دیتے ہیں ......اور جب فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے تَو فرشتہ پکارتا ہے: اے غافلو! اب تو اٹھ جاوَ......تو ایسے لوگ اپنے بستروں سے یوں اُٹھتے ہیں جیسے مردے ہوں جنھیں ان کی قبروں سے نکال کر پھیلا دیا گیا ہے۔ ‘‘



عمامہ شریف کے فضائل

از:-(عبید رضوی) محمد کوثر رضوی مرکزی
(استاذ جامعہ قادریہ حیات العلوم اکبرپور امبیڈکر نگر)

عشاق کیلئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ عمامہ شریف نبی اکرم شفیعِ معظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت مبارکہ ہے۔ اگرچہ عمامہ شریف کی فضیلت میں کثیر احادیث وارد ہیں:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنۡہُمَا کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا "اے ابوعبدالرحمن کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟" آپ نے فرمایا: ہاں (سنّت ہے) حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِعۡتَمُّوا تَزۡدَادُوا حِلۡمًا یعنی عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: (عمامہ باندھو) تمہارا حلم بڑھے گا اور تمہارا سینہ کشادہ ہوگا کیونکہ ظاہری وضع قطع کا اچھا ہونا انسان کو سنجیدہ اور باوقار بنا دیتا ہے نیز غصّے، جزباتی پن، اور خسیس حرکات سے بچاتا ہے۔

حلم ایک بے بہا دولت ہے بلاشبہ حلم (بردباری) ایک ایسی بے بہا دولت ہے کہ لاکھوں بلکہ اربوں روپے میں بھی خریدی نہیں جا سکتی لیکن نبی اکرم نورمجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمّت پر شفقت واحسان فرماتے ہوئے انتہائی آسان عمل ارشاد فرمادیا کہ جس کی بدولت ہم غصّے اور جزباتی پن سے نجات پا کر اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کر سکتے ہیں۔ جیسا کے حضرت علامہ محمد بن جعفر کتّانی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ القَوِی حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا اسامہ بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے مرفوعاً روایت ہے وَاعۡتَمُّوا تَحۡلِمُوا یعنی عمامے باندھو بردبار ہو جاؤ گے۔ (الدعامۃ فی احکام سنۃ العمامۃ)

عمامہ شریف حسن و جمال کا ذریعہ ہے:

حضرت علامہ شہاب الدین محمد الابشیھی علیہ الرحمہ روایت نقل فرماتے ہیں: تَعَمَّمُوا تَزۡدَادُو جَمَالاً یعنی عمامے باندھو! تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہوگا۔ واقعی عمامہ شریف باندھنے سے حسن و جمال میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک گھر کے

قریب سے گزرے تو ایک عورت نے اشعار میں ایک شخص (نصر بن حجاج جس کا تعلق بنی سلیم سے تھا) کا ذکر کیا، جو کہ بہت حسین و جمیل تھا۔ آپ نے صبح اسے دربار میں طلب فرمایا، یہ جو خوبصورت بالوں اور حسین چہرے والا شخص تھا۔ آپ نے اسے بال کٹوانے کا حکم فرمایا اس نے کٹوا دیئے مگر اس کی پیشانی کھل جانے کے باعث اور حسین لگنے لگا آپ نے اسے عمامہ شریف باندھنے کا حکم دیا (تاکہ اس کی پیشانی چھپ جائے) اس نے عمامہ باندھا تو اس کے حسن میں اور اضافہ ہو گیا بالآخر آپ نے اس کو بصرہ بھیج دیا۔ اسی طرح امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے متعلق علامہ احمد بن محمد اندلسی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: کہ اجمل الناس اذا اعتم یعنی آپ رضی اللہ عنہ جب عمامہ شریف باندھتے تو سب سے زیادہ حسین و جمیل نظر آتے۔

مجھے لگتا ہے وہ میٹھا، مجھے لگتا ہے وہ پیارہ
عمامہ سر پہ، زلفیں اور داڑھی جو سجاتا ہے

عمامہ باعث عزت:

حضرت سیدنا خالد بن معدان علیہ الرحمہ مرسلاً روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَکْرَمَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بِالْعَصَائِبِ یعنی بیشک اللہ جل جلالہ نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔ حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت نقل فرماتے ہیں: بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھنا مناسب نہیں کہ (بغیر ٹوپی کے باندھا گیا) کھل جاتا ہے بالخصوص وضو کرتے وقت، جبکہ ٹوپی پر عمامہ مضبوط بندھتا ہے

اور خوبصورت بھی لگتا ہے مزید فرماتے ہیں: عمامہ شریف انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت ہے اور ساداتِ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: محرم قمیص نہ پہنے اور نہ ہی عمامہ باندھے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عمامہ باندھنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عادت تھی اسی وجہ آپ ﷺ نے انہیں حالت احرام میں عمامہ باندھنے سے منع فرمایا اور رب ذوالجلال کے اکرام کی وجہ سے احرام میں ننگے سر رہنے کو مشروع فرمایا۔ معلوم ہوا! مسلمان عمامہ شریف باندھ کر اسلامی شعار کا اظہار کرتے ہیں۔

باعمامہ نماز پڑھنے کا ثواب:

عمامے شریف کی سنت پر قربان! اس پر عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ مومن کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ فرما دیتا ہے جیسا کہ استاذ المحدثین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ۔نماز باعمامہ و نماز بے عمامہ دونوں یکساں نہیں ہیں بلکہ نماز باعمامہ کو فضیلت ہے اور ثواب اس کا یقیناً زائد ہے اس واسطے کہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عمامہ مخالفِ مستحب اور خلاف ادب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عمامہ شریف باندھ کر پڑھی جانے والی نماز کے فضائل میں کئی احادیث ارشاد فرمائی ہیں چنانچہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رَکْعَتَانِ بِعِمَامَۃٍ خَیْرٌ مِنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ یعنی ایسی دو رکعتیں جو عمامہ باندھ کر پڑھی جائیں وہ بغیر عمامے والی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔

جمعہ کے دن عمامہ باندھنے کی فضیلت:

روزِ جمعہ عمامہ شریف باندھ کر نمازِ جمعہ پڑھنے والوں پر

اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں چنانچہ حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَصْحَابِ الْعَمَائِمِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ یعنی بے شک اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ باندھنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ مذکورہ حدیث پاک میں اللہ ﷻ اور اس کے فرشتوں کا جمعہ کے دن عمامہ شریف باندھنے والوں پر درود بھیجنے کا ذکر ہے یاد رہے اس سے معروف درود مراد نہیں بلکہ اللہ ﷻ کا اپنے بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب ہے رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب ہے استغفار کرنا (یعنی مغفرت طلب کرنا) حضرت علامہ محمد بن عمر نَوَوِی شافعی علیہ الرحمہ فرشتوں کے درود بھیجنے کی شرح یوں فرماتے ہیں کہ: فرشتے عمامے والوں کے لئے رحمت کی دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ عمامہ شریف پر لکھے گئے رسالے میں روایت نقل فرماتے ہیں: بے شک اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے جمعہ کے روز عمامہ پہننے والوں کے لیے استغفار فرماتے ہیں۔

باعمامہ نماز میں دس ہزار نیکیوں کے برابر:

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اَلصَّلَاةُ فِي الْعِمَامَةِ تَعْدِلُ بِعَشَرَةِ آلَافِ حَسَنَةٍ یعنی عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

باعمامہ پڑھی گئی نماز کی فضیلت کی وجہ:

حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نمازیں ننگے سر پڑھی جانے والی نمازوں سے اس لئے افضل ہیں کہ دراصل نماز بادشاہ حقیقی عزوجل کے روبرو ادا کی جاتی ہے اور بغیر زیب و زینت اور خوبصورتی کے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا خلافِ ادب ہے۔

غزوۂ حنین میں اترنے والے باعمامہ فرشتے:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد کے لئے غزوۂ حنین میں بھی آسمان سے فرشتوں کو نازل فرمایا تھا جنہوں نے مختلف رنگوں کے عمامے باندھ رکھے تھے۔ اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اُن فرشتوں کا ذکر یوں فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اللہ الھادی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ لشکر سے مراد وہ فرشتے ہیں جنہیں کفار نے ابلق گھوڑے پر سفید لباس پہنے، عمامہ بندھے دیکھا، یہ فرشتے مسلمانوں کی شوکت بڑھانے آئے تھے غزوہ حنین کے دن فرشتے سرخ اور سبز عمامے سجائے تشریف لائے تھے چنانچہ حضرت علامہ محمد بن سعد علیہ الرحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں غزوہ حنین کے روز فرشتوں کی نشانی سرخ عمامہ تھی جن کے شملے انہوں نے کندھوں کے درمیان لٹکا رکھے تھے۔

سبز عمامے فرشتوں کا شعار:

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بدر کے روز فرشتوں کی نشانی سبز عمامے اور بروزِ حنین

سبز عمامے تھی۔ حضرت امام محمد بن یوسف شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی حضرتِ علامہ محمد بن سعد کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: بدر کے روز فرشتے اَبلَق گھوڑوں پر اس طرح اترے تھے کہ انہوں نے سبز، زرد، اور سرخ نورانی عمامے اس طرح باندھ رکھے تھے کہ جن کے شملے اُن کے کندھوں کے درمیان لٹک رہے تھے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ اور حضرت سیدنا میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ انسانی شکل وصورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اُترے، اس وقت اُن کے جسموں پر سفید لباس اور اُن کے سروں پر سفید عمامے تھے اور حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں روزِ حنین فرشتوں کے سبز عمامے تھے۔

اعلیٰ حضرت اور سنت عمامہ:

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ عمامے سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ کبھی فرض نماز بغیر عمامے کے ادا نہ فرمائی، چنانچہ حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب لکھتے ہیں: امام احمد رضا علیہ الرحمہ باوجود ے کہ بہت حار مزاج تھے مگر کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ دستار اور انگر کھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے خصوصاً فرض تو کبھی صرف ٹوپی اور کرتے کے ساتھ ادا نہ کیا۔ (عمامہ کے فضائل) اللہ عزوجل ہمیں اپنی اور اپنے حبیب لبیب ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ تمام سنتوں بالخصوص سنتِ عمامہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین! یا رب العالمین۔

رحمتِ خداوندی

اے لختِ جگر!

عمل کرو گے تو اجر و ثواب پاؤ گے...... منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے 70 سال تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت کی۔ ربِّ کریم عَزَّ وَجَلَّ نے اس کی شان و عظمت فرشتوں پر ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا تا کہ اسے یہ بتائے کہ اس قدر زہد وعبادت کے باوجود وہ جنت کا مستحق نہیں۔ چنانچہ، فرشتے نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا پیغام پہنچایا تو اس نیک شخص نے جواب دیا: ”ہمیں تو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ہمیں عبادت ہی کرنا چاہئے۔“ (اب یہ خالق ومالک عَزَّ وَجَلَّ کی مرضی ہے کہ محض اپنے کرم سے داخل جنت فرمادے یا عدل کرتے ہوئے جہنم میں جھونک دے) جب فرشتہ ربِّ کائنات عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہِ عزت میں حاضر ہوا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے پوچھا: ”میرے بندے نے کیا جواب دیا؟“ عرض کی: ”اے تمام جہانوں کے پروردگار! تو اپنے بندے کے جواب کو خوب جانتا ہے۔“ تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اِرشاد فرمایا: ”جب میرا بندہ میری عبادت سے جی نہیں چُراتا تو میری شانِ کریمی کا تقاضا ہے کہ میں بھی اس سے نظرِ رحمت نہ پھیروں۔ اے فرشتو! گواہ رہو! میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔“

حضورِ انور نُورِ مُجَسَّم، شاہِ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے:

حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا اَعْمَالَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنُوْا

یعنی: اس سے پہلے کہ تمہارا حساب ہو اپنا حساب خود کرلو اور اپنے اعمال کا وزن کرلو قبل اس کے کہ انہیں تولا جائے۔“ ([4])

پیر کے شرائط اور نقلی پیروں کا رد

عبدالقادر مصباحی جامعی
خادم جامعہ امیر العلوم مینائیہ گونڈہ یوپی

بیعت کالغوی معنیٰ: بک جانا ہے۔

اِصطلاحِ شرع وتصوّف میں بیعت کی متعدد صورتیں ہیں: جن میں ایک یہ ہے کہ کسی مرشد کامل کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر گزشتہ گناہوں سے توبہ کرنے، آئندہ گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اَعمال کا اِرادہ کرنے اور اسے اللہ تبارک تعالیٰ کی مَعرِفت کا ذریعہ بنانے کا نام بیعت ہے۔ یہی بیعت سُنّت بھی ہے، آج کل کے عُرفِ عام میں اسے "پیری مُریدی" کہا جاتا ہے۔ بیعت کا ثبوت قراٰنِ مجید میں موجود ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:"یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ

ترجمہ کنزالایمان: جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرحمن فرماتے ہیں: ”اِس سے معلوم ہوا کہ دُنیا میں کسی صالح (نیک) کو اپنا امام بنالینا چاہئے شریعت میں ”تقلید“ کرکے اور طریقت میں ”بیعت“ کر کے تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر صالح (نیک) امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید، بیعت اور مُریدی سب کا ثبوت ہے۔

(نورُ العرفان: سورہ: بنی اسرائیل: آیت: ۷۱، پارہ: ۱۵)

ایک مقام پر اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ-اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضعِ ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے اُن کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الممتحنۃ: آیت: ۱۲، پارہ: ۲۸)

احادیثِ مُبارَکہ میں بھی بیعت کا ذِکر آیا ہے اور یہ بیعت مختلف چیزوں مثلاً کبھی تقویٰ و اِطاعت پر، کبھی لوگوں کی خیر خواہی اور کبھی غیر معصیت (یعنی گناہ کے علاوہ) والے کاموں میں اَمیر کی اِطاعت وغیرہ پر ہوا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے امور پر بھی صحابۂ کرام رضوان للہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت ہونا ثابت ہے۔ حضرتِ سیّدُنا عُبادہ بن صامِت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم نے رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشکل اور آسانی میں خوشی اور ناخوشی میں خود پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں، سُننے اور اِطاعت کرنے پر بیعت کی اور اس پر بیعت کی کہ ہم کسی سے اس کے اِقتدار کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور ہم جہاں بھی

ہوں حق کے سِوا کچھ نہ کہیں گے اور اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بارے میں مَلامت کرنے والے کی مَلامت سے نہیں ڈریں گے۔(صحیح مسلم حدیث : ۱۷۰۹،کتاب الامارۃ ، باب وجوب طاعۃ الامراء...الخ)

حضرتِ سیِّدُ نا عُبادہ بن صامت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے،حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:”تم لوگ مجھ سے اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے اور زِنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے اسے بے گناہ قتل نہیں کرو گے،تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اَجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا اِرتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی وہ اس کا کفّارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پَردہ رکھا تو اس کا مُعامَلہ اللہ تعالیٰ کے سپُرد ہے اگر وہ چاہے تو اسے مُعاف کر دے اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے“ اھ(صحیح مسلم: حدیث: ۱۷۰۹،کتاب الحدود ، باب: الحدود کفارات لأهلها...الخ)

مذکورہ آیات و احادیث سے پیری مریدی کا ثبوت فراہم ہوتا ہے لیکن کیا ہر ایک ایرا گیرا انسان جس کو نہ عقیدہ پتا نہ نماز روزہ کے مسائل حتی کہ فرائض غسل اور وضو سے ناواقف شخص اور نماز روزہ کا اعلانیہ تارک پیر ہوسکتا ہے اور بندگان خدا کو مرید کرسکتا ہے اس مسئلہ کو حل فرماتے ہوئے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ و الرضوان فتاویٰ رضویہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :” بیعت لینے اور مسندِ اِرشاد پر بیٹھنے کے لئے چار شَرطیں ضَروری ہیں:(۱): ایک یہ کہ سُنّی صَحیحُ العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق،جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔(۲): دوسری شرط ضَروری عِلم کا ہونا،اس لئے کہ بے علم خُدا کو پہچان نہیں سکتا۔(۳): تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسِق کی توہین واجب ہے اور مُرشِد واجبُ التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکھٹی ہوں گی۔(٤): چوتھی اجازتِ صَحیح مُتَّصِل ہو جیسا کہ اس پر اہلِ باطن کا اِجماع ہے۔جس شخص میں اِن شَرائط میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو وہ پیر نہیں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ: ج:۲۱،ص:٤٩١)

ان چاروں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط اگر نہ پائی جائے تو اس سے بیعت ہونا جائز نہیں اور ایسا شخص لائق پیر بھی نہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے چار شرطیں بیان فرمائی ہیں لیکن حجۃ الاِسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ الرحمہ نے پیر کامل اور مرشِد برحق کے اوصاف یوں بیان فرماتے ہیں:”وشرط الشيخ الذى يصلح أن يكون نائباً لرسول الله صلى الله عليه وسلم، أن يكون عالماً، لان كل عالم لايصلح له، وانى أبين لك بعض علامته على سبيل الاجمال حتى لا يدعى كل احد انه مرشد، فنقول: هو من يعرض عن حب الدنيا وحب الجاه، وكان تابعاًلشخص بصير بتسلسل متابعته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فان يكون محسناً رياضة نفسه من قلة الأكل والشرب والقول والنوم وكثرة الصلوات والصوم والصدقة، وكان بمتابعة الشيخ البصير جاعلا محاسن الأخلاق له سيرة، كالصبر، والشكر، والتوكل، واليقين، والسخاوة ، والقناعة،

والأمانة وطمأنينة النفس وبذل المال والحلم، والتواضع ، والعلم، والصدق، والحياء، والوفاء، والوقار، والسكون، والتأني، وامثالها، فهو إذا نور من أنوار النبي صلى الله عليه وسلم ويصلح للاقتداء"اھ

یعنی: شیخ کے رسولُ اللہ ﷺ کا نائب ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ عالم ہو لیکن ہر عالم بھی مرشِد کامل نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ہم یہاں اِجمالی طور پر مرشد کامل کی بعض علامات بیان کرتے ہیں تاکہ ہر شخص مرشِد و رَہبر بننے کا دعویٰ نہ کرسکے۔(۱) پیر کامل وہی ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت اور عزت و مرتبے کی چاہت نہ ہو، (۲) وہ ایسے مرشدِ کامل سے بیعت ہو جو نورِ بصیرت سے مالا مال ہو، (۳) اس کا سلسلہ رحمتِ عالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک مُتّصِل ہو، (٤) نیک اَعمال بجا لانے والا ہو، (٥) ریاضت نَفس کا عادی ہو، (٦) کم کھانے، (٧) کم سونے، (٨) کم بولنے، (٩) کثرتِ نوافل، (١٠) زیادہ روزے رکھنے، (١١) خوب صدقہ وخیرات کرنے جیسے نیک اَعمال کرنے والا ہو۔ (١٢) نیز وہ پیر کامل اپنے شیخ کی کامل اِتباع کے سبب صبر، (١٣) نماز (١٤) شکر، (١٥) تَوَکُّل، (١٦) یقین، (١٧) سخاوت، (١٨) قناعت، (١٩) طمانیت نفس، (٢٠) حِلم، (٢١) تواضع، (٢٢) علم، (٢٣) صدق، (٢٤) وفا، (٢٥) حیا اور (٢٦) وقار و سکون جیسے پسندیدہ اَوصاف کا پیکر ہو۔ پس جو پیر کامل ان اَوصاف سے متصف ہو تو وہ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوارِ مبارکہ میں سے ایک نور بن جاتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسکی اِقتدا کی جائے۔ (رسالہ ایھا الولد: ص:27) صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرتِ علّامہ محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" جب مُرید ہونا ہو تو اچھی طرح تفتیش کرلیں، ورنہ اگر (کسی ایسے کو پیر بنا لیا جو) بدمذہب ہو تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

اے بسا اِبلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

یعنی کبھی اِبلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنی چاہیے" اھ (بہارِ شریعت: ج:۱، ج:۱، ص:۲۷۷)

لیکن ہمارے معاشرے میں جاہل پیروں اور شیطان صفت باباؤں نے لوگوں میں علمائے کرام کے بارے میں بغض بھر رکھا ہے جب علما ان کی اصلاح کے لیے نقلی پیروں کا رد کرتے ہیں تو جاہل عوام خاص کر کے سنی عوام علما کے مخالف کھڑے ہو کر گندی گالیاں دینے شروع ہو جاتے ہیں اور اپنی آخرت برباد کرتے ہیں۔ یہاں پیر کے کامل ہونے کیلیے مرید کا جاہل ہونا ضروری ہے جتنا بڑا جاہل مرید ہوگا پیر اتنا ہی بڑا پہنچا ہوا ہوگا۔ ہمارے سماج میں اکثر جاہل پیروں میں مذکورہ شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے وہ لوگ اپنے مریدوں کو شریعت و طریقت کو دو الگ الگ راہیں بتا کر اپنا لوہا سیدھا کرتے ہیں اور پھر ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں جبکہ شریعت وطریقت جدا جدا نہیں ہیں. امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’حاشا! نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیا کبھی غیر علما ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی ’’شرح جامع صغیر‘‘ پھر عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی ’’حدیقہ ندیہ‘‘ میں فرماتے ہیں: امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:" علم الباطن لا يعرفه إلاّ من عرف علم الظاهر " (الحديقة الندية: ج:۱، ص:۱٤٥، النوع الثاني) یعنی: علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے. امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:" وماتخذ

اللہ ولیاً جاہلاً" اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا، یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اسکے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا علم باطن کہ اسکا ثمرہ و نتیجہ ہے کیونکر پاسکتا ہے" اھ (فتاوی رضویہ: ج: ۲۱، ص: ۵۳۰) صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "کہ ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔

اور ولایت بے علم کو نہیں ملتی، خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیش تر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہوں۔ (بہار شریعت: ج ۱، ح: ۱، ص: ۲۶۵)

امام اہل سنت فرماتے ہیں: "کہ جس حقیقت کو شریعت رد کردے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے" اھ (فتاویٰ رضویہ: ج: ۲۱، ص: ۵۴۶) پھر آپ نے حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا ارشاد نقل فرمایا: "کہ شریعت کی پرواہ نہ کرنے والے جعلی صوفیا سے چور اور زانی بہتر ہیں" اھ (المرجع السابق)

قارئین آپ ذرا غور فرمائیں کہ چوری کی سزا شریعت میں ہاتھ کاٹنا ہے اور زنا کا قتل کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شرک کے بعد زنا کو گناہ کبیر بیان فرمایا ہے اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے نقلی اور دھوکہ باز صوفیوں کو ان دونوں سے بدتر فرمایا ہے کیونکہ زانی جسم و عزت کا دشمن ہے اور چور مال و دولت کا لیکن نقلی اور جاہل صوفی دین و ایمان اور شریعت محمدی سب کا دشمن ہے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ لیکن اب سماج کا حال تو یہ ہے کہ مرید اسی کو پیر مانتا اور بناتا ہے جو ہاتھوں میں دس بیس انگوٹھیاں پہننے والا ہو، گلے میں درجنوں مالا ڈالنے والا ہو، داڑھی ہو یا نہ ہو لیکن لمبی لمبی لٹیں ہوں، مریدہ کے ہاتھوں اور ماتھوں بوسہ دینے والا ہو، ہاتھ پیر دبانے سے منع نہ کرے، ناچ گانا باجا، جوا شراب، حقہ چلم کا شوقین ہو وضو اور غسل کے فرائض معلوم ہو یا نہ ہوں۔ روزہ نماز کے احکامات کی ہوا لگی ہو یا نہ لگی ہو لیکن وہی سب سے بڑا پیر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اور جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں جن کے اندر مرشد کے شرائط بھی موجود ہیں ان کو کوئی ایک اچھا انسان بھی ماننے کے لیے تیار نہیں کسی نے کیا ہی خوب کہا

انقلابات نے یوں تنظیم گلستاں بدلا
پھول مرجھائے ہیں کانٹوں پہ بہار آئی ہے

امام اہل سنت فرماتے ہیں: "احکام شرع کی پابندی نہ کرنے والا زندیق ہے اور اسکے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خوارق عادات مکر استدراج ہیں" (فتاوی رضویہ: ج: ۲۱، ص: ۵۴۶)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: "مدعی تصوف اگر شریعت و طریقت کو جدا بتائے تو دروغ گو اور لاف زن ہے" (ص: ۵۴۸) سو بات کی ایک بات یہ ہے کہ ولی کا علم کتاب و سنت سے باہر نہ جائے گا۔ (ص: ۵۴۹) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "کہ بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اس قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولہذا حدیث میں آیا حضور سیدی عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں" (اسے ابونعیم نے حلیہ میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (حلیۃ الاولیا لابی نعیم ترجمہ ج: ۵، ص: ۲۱۹ / الفتاویٰ الرضویہ ج: ۲۱، ص: ۵۲۷) اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے

عبدالقادر مصباحی جامعی۔

خطباو واعظین متوجہ ہوں

ازقلم: (ا) ابوالحسن محمد شعیب عطاری جلالی (السنی القادری)

آج کے پرفتن دور میں بڑھتے ہوئے فتنے (رافضیت ،خارجیت وناصبیت اورملحدین) کوروکنے کے لیے ہمارے خطبا حضرات جہاں جہاں اپنی دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔وہاں ہرسنی خطیب کو چاہئے کہ اولیائے کرام رحمھم اللہ کی کرامات اوراسی طرح قصے کہانیوں کے بجائے اہلسنّت کے عقائدونظریات پرعوام اہلسنت کومطلع کریں۔صحابہ کرام علیھم الرضوان اور بالخصوص بدمذھبوں کاردتحریری طورپراورتقریری دونوں طریقوں سے کریں۔تاکہ عوام اہلسنت حق اور باطل میں تمیز کرسکیں۔یہ میری فقط ایک عرض ہے ان سنی خطباء حضرات سے جو فقط قصے کہانیاں اورانبیائے کرام کے معجزات سناسنا کراپنا گزارا کررہےھیں یہی حضرات اگرعلمائے اہلسنت کی صحبت میں رہ کر کتب اہلسنت کا کچھ مطالعہ کرکےکتب سے ہی پڑھ کربیان کرنا شروع کردیں تواس سے عوام اورواعظ کوخودبڑافائدہ اورعلم و ثواب حاصل ہوگا.....

یہی بات مفتی امجد علی اعظمی رحمۃاللہ علیہ بہارشریعت میں بیان فرماتے ہیں کہ: ان نوآموزمولویوں کو ہم خیرخواہانہ نصیحت کرتے ہیں کہ تکمیل درس نظامی کے بعدفقہ واصول وکلام و حدیث وتفسیرکا بکثرت مطالعہ کریں اوردین کے مسائل میں جسارت نہ کریں جوکچھ دین کی باتیں ان پرمنکشف وواضح ہو جائیں ان کوبیان کریں اورجہاں اشکال پیداہواس میں کامل غوروفکرکریں خودواضح نہ ہوتودوسروں کی طرف رجوع کریں کہ علم کی بات پوچھنے میں کبھی عارنہ کرنا چاہیے۔(بہارشریعت حصہ پانزدہم صفحہ 202)

اس لئے اسطرح کے خطباحضرات اورواعظین مولوی برائے کرم پہلےخودمطالعہ فرمائیں اورپھردوسروں کووعظ ونصیحت کریں اوراپنی تقریریں وقت کی ضرورت کے مطابق بیان فرمائیں صرف اولیائے کرام کی کرامات بالخصوص غوث پاک کی کرامات ہرجمعہ وعرس وغیرہ میں بیان کرتے رہناجس کی وجہ سےعوام حلال وحرام کے فرق ،جائزونائز، منکرات شرعیہ، وعقائد اہلسنت سے ہمیشہ بےخبررہتے ہیں اوریہی انکی گمراہیت کاسبب بن جاتے ہیں اولیاء کرام کی شان بیان کرنے کیلئے ہمیشہ کرامات ہی بیان کرناضروری نہیں اولیاء کرام اوربالخصوص غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان اس سے بڑھ کراورکیابیان کی جاسکتی ہے کہ غوث پاک فتوح الغیب شریف میں خودفرماتے ہیں کہ: اللہ تعالی اپنے محبوب بندوں کوکن فیکون کی طاقت عطافرماتاہےاوربخاری شریف کے اندرحدیث قدسی میں اللہ تعالی نے اولیاء کرام کی شان میں خودفرمایاکہ جومیرے ولیوں سےبغض رکھتاہےمیں اللہ اس سے جنگ کااعلان فرماتاہوں۔

اگراولیاءکرام کی کرامات ہی بیان کرنی ہوں توایسی کرامات بیان کریں جس میں عوام کیلئے نصیحت ہومثلا اولیاء کرام کےتقوی وپرہیزگاری صبروصلہ رحمی قربانی وحسن سلوک عبادت میں

کثرت علم وحکمت اور انکی دینی خدمات وغیرہ کو بیان کریں تاکہ عوام اہلسنت ان تمام امور کا شوق بیدار ہو۔

نبی علیہ السلام کی شان بیان کرنے کیلئے ہمیشہ معجزات ہی بیان کرنا ضروری نہیں کیونکہ ہمارے نبی تو وہ ہیں جو خود معجزہ بن کر آئے

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یوں تو نبی علیہ السلام کی شان بہت بلند و بالا ہے اور جتنی بیان کی جائے کم ہے اور یقینا جتنی بیان کی جائے جی نہیں بھرتا اسی لئے اعلیحضرت لکھتے ہیں:

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے ست

تیری تعریف سے خاموش رہنا تیری تعریف کی انتہا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 14 صفحہ 527)

مگر مختصرا نبی علیہ السلام کی شان بیان کرتے ہوئے اعلیحضرت فتاوی رضویہ شریف کی جلد 22 ص 687 بحوالہ امام محمد بوصیری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ: سوائے الوہیت و مستلزمات الوہیت کے سب فضائل و کمالات حضور کیلئے ثابت ہیں اور یہی بات انہی بزرگوں کے حوالے سے وہابیوں کے مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی لکھی جسکا حاصل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا خدا اور خدا کے برابر نہیں ماننا باقی سب فضائل و کمالات حضور کیلئے ثابت ہیں۔۔(الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ صفحہ 59 تا 60)

اگر عوام کو مقام رسالت سمجھانے کیلئے بطور برکت معجزہ بیان ہی کرنا ہو تو واقعہ شب معراج النبی بیان کر کے پھر مسائل ضروریہ بیان فرمائیں۔

نوٹ:۔ ہماری اس تحریر کا یہ مطلب ہر گز نہ لیا جائے کہ ہم اولیاے کرام اور انبیاے کرام کے معجزات و کرامات کے منکر ہیں معاذ اللہ۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ جہاں منکرین معجزات و کرامات ہوں وہاں انکے اثبات کا بیان بھی لازم ہے۔

امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ جہلاء اور قصہ گو واعظین کا رد کرتے ہوئے کیمیائے سعادت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ (اگر) علماء بھی وعظ و نصیحت کی بجائے بازاری مقررین کا انداز اختیار کر لیں لغویات وواہیات، بیہودہ گوئی اور بیکار باتوں سے دل بہلانا شروع کر دیں جو عموماً دیکھا گیا ہے تو لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ کوئی بات نہیں ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں رحمت خداوندی ہمارے شامل حال رہے گی تو قوم کا حال غافلین سے بد تر ہو جائے گا۔ ظاہر ہے جب عام آدمی مجلسِ وعظ میں ایسی خرافات سنے گا لازماً ویسی ہی صفات اس میں پیدا ہوں گی، آخرت کے خطرات سے ڈرنا تو درکنار، اس کے دل سے آخرت کا خیال بھی نکل جائے گا، پھر اسے جو کچھ بھی کہا جائے وہ یہی کہتا رہے گا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ بڑا رحیم و کریم ہے، میرے گناہوں سے اس کا کیا بگڑتا ہے؟ اور اس کی جنت کوئی تنگ و تاریک معمولی سی کوٹھڑی تھوڑی ہے بلکہ وہ تو زمین وآسمان سے بھی زیادہ وسیع وکشادہ ہے وہاں تو کروڑوں انسان بآسانی سما جائیں گے تو مجھ جیسے گناہگار سے اللہ تعالیٰ کا تنگ آجانا خدا کی رحمت سے بعید ہے۔ ایسی ایسی لغویات اس کے دل و دماغ پر مسلط ہو جاتی ہیں۔ (کیمیائے سعادت، رکن سوم: مہلکات، اصل دہم، علاج غفلت ونادانی، ۲ / ۷۳۲) بحوالہ:۔ تفسیر صراط الجنان

اسی طرح کے واعظین کا رد فرماتے ہوئے حضرت ابو قلابہ تابعی

فرماتے تھے: قُصّاص (کہانیاں سنانے والے جاہل مقررین وغیرہ) نے علم برباد کر کے رکھ دیا ہے، بندہ ایک سال تک قصہ گو شخص کے پاس بیٹھا رہے پھر بھی (سوائے کانوں کی لذت کے) کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

جب کہ کسی عالم کے پاس کچھ دیر بیٹھ جائے تو کچھ نہ کچھ لے کر ہی اُٹھتا ہے۔

انظر: تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص لسیوطی، الفصل العاشر فی زیادات فاتت الحافظ زین الدین العراقی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ص 186، ط المکتب الاسلامی بیروت))

اعلیحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالٰی اجمعین (اللہ تعالٰی ان کو بے یار و مددگار چھوڑے۔) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ و فساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے " یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا " میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 257)

مزید فرماتے ہیں کہ: مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں، گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں، حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما ظهرت الفتن اوقال البدع فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لايقبل الله منه صرفا ولاعدلا جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل، جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی۔ (فتاوی رضویہ جلد 21 صفحہ 258)

بلکہ اعلیحضرت تو یہاں تک لکھ گئے کہ (وعظ جو خلاف شرع نہ ہو اس وعظ سے بھی) اگر مال یا شہرت مقصود ہے تو اگر چہ مسلمانوں کے لیے اس کا وعظ مفید ہو خود اس کے حق میں سخت مضر ہے علما فرماتے ہیں: ایسی اغراض کے لیے وعظ ضلالت اور یہود و نصاری کی سنت ہے۔ درمختار میں ہے: التذکیر علی المنابر والاتعاذ سنۃ الانبیاء ولریاسۃ ومال وقبول عامۃ من ضلالۃ الیہود والنصاری (منبروں پر وعظ کہنا نصیحت کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے بڑائی یا مال یا لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لیے وعظ کہنا یہود و نصاری کی گمراہیوں میں سے ہے) "فتاوی رضویہ جلد 13 صفحہ 200۔199" اس لئے خطبا اور واعظین حضرات کو یہاں خاص توجہ کی درخواست ہے کہ وہ اپنے آپ پر اور عوام اہلسنت پر کچھ رحم فرمائیں اور جماعت اہلسنت کو مزید نقصان سے بچائیں اللہ تعالی توفیق دے آمین۔۔۔

تصحیح از قلم: غلام احمد رضا علی حیدر سنی حنفی بریلوی

جوانو! ہمت نہ ہارو!

از: مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی پورنوی

چوہا ایک باہمت جانور ہے۔۔۔۔۔چوہے کا وجود کتنا۔۔۔۔۔سب جانتے ہیں۔۔۔۔۔۔مگر اس کی ہمت کی داد دیجئے۔۔۔۔۔بوریوں کی بوریاں کاٹ ڈالتا ہے۔۔۔۔۔گودام کے گودام میں تباہی مچا دیتا ہے۔۔۔۔جب فصلیں پکنے پر آتی ہیں۔۔۔۔کھیتوں میں گھس جاتا ہے۔۔۔کسان پریشان رہتا ہے۔۔۔۔گودام کا مالک پریشان رہتا ہے۔۔۔۔چوہوں سے بچنے کی ہزار تدبیریں کرتا ہے۔۔۔۔مگر چوہے ہمت نہیں ہارتے۔۔۔۔اُدھر سے بھگایا۔۔۔اِدھر سے آیا۔۔۔۔اِدھر سے بھگایا۔۔۔اُدھر سے آیا۔۔۔بظاہر وہ چھوٹا ہے۔۔۔عقل بھی نہیں ہے۔۔۔انسان بڑا بھی ہے۔۔۔عاقل بھی ہے۔۔۔مگر چوہے سے پریشان ہے۔۔۔کوئی تدبیر کام نہیں آتی۔۔۔سمجھ میں نہیں آتا۔۔کیوں کر اِس سے نجات ملے۔۔۔۔

یہی نہیں۔۔۔چوہا پہاڑ بھی کھود ڈالتا ہے۔۔۔اپنی کھوہ، غار، بل بنالیتا ہے۔۔۔کہاں پہاڑ۔۔۔کہاں چوہا۔۔۔مگر ہمت دیکھیے۔۔۔پہاڑ کھودا۔۔۔تب نا اپنا ٹھکانا بنایا۔۔۔پہاڑ کا وجود دیکھ کر گھبرا جاتا۔۔۔تو وہ گھر نہیں بنا پاتا۔۔۔بے گھر رہتا۔۔۔گھر بنانا ہے۔۔۔بسانا ہے۔۔۔تو ہمت نہ ہارو۔۔۔چوہوں سے سبق سیکھو۔۔۔ایک کہاوت ہے۔۔۔کھودا پہاڑ، نکلا چوہا۔۔۔یہ ہمت کا کام ہے۔۔۔یہ اُس وقت بولتے ہیں۔۔۔جب سخت محنت کے بعد خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آتا۔۔۔نتیجہ چاہے جیسا ہو۔۔۔سامنے آیا تو سہی۔۔۔ہمت سے کھودا۔۔۔تب نا چوہا نکلا۔۔۔ورنہ کبھی نہیں نکلتا۔۔۔اب دوسرا، تیسرا کھودو۔۔۔کچھ اور نکل آئے گا۔۔۔اس لئے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔چوہا بھی نہیں نکلتا۔۔۔مگر ہمت والے ہمت نہیں ہارتے۔۔۔جو ہمت ہارتا پست ہمت ہوتا ہے۔۔۔وہ اپنی زندگی میں اہم کارنامہ (Achevement) انجام نہیں دے سکتا۔۔۔۔

یہ بجلی کے بلب اور ڈرائی بیٹری۔۔۔جانتے ہیں۔۔۔اس کا موجد کون ہے۔۔۔نام ہے اُس کا تھامس الوا ایڈمین۔۔۔اُس نے 99 بار تجربہ کیا۔۔۔تب جا کر سویں 100 بار کامیاب ہوا۔۔۔کہیے اگر وہ دو چار بار ہی میں ہمت ہار بیٹھتا۔۔۔تو کیا آج الیکٹرک بلب اور ڈرائی بیٹری سے دنیا فائدہ اُٹھا پاتی۔۔۔اس کی ہمت کی داد دیجیے۔۔۔کہ اُن تجربوں میں زندگی گذار کر۔۔۔دنیا کو ایک ایسی چیز دی۔۔۔جس پر آج دنیا کی رفتار کا انحصار ہے۔۔۔تجربوں کی ناکامی پر لوگ طعنہ بھی دیتے ہیں۔۔۔آوازیں بھی کستے ہیں۔۔۔اس سے اپنے ارادے نہ چھوڑ دو۔۔۔ہمت سے آگے بڑھو۔۔۔اتنی کوشش، محنت، تجربہ کرو۔۔۔کہ کامیاب ہو کر اُس کا جواب بنا دو۔۔۔اُسے قائل کر دو۔۔۔اپنی طرف مائل کر دو۔۔۔یہ جبھی ہوگا۔۔۔کہ تم نئی قوت، نئے عزم اور بھرپور ہمت سے۔۔۔آگے ہی آگے بڑھتے رہو گے۔۔۔قدم رکنا تھکنا نہیں۔۔۔آگے اور آگے چلتے ہی رہنا چاہیے۔۔۔دیکھیے۔۔۔یہ ٹیلی فون آج سب کی ضرورت

ہے۔۔۔اس کا ایجاد کرنے والا تھا۔۔۔الیکزینڈر گراہم بیل۔۔۔اُس نے ٹیلی فون بنایا۔۔۔اُس وقت کے صدر امریکہ ورود ر فورڈ، کو دکھایا۔۔۔۔صدر نے بڑی تعریف کی۔۔۔پھر یہ طنزیہ جملہ بھی کَس دیا۔۔۔یہ ایجاد حیرت انگیز تو ضرور ہے۔۔۔۔مگر اِسے خریدے گا کون؟ گراہم بیل نے اِس منفی طنزیہ جملے کا قطعی اثر قبول نہیں کیا۔۔۔اگر وہ اِس طنز کا بُرا مناتا۔۔۔تو نہ آج یہ ٹیلی فون ہوتا۔۔۔نہ اس کا نام ہی زندہ رہتا۔۔۔اور نہ تاریخ کا حصہ بنتا۔۔۔۔۔

ایک دیہاتی کہاوت ہے۔۔۔یہ کہاوت میرے والد اکثر کہا کرتے تھے۔۔۔بچوں کا حوصلہ بڑھاتے ہیں۔۔۔کہاوت یہ ہے۔۔۔رسّی آوت جاوت ہے، سِل پر پڑت نشان، رسّی جو ریشوں یا جوٹ کی لٹوں سے بٹی جاتی ہے۔۔۔مضبوط تو ہے۔۔۔مگر پتھر اور سِل کے مقابلے میں۔۔۔کسی قدر نازک اور نرم ہے۔۔۔وہی رسّی سِل پر گھستے رہنے سے۔۔۔نشان پڑ جاتا ہے۔۔۔بسا اوقات کھڈا بھی ہونے لگتا ہے۔۔۔یہ اسی وقت ممکن ہے۔۔۔کہ رسّی مسلسل گھسی جائے۔۔۔ہمت سے کام لے۔۔۔ہمت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔۔۔۔پیارے نوجوانو! ہمت ہے۔۔۔تو چاند گگن پر بھی پہنچ سکتے ہو۔۔۔ستارے بھی توڑ لا سکتے ہو۔۔۔ہمت نہیں۔۔۔۔تو چنے کے جھاڑ پر بھی چڑھ نہیں سکتے۔۔۔ماچس کی تیلی بھی توڑ نہیں سکتے۔۔۔امید ہے۔۔۔تم ہمت نہیں ہاروگے۔۔۔۔۔

حمد باریِ تعالیٰ

نظر نظر کو وہ جلوے ہزار دیتا ہے"
گلوں کو رنگ، چمن کو بہار دیتا ہے"

وہ چاہتا ہے تو فرعون غرق ہوتا ہے
جنابِ موسیٰ کو زندہ گزار دیتا ہے

نجات دیتا ہے بے شک غم و الم سے وہی
نفس نفس میں مسرّت اتار دیتا ہے

وہی زمینوں کو زرخیز کرنے والا ہے
وہ فصل فصل کو پل میں نکھار دیتا ہے

وہ رنگ رنگ کے موسم سے شادکام کیا
وہ رزقِ تازہ، ہوا مُشک بار دیتا ہے

چہار سمت رواں بحرِ جُود ہے اُس کا
سبھی کو نعمتیں پروردگار دیتا ہے

کلام رب سے یہ ظاہر ہے مثل ماہِ منیر
اُسی کا ذکر دلوں کو قرار دیتا ہے

وہ چھین لیتا ہے منصب بھی عزّ و دولت بھی
وہ جس کو چاہے اُسی کو وقار دیتا ہے

وہی مشاہدِ رضوی کو دے کے رزقِ سخن
تخیلات کی زلفیں سنوار دیتا ہے

عرض نمودہ: ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں)

ہندوستانی میڈیا کا جھوٹ اور زہر افشانی

از: مولانا حافظ سید محمد انتخاب عالم ضیائی امجدی،
مقیمِ حال موریشس افریقہ

قسطِ اول

مبسملا وحامداً ومصلیا ومسلما

میڈیا زندگی کے مختلف شعبوں کے متعلق خبروں، واقعات اور حادثات کا جائزہ لیکر ایک خاص ترتیب سے معلومات جمع کرنے کے بعد اسے عام فہم انداز میں پیش کرنے کا نام ہے۔ میڈیا انگریزی میں (Medium) کی جمع ہے۔ اردو میں" ذرائع ابلاغ ۔۔ اور انگریزی میں میڈیا (Media) اور عربی میں" الاعلام،، کہتے ہیں۔ میڈیا میں مطبوعہ برقی صحافت کے ذرائع خواہ وہ سمعی ہوں یا بصری، دونوں شامل ہیں۔

میڈیا کے اقسام:

آزادی سے پہلے عام طور پر میڈیا سے صرف" اخبارات،، ہی مراد ہوتے تھے، لیکن آزادی کے بعد اس کے مفہوم میں مزید وسعت پیدا ہوئی اور اب عام طور پر اس کی ۳ بڑی تقسیم کی جاتی ہے، پرنٹ میڈیا (Print Media)، الیکٹرانک میڈیا (Electronic Media)، سوشل میڈیا (Social Media)، وغیرہ۔

میڈیا کرۂ ارض کی سب سے بڑی طاقت ہے کیوں کہ اس کے پاس ایسے اختیارات ہوتے ہیں جن کی بدولت بے قصور کو گناہ گار اور گناہ گار کو بے قصور بنا سکتا ہے جو کہ ایک بہت بڑی طاقت ہے کیونکہ عوام الناس کے اذہان پر میڈیا ہی اپنی پکڑ رکھتا ہے دورِ جدید میں مقننہ عدلیہ اور انتظامیہ کے بعد مملکت کا ستون میڈیا ہی ہے جسے معاشرے کا آئینہ کہا جاتا ہے یہ معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والے تمام افعال کے بارے میں عامیوں تک اطلاع کی رسائی کے علاوہ ذی شعور افراد کی ذہن سازی کرنے کا اہم فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔

میڈیا نہ صرف سماج کا ایک اہم حصہ ہے بلکہ جمہوری ملک کا بھی ایک اہم ستون ہے یہ مجموعی طور پر ملک اور اس میں رہنے والے باشندوں کی ایک مضبوط اور مستحکم آواز ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عصر حاضر میں میڈیا کی اہمیت اور ضرورت ہر لحاظ سے پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ یہ رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے طاقتور میڈیا ہی ملک وقوم کو صحیح خطوط پر استوار رکھنے کے لیے اہم رول ادا کرسکتا ہے اور جب میڈیا ہی اصول پسندی اور اقدار پر مبنی طرز عمل کو نظر انداز کرنے لگتا ہے تب یہ عام لوگوں کی تباہی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے یہ میڈیا ہی کا تحفہ ہے کہ آزادی کے بعد 60 سالہ کانگریسی راج میں ہم مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنانے کی ناکام کوشش کی گئی اور فی الوقت بھاجپا کے دور اقتدار میں مسلمانوں پر میڈیا کے ذریعے جو چوطرفہ حملہ کیا جا رہا ہے وہ کسی پر بھی پوشیدہ اور مخفی نہیں،

میڈیا کے شور وغل نے سچ وجھوٹ کی پہچان مشکل بنا دی ہے، مباحثوں، خبروں، دلکش پروگراموں کے ذریعے فکر، سوچ اور

ذہن کو مسخر کیا جاتا ہے۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا کی بھرپور یلغار کی بدولت آج ہمیں پوری دنیا کے اسلامی ممالک میں فحاشی، عریانی، رقص وسرور اور سب سے بڑھ کر لادینی جیسی لعنتوں کا سامنا ہے۔

ہندوانہ رسومات عام سے عام تر ہوتی جارہی ہیں، معلوم یہ ہوتا ہے کہ آج کا انسان میڈیا کا اسیر بن چکا ہے، انسانی قلوب و اذہان وہی سوچتے ہیں جو میڈیا انہیں سوچنے کو کہتا ہے افراد و اشخاص وہی دیکھتے ہیں جو میڈیا انہیں دکھاتا ہے حتی کہ حکومتیں اور سلطنتیں بھی اپنی پالیسیاں اسی طرح بناتی ہیں جس طرح میڈیا انہیں باور کراتا ہے گویا کہ پورا سماج اور اس کی سوچ مکمل طور سے میڈیا کے زیر اثر ہے۔

میڈیا نے بلیک (Black) یعنی ظالم کو وہائٹ (White) یعنی مظلوم اور وہائٹ (White) یعنی مظلوم کو بلیک (Black) یعنی ظالم میں بدل کر کے رکھ دیا ہے۔ آج ہندوستانی میڈیا ہر معاملے کو اسلاموفوبیا، مسلم مخالف، فرقہ وارانہ اور مذہبی رخ دینے کا کام کررہا ہے۔

میڈیا جھوٹ کی نشرواشاعت میں مصروف عمل ہے ہر معاملے کو مذہب کا لباس پہنا کر پیش کرنا میڈیا اہلکاروں نے اپنا نصب العین بنالیا ہے۔ ملکی سطح پر لوگوں کے درمیان نفرت پھیلائی جارہی ہے۔

یہی وجہ ہے جہاں مودی کے دورحکومت میں تمام اداروں نے اپنا وقار کھودیا ہے، خواہ وہ آئینی ادارے ہوں یا عدلیہ، مقننہ ہوں یا انتظامیہ، الیکشن کمیشن ہو یا سی بی آئی، انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ (ای ڈی) قومی تفتیشی ایجنسی (این آئی اے) ہو یا کوئی بھی خفیہ محکمہ یا حکومت کا کوئی ادارہ، آج کسی پر بھی اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ تقریباً تمام اداروں نے اپنا وقار کھودیا ہے، اپنا اعتبار گنوادیا، عوام کا ان اداروں پر بھروسہ اٹھ گیا ہے جب کہ بھروسہ کرنے اور اعتبار قائم ہونے میں کئی دہائیاں لگ جاتی ہیں۔

وہیں سب سے زیادہ کسی ادارے کا وقار کم ہوا ہے یا مٹی میں مل گیا، یا تحت الثری میں پہنچ گیا یا سب سے زیادہ بدنام ہوا ہے تو وہ میڈیا ہے۔ میڈیا اہلکاروں نے نہ صرف گھٹنے ٹیکے بلکہ فرقہ پرست، سنگھ پریوار، کارپوریٹ اور بی جے پی حکومت کے ادنی سے لیکر اعلی افراد تک کے سامنے وہ سجدہ ریز ہوگئے۔

معاملہ یہیں تک نہیں رکا بلکہ تلوے چاٹنے کے لئے ہندی اور ہندوستانی میڈیا میں مقابلہ آرائی شروع ہوگئی۔ ان میں مرد صحافی کیا خواتین صحافی کیا سب نے ہی اپنے سارے حربے اپنائے۔ میڈیا کا کام عوام کی آواز حکومت تک پہنچانا تھا اس کے برعکس صرف حکومت کی آواز عوام تک پہنچانے کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ جب کہ صحت مند صحافت وہ ہوتی ہے جو انسان کی پوری شخصیت کی نشوونما کرنے، اس کے جسم، اس کے دل، اس کی روح کی تکمیل حتیٰ کہ ایک بہتر انسانیت کی تخلیق میں بہترین اور کلیدی رول ادا کرتی ہے۔

ہندوستان میں میڈیا کی صنعت دنیا میں سب سے بڑی ہے اور اس وقت ہندوستان میں مختلف زبانوں سیکڑوں چینلز ہیں۔ جتنے چینلز ہیں ان میں سے اکثریت ان چینلوں کی ہے جو بی جے پی کے ہاتھوں فروخت ہوچکے ہیں۔ نئی دہلی میں جہاں بی جے پی کا دفتر تھا اسے اب چینل روم میں بدل دیا گیا ہے۔ وہاں تقریباً دوسو افراد کام کررہے ہیں۔ ان افراد کو مختلف کام سونپے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیم صرف یہ کام کررہی ہے کہ کونسے چینلز ہیں جو بی جے پی نواز ہیں اور کونسے چینلز ہیں جو بی جے پی مخالف ہیں۔ کئی

چینلز کے اینکر ایسے ہیں جو ٹی وی اینکر تو سرے سے نہیں ہوتے بلکہ بی جے پی کے اینکر ہوتے ہیں۔ وہ بات صرف بی جے پی کی کرتے ہیں۔ سوالات بھی ان کے ایسے ہوتے ہیں جن کا جواب صرف اور صرف بی جے پی کی نیتوں اور پالیسیوں کے مطابق و موافق ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان ریڈیو نیٹ ورک کے اعتبار سے بھی دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، مگر اسے مکمل طور پر حکومت کنٹرول کرتی ہے۔ نجی ریڈیو چینلز کو خبریں اور حالات حاضرہ کے پروگرام نشر کرنے کی اجازت نہیں۔

اخبارات اور ٹی وی چینلز کو زیادہ تر کثیر الملکی ادارے چلا رہے ہیں۔ وہ ملک جہاں دنیا میں سب سے زیادہ غریب افراد بستے ہیں، ان کے اخبارات اور چینلز غربت کے خاتمے کو زیادہ اہم نہیں سمجھتے۔ اگر آپ اپنی آبادی کے ستر فیصد حصے کے بارے میں بات نہیں کریں گے تو پھر آپ کس چیز کی عکاسی کریں گے۔ ہماری ستر فیصد آبادی کو وہ خبر کا حصہ ہی نہیں سمجھتے، تاہم اگر کسی حادثے میں دوسو افراد مرجائیں تو یہ خبر بن جاتی ہے۔ ان کے پاس زیادہ ہلاکتیں ہی خبر بنانے کی وجہ ہے"۔ یہ ہندی اور ہندوستانی میڈیا کا معیار ہے۔

کوئی ایسی خبر جو حکومت پر تنقید کے زمرے میں آتی ہو ہندی میڈیا کی زینت نہیں بنتی۔ نوکری چلی جائے، فیکٹریاں بند ہو جائیں، آئی ٹی سیکٹر پر تالا لگ جائے، بینک بند ہو جائیں، لاکھوں لوگوں کی نوکری داؤ پر لگ جائے یہ سب ہندی میڈیا کے لئے کوئی خاص خبر کی حامل نہیں ہے۔

اسی طرح جب کوئی ہندو کسی کا شکار ہوتا ہے تو درجنوں بار اس خبر کو دکھایا جاتا ہے مگر جب مسلمانوں پر ظلم کی کوئی خبر ہوتی ہے تو نیوز کے آخر میں ایک سکینڈ میں اس کی اطلاع دے کر بات ختم کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ جمہوریت میں صحافت کو چوتھا ستون قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ جب کبھی مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ اپنے آئینی فرائض سے منحرف ہوگی تو صحافت اس کی خبر گیری کرے گی تاکہ ہماری جمہوریت کو کوئی نقصان نہ پہنچے لیکن حالیہ ۲/ دہائیوں میں ہمارے ملک کی صحافت بالخصوص الیکٹرانک میڈیا نے جس غیر ذمہ داری اور غیر آئینی رویے کا مظاہرہ کیا ہے اس سے ملک میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی ہے اور عوام الناس کو یہ اندیشہ ہے کہ حالیہ الیکٹرانک میڈیا کی غیر ذمہ دارانہ صحافت اور جذباتیت سے لبریز اور اشتعال انگیز و بے بنیاد خبریں ملک کی سالمیت کیلئے خطرہ پیدا کر سکتی ہیں۔ (جاری)



مسلم لڑکیاں

فتنۂ ارتداد کی جال میں وجوہات اور حل

از قلم: محمد عامر حسین مصباحی رسول گنج عرف کوئلی

استاذ: جامعہ ضیائیہ فیض الرضا دوری

حالیہ دنوں میں شوشل میڈیا ئی پلیٹ فارم سے جس تیزی کے ساتھ مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ عشق و معاشقہ اور ہندوانہ رسم و رواج کے مطابق شادی کر لینے کی تصویریں اور ویڈیوز موصول ہو رہی ہیں وہ مسلم سماج کے اندر بہت زیادہ بے چینی اور اضطرابی کیفیت پیدا کر رہی ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جتنی خبریں موصول ہو رہی ہیں اور جتنی تصاویر اور ویڈیوز آ رہی ہیں وہ سب کی سب صحیح نہیں بلکہ بہت سی فرضی کہانیاں، جھوٹی خبریں اور افواہیں بھی ہیں جسے سوچی سمجھی سازش کے تحت پھیلانے کا کام کیا جا رہا ہے تاکہ ہندوتوادی شدت پسند تنظیمیں اپنے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک آسانی کے ساتھ پہنچا سکیں مگر ساری خبریں جھوٹی بھی نہیں کہ معتمد ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پہلے کی بنسبت اس میں بہت تیزی آتی جا رہی ہے اور آئے دن ملک کے کسی نہ کسی صوبہ و ضلع سے ایسی خبریں آ ہی جاتی ہیں جس سے ہماری غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

ایک ہی ملک کے ہر صوبہ و ضلع اور بستی میں ساتھ ساتھ ہندو مسلم کا اجتماعی زندگی گزارنے کی وجہ سے شاذ و نادر ایسے واقعات پیش آ جاتے تھے جس میں ایک مسلم لڑکے کو کسی غیر مسلم لڑکی سے یا ایک مسلم لڑکی کو غیر مسلم لڑکے سے محبت ہو گئی اور نتیجہ بھاگ کر کورٹ میرج کرنے تک پہنچ گئی مگر یہ کسی بھی دھرم کے ماننے والوں کے نزدیک درست عمل نہیں بلکہ اسلام میں تو اس طرح کی شادی سرے سے منعقد ہی نہیں ہو سکتی۔

مگر متشدد ہندوتوادی تنظیمیں اب ملک میں فرقہ واریت اور دنگے فساد برپا کرنے نیز ملک کی امن و شانتی کو بھنگ کرنے کے لیے ایک منظم سازش کے تحت مسلم لڑکے کی غیر مسلم لڑکی کے ساتھ حرام محبت و شادی کو ”لو جہاد“ کا نام دے کر ان چیزوں کو مسلمانوں کے عزائم سے جوڑ چکے ہیں اور اب اس کے خلاف پوری قوت کے ساتھ طاغوتی طاقتیں میدان میں آ چکی ہیں، جہاں معاملہ ان کی اپنی لڑکیوں کا آتا ہے تو ”لو جہاد“ اور دوسری طرف خود منظم سازش کے تحت مسلم لڑکیوں کو جال میں پھنسا کر پیار و محبت کا نام دے کر شادی کرا دیتے ہیں۔ یہ کیسی دوغلی پالیسی ہے؟

ضروری ہے کہ حکومتِ ہند اور عدالتِ عظمیٰ اس طرف مضبوط قدم اٹھائیں تاکہ اس معاملے کا حل نکل سکے۔

اب ان کا مقصد ہر ایک پر واضح ہو چکا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلم لڑکیوں کو اپنے جال میں پھنسا کر شادی بیاہ اور گھومنے

پھرنے کی آزادی کا لالچ دے کر ان کے ایمان کا سودا کیا جائے اور ان لڑکیوں کی زندگیاں تباہ کر دی جائیں۔

اور یہ حقیقت ہے کہ وہ لڑکیاں جو اپنی قوم اور مذہب سے غداری کر کے غیروں کے دامن میں چلی جاتی ہیں ان کی زندگیاں جہنم بنا دی جاتیں ہیں، ان کے ساتھ ناروا سلوک کیا جاتا ہے بلکہ زدوکوب کر کے جان تک لے لی جاتی ہے۔ ابھی چند دنوں قبل اخبار کی سرخی بننے والی یہ خبر ”مذہب چھوڑ کر شادی کرنے والی رضوانہ کا عبرت ناک انجام“، یعنی باہر گھمانے کی فرمائش کرنے پر شوہر ’سدھارتھ‘ نے قتل کر دیا“ قلوب و اذہان کو جھنجھوڑنے والی تھی۔ اسی طرح میرٹھ سے خبر آئی کہ ’حنا‘ اور ”افسانہ“ نامی لڑکیوں کے عاشق ”گوور بھتیاگی“ اور ”آکاش“ نے دونوں کو خوفناک موت کا مزا چکھایا۔ یقیناً یہ خبریں اور یہ لڑکیاں باقی اس طرح کے ناپاک ارادہ رکھنے والی لڑکیوں کے لیے سراپا عبرت کا نشان ہیں مگر شوشل میڈیا پر ایکٹو رہنے والی لڑکیاں ان کے عبرت خیز انجام کی پرواہ کیے بغیر اپنے عاشقوں پر اعتماد کر کے ان کے ساتھ چلی جاتی ہیں حالانکہ ان کا بھی انجام وہی ہوتا ہے، اگر ماری نہیں گئیں تو انھیں بھی بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر نہ ہی انہیں اپنے عاشقوں کے گھر پناہ ملتی ہے اور نہ ہی والدین کے گھر۔

تعجب تو اس بات پر ہے کہ اسلام کی وہ مقدس شہزادیاں جنھیں ان کے دین و مذہب نے سب سے زیادہ پردے کا حکم دیا اور انہیں بار بار متنبہ کیا جاتا رہا کہ غیر تو غیر اپنوں (غیر محرم مسلمان) سے بھی حیا کریں اور اپنی نگاہیں نیچی کریں مگر کیا وجہ ہے کہ ہماری اسلامی بہنوں کی نگاہیں غیر اسلامی مردوں سے لڑنے لگ گئی ہیں؟ کیا وجوہات ہیں جو اسلامی طرزِ عمل سے ان کو بغاوت کرنے پر مائل کرنے لگی ہیں؟ کیوں ان کے قدم لڑکھڑانے لگے ہیں؟ کیوں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والی شہزادیاں اپنی عزت و عصمت کا سودا کرنے کو تیار بیٹھی ہیں اور جائز طریقے پر نکاح کر کے گھر بسانے کی بجائے اپنی دنیا و آخرت سب کچھ تباہ کر رہی ہیں؟؟؟

اگر ان اسباب و علل پر نگاہ کرتے ہیں تو یہ وجوہات سامنے آتے ہیں۔

۱) قلوب میں خوفِ خدا و محبتِ رسول علیہ السلام کا فقدان (۲) مسلم گھرانوں میں اسلامی اور مذہبی ماحول کی جگہ مغربی ماحول کی پذیرائی (۳) عصری تعلیمات سے حد درجہ لگاؤ، قرآن و سنت اور دینی و اسلامی تعلیمات سے دوری (۴) لڑکے اور لڑکیوں کو عصری اعلیٰ تعلیم دلانے کی خاطر شادی میں تاخیر کرنا۔ (۵) وقت گزاری کے لئے فلمیں، ڈرامے، سیریلز، کمیڈی اور فحش و حیا سوز ویڈیوز دیکھنا۔ (۶) لڑکے اور لڑکیوں کا عصری علوم کے حصول کی خاطر ایسے کالجز اور یونیورسیٹیز کا رخ کرنا جہاں باہمی اختلاط کو غلط نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا بلکہ مرد و عورت کا قدم سے قدم ملا کر چلنا ترقی کی راہیں ہموار کرنا سمجھا جاتا ہے، لڑکوں کی لڑکیوں سے دوستی کو معیوب نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے بھی فیشن کے طور پر دیکھا جاتا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ (۷) غیر مسلم لڑکوں سے مسلم لڑکوں کی دوستی اور انھیں بخوشی اپنے گھروں تک لانا۔ (۸) لڑکیوں کا اپنے بھائی کے غیر مسلم دوستوں سے بے تکلف ہو جانا۔ (۹) والدین کا اپنے بچوں کی نگرانی نہ کرنا بلکہ انھیں آزادی کے نام پر ہر طرح کی کھلی چھوٹ دے دینا۔ (۱۰) لڑکیوں کا خود سے

پارچُن کی دکانوں پر جا کر بناؤ سنگار کا سامان خریدنا۔(۱۱) بلا ضرورت بغیر کسی محرم کے اکیلے ہی مارکیٹ میں زیورات کی دکانوں میں جانا۔(۱۲) لڑکیوں کا گھر سے باہر مکمل بن سنور کر نکلنا(۱۳) ہر گھر میں بلکہ ہر فرد کے ہاتھوں میں انڈرائڈ موبائل کا ہونا وغیرہ وغیرہ۔

یہ ساری وہ وجوہات ہیں جن سے آج ہماری نسل نو بھٹکتی ،بگڑتی اور اپنے دین و مذہب سے باغیانہ رویہ اختیار کرتی جا رہی ہے۔

اگر یہی سلسلہ رہا اور ان کی بہترین تعلیم و تربیت اور ان کی حرکات و سکنات پر کڑی نگاہ نہیں رکھی گئی اور جو حالیہ خبریں موصول ہو رہی ہیں اس سے ہوش کے ناخن نہ لیے گئے تو وہ دن دور نہیں جب ہم اپنی اولاد کی ذلیل حرکتوں سے ذلت و رسوائی کے گڈھے میں جا گریں گے اور ہمارا حال ناگفتہ بہ ہو جائے گا اور آنے والی نسلیں اس بے حیائی اور غلط روئی کا ہمیں ذمہ دار ٹھہرائیں گی۔

اس لئے وقت رہتے ہمیں اپنی اسلامی حس بیدار کرنی اور غفلت کی دبیز چادر کو پرے ہٹا کر بیدار ہونا ہوگا اور اپنے گھروں کو اسلامی تعلیمات اور اسلامی ماحول سے آراستہ کرنا ہوگا تبھی جا کر ہم ایسی ذلتوں سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔کیونکہ اس کا واحد اور سب سے بہترین حل اسلامی ماحول اور اسلامی قوانین پر حتی الامکان عمل پیرا ہونا ہے۔اب ہمارے لیے جاننا ضروری ہے کہ اسلام میں اس تعلق سے کیا حکم صادر ہوا ہے۔تاکہ اس فتنۂ ارتداد پر لگام لگانا آسان ہو سکے۔ اسلام میں مشرکین سے شادی

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ

ترجمہ کنزالایمان:- اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی۔اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا اگرچہ وہ تمہیں بھاتا ہو۔وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے۔

خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت ہے کہ خوبصورت اور پُرکشش چیزوں کی طرف طبیعت کا میلان زیادہ ہوتا ہے مگر ہر اچھی دِکھنے والی چیز کی قربت فائدہ مند نہیں ہوتی۔ٹھیک اسی طرح ایک مرد کا خوبصورت عورت کی طرف طبیعت اور ذہن کا میلان فطری ہے مگر یہ جواز کی حد میں ہو تو سکون بخش ہے ورنہ اس کے مضر نتائج سے تاریخ پُر ہے۔

اس لئے مشرک مرد یا مشرکہ عورت سے ایک مسلمان کی شادی نہیں ہو سکتی خواہ وہ خوبصورتی کے اعتبار سے جتنے اچھے بھلے معلوم ہوتے ہوں کیونکہ یہ اچھی دِکھنے والی ایسی چیز ہے کہ اس سے جان اور جان سے قیمتی شئی ایمان کے لئے زہر ہلاہل ہے۔
مذکورہ آیتِ کریمہ شادی بیاہ کے ذریعے فتنۂ ارتداد سے بچنے کا

مکمل حل ہے ۔لیکن ساتھ میں زنا کاری و بدکاری سے بچنے کے متعلق جتنی زیادہ احتیاطی تدابیر اپنانے کا اسلام نے آپس میں حکم دیا ہے اس سے کہیں زیادہ احتیاط غیر مسلموں اور اور مشرکوں سے اپنانا ہوگا۔تبھی جا کر ہم اس تباہی سے بچ سکتے ہیں۔

اسلام میں زنا کاری و بدکاری سے بچنے کا نسخہ کیمیا اللہ رب العزت نے قرآنِ مقدس میں ارشاد فرمایا: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ۔

ترجمہ کنز الایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۔اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں

زنا کے قریب بھی جانے سے منع: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ت

رجمہ کنز الایمان: اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ اس آیتِ کریمہ میں بدکاری اور زنا کاری سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔چاہیے کہ آدمی زنا سے بلکہ اس کے لوازمات واسباب سے بھی بچتا رہے تا کہ گناہ سے بچنا آسان ہو۔

زنا کے اسباب نو ہیں۔

(۱) بے پردہ عورتوں کا اجنبی لوگوں میں چلنا پھرنا (۲) اجنبی سے خلوت میں بیٹھنا، ملنا جلنا (۳) بھڑکیلا فیشنی لباس پہن کر اجنبی کے سامنے آنا، (۴) مخلوط تعلیم (۵) فلم اور ڈرامے اور تصویریں دیکھنا (۶) گانے ناچ اور طبلے سارنگی سننا (۷) چست لباس پہننا (۸) سُرخی پوڈر لگا کر عام محفلوں میں آنا (۹) دکانوں میں کاروبار عورتوں کے ہاتھ میں دینا جب کہ غیر مرد بھی گاہک ہوں شریعت میں اجنبی ہر وہ شخص ہے جس سے نکاح جائز ہو۔ (تفسیر نعیمی جلد ۱۵ ص:۱۶۷)

ان تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود شامتِ نفس کی وجہ سے کسی سے زنا سرزد ہوجائے تو پھر شریعت نے اس کی سزا مقرر کی ہے اگر دونوں یعنی زانی اور زانیہ غیر شادی شدہ ہوں تو انہیں سو کوڑے مارنا ہے اور شادی شدہ ہوں تو انہیں سنگسار کرنا ہے اگر اس اسلامی قانون کو نافذ کر دیا جائے تو سماج سے بہت حد تک زنا جیسی بُرائی کا خاتمہ ہو جائے گا۔مگر چونکہ یہاں اسلامی قانون نہ ہونے کی وجہ سے مذکورہ سزا نہیں دی جاسکتی اس لئے سماج کے لوگ مناسب سزا تجویز کریں گے اور نہ ماننے کی صورت میں سماجی بائیکاٹ کرنے کا حکم ہے تا کہ یہ بُرائی جڑ سے ختم ہو۔

اب قابل غور بات یہ ہے کہ جب آپسی حکم اتنا شدید ہے تو غیروں کے ساتھ کا کتنا شدید حکم ہوگا۔یقیناً اس میں ایمان وعقیدے اور جسم و جان سب کا خطرہ ہے اس لئے اس کے سدِ باب کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اللہ رب العزت قوم کی بیٹیوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔آمین

عوامی نمائندہ ایکٹ

اور اداروں کی جلد بازی

غلام مصطفےٰ نعیمی روشن مستقبل دہلی

ابھی راہل گاندھی کی پارلیمانی رکنیت منسوخی کا معاملہ ٹھنڈا بھی نہیں پڑا تھا کہ لکشدیپ کے ایم پی محمد فیصل کی رکنیت بحالی کے معاملے نے ایک بار پھر بی جے پی حکومت کو کٹھگرے میں کھڑا کر دیا ہے۔سوال اٹھ رہا ہے کہ آخر بی جے پی کے متعین کردہ اسپیکر اور الیکشن کمیشن جیسے ادارے غیر بی جے پی ارکان کے معاملے میں اتنی جلد بازی سے کام کیوں لیتے ہیں۔چونکہ دونوں معاملوں کے درمیان محض پانچ دن کا فاصلہ ہے اس لیے بی جے پی کے خلاف یہ الزام مضبوط ہوتا جارہا ہے کہ وہ اپنے سیاسی مخالفین کو زیر کرنے کے لیے قانون، عدلیہ اور سرکاری اداروں کا بے جا استعمال کر رہی ہے۔

محمد فیصل کا معاملہ۔۔۔۔۔۔

محمد فیصل لکشدیپ جزیرے کے ایم پی تھے۔ان کے خلاف مقامی عدالت میں اقدام قتل کا کیس درج ہوا تھا۔اسی کیس میں انہیں نچلی عدالت نے گیارہ جنوری 2023 کو دس سال کی سزا سنائی۔ٹھیک دو دن بعد 13 جنوری لوک سبھا اسپیکر نے ان کی رکنیت منسوخی کا نوٹس جاری کر دیا۔نوٹس کے پانچویں دن ہی الیکشن کمیشن نے تیزی دکھاتے ہوئے لکشدیپ سیٹ کے لیے ضمنی انتخاب کا اعلان بھی کر دیا۔محمد فیصل نے اپنے خلاف آئے نچلی عدالت کے فیصلے کو کیرل ہائی کورٹ میں اور الیکشن کمیشن کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا۔25 جنوری کو کیرل ہائی کورٹ نے فیصل کی سزا پر روک لگا دی۔اسی کی بنیاد پر سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کے اعلان پر پابندی لگا دی۔یہ سارے معاملات پندرہ دنوں کے اندر ہوئے۔گیارہ کو فیصل کو سزا ہوئی، 13 کو رکنیت منسوخ ہوئی، 18 کو ضمنی الیکشن کا اعلان، 25 کو ہائی کورٹ سے سزا پر روک اور 27 کو ضمنی الیکشن پر پابندی!

اس کے بعد محمد فیصل نے لوک سبھا اسپیکر کو خط لکھ کر اپنی رکنیت بحال کرنے کی گزارش کی لیکن جن اسپیکر صاحب نے اعلان سزا کے ایک دن بعد ہی فیصل کی رکنیت منسوخ کر دی تھی انہوں نے اگلے دو مہینوں تک فیصل کی عرضی پر کوئی نوٹس نہیں لیا۔تنگ آ کر محمد فیصل نے لوک سبھا اسپیکر کے فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جہاں 28 مارچ کو شنوائی ہوئی۔آج انتیس تاریخ کو فیصلہ سنایا جانا تھا۔قبل ازیں کہ کورٹ کی کاروائی شروع ہوتی، پارلیمنٹ سکریٹریٹ کی جانب سے آناً فاناً محمد فیصل کی رکنیت بحالی کا لیٹر جاری کر دیا گیا اس طرح محمد فیصل صاحب کی پارلیمانی رکنیت بحال ہوگئی۔

عجلت کی وجہ کیا ہے؟۔۔۔

محمد فیصل کے معاملے میں پارلیمنٹ سکریٹریٹ کی حالیہ کاروائی سے جہاں محمد فیصل کو راحت ملی وہیں اس پر کچھ گمبھیر نوعیت کے سوالات بھی کھڑے ہوگیے ہیں جو براہ راست اسپیکر اور الیکشن کمیشن سے جواب چاہتے ہیں: 1۔محمد فیصل کو سنائی گئی نچلی عدالت کی سزا پر فوراً رکنیت منسوخ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔دنیا جانتی ہے کہ ہر

متاثر انسان نچلی عدالت کے فیصلے کو ہائی کورٹ/ سپریم کورٹ میں چیلنج کرتا ہے۔اس کے باوجود بھی پارلیمنٹ اسپیکر نے محض دوسرے ہی دن فیصل کی رکنیت کس لیے منسوخ کی؟

2۔رکنیت منسوخی کے بعد ان کی سیٹ خالی مان لی گئی تھی۔خالی سیٹوں پر انتخاب کرانے کے لیے الیکشن کمیشن کے پاس چھ مہینے تک کا وقت ہوتا ہے لیکن فیصل کے معاملے میں محض پانچ دن کے اندر ہی ضمنی الیکشن کا اعلان کر دیا گیا آخر اسپیکر کی طرح الیکشن کمیشن کو بھی کون سی جلدی تھی۔جب دستور میں چھ مہینے تک کی مہلت رہتی ہے تو محض پانچ دن میں فیصلہ لینے کیا ضرورت تھی۔کیا وہ متاثرہ فریق کے اگلے اقدام تک انتظار نہیں کر سکتا تھا؟

3۔جب کیرل ہائی کورٹ نے محمد فیصل کی سزا پر روک لگا دی اور دوسری جانب سپریم کورٹ نے ضمنی الیکشن کا اعلان بھی منسوخ کر دیا اس کے بعد بھی محمد فیصل کی رکنیت بحال کیوں نہیں کی گئی؟4۔جب سپریم کورٹ میں اسپیکر کے فیصلے کو چیلنج کر دیا گیا، شنوائی ہوگئی اور آج ہی فیصلہ آنا تھا تو فیصلے آنے سے پہلے ہی رکنیت کس لیے بحال کی گئی؟ کیا حکومت کو اندازہ ہوگیا تھا کہ سپریم کورٹ فیصل کی رکنیت بحال کر دے گی۔اس لیے سپریم کورٹ کے حکم سے بچنے کے لیے ایسا کیا گیا یا پھر کورٹ کی سرزنش سے بچنے کے لیے آناً فاناً رکنیت بحالی کا فیصلہ لیا گیا؟ حالانکہ یہ فیصلہ دو مہینے سے التوا میں پڑا ہوا تھا مگر اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں لیا گیا۔اب جب کہ فیصلہ آنے ہی والا تھا کہ رکنیت بحال کر دی گئی۔

بی جے پی کا دوہرا رویہ۔۔۔۔

عوامی نمائندہ ایکٹ کے معاملات میں اسپیکر/ الیکشن کمیشن اور دیگر اداروں کا رویہ غیر بی جے پی ارکان کے لیے ضرورت سے زیادہ سخت نظر آتا ہے جب کہ یہی ادارے اس وقت انتہائی نرمی اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جب معاملہ بی جے پی ارکان سے جڑا ہو۔جس کی ایک نظیر بھاجپا لیڈر وکرم سینی ہے جو بی جے پی کے ایم ایل تھا۔اسے 2013 کے مظفر نگر کے مسلم کش فساد میں قتل وغارت کا قصوروار پایا گیا اور دو سال کی سزا سنائی گئی لیکن سزا یافتہ ہونے کے مہینوں تک بھی یو پی اسمبلی کے اسپیکر اور الیکشن کمیشن کانوں میں تیل ڈالے سوتے رہے ہاں جیسے ہی اعظم خان کو سزا ہوئی فوراً ہی اسپیکر اور الیکشن کمیشن بیدار ہو گئے اور چند گھنٹوں ہی میں رکنیت منسوخی اور ضمنی الیکشن کا اعلان ہوگیا۔ایسا ہی معاملہ راہل گاندھی کے ساتھ بھی پیش آیا۔چوبیس تاریخ کو راہل کے خلاف فیصلہ آیا اگلے ہی دن اسپیکر نے رکنیت منسوخی کا نوٹس جاری کر دیا اور ایک دن بعد ہی لوک سبھا ہاؤسنگ کمیٹی نے راہل کو سرکاری بنگلہ خالی کرنے کا نوٹس بھی جاری کر دیا۔کیا اس تیزی کو دیکھ کر نہیں لگتا کہ ادارے ضرورت سے زیادہ فعالیت دکھا رہے ہیں۔جب کہ یہی وہ ادارے ہیں جو بی جے پی سے قربت کی بنیاد پر سالوں سال تک سرکاری بنگلوں میں رہنے والے سابق ممبران کو بھولے سے بھی نوٹس جاری نہیں کرتے لیکن معاملہ بی جے پی مخالفین کا ہو تو ان اداروں کا جوش دیکھتے ہی بنتا ہے۔اس لیے اپوزیشن پارٹیوں کا یہ الزام بالکل صحیح ہے کہ اس وقت ادارے پوری طرح مرکزی حکومت کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ایک جمہوری ملک میں اداروں کا اس طرح خود سپردگی کرنا کسی بھی طرح نیک فال نہیں ہے۔کامیاب جمہوری ملک کے لیے اداروں کا غیر جانب دار ہونا بے حد ضروری ہے۔

سوشل میڈیا: فوائد و نقصانات

از: مولانا اللہ بخش امجدی [شہر قاضی جالنہ]

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انسان کو اپنے مافی الضمیر ادا کرنے کے لئے دو طریقے معروف ہیں ایک زبان اور دوسرا قلم بقیہ طریقے اسی کے تحت آتے ہیں۔اب یہ دنیا گلوبل ولیج عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے،عصر حاضر میں خبر رسانی کے طریقے آسان سے آسان تر ہوتے جا رہے ہیں اب انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے توسط سے پوری دنیا میں سیکنڈوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پیغام پہنچ جاتا ہے۔

سوشل میڈیا سماجی ذرائع ابلاغ عصر حاضر کا نہایت تیز رفتار اور آسان ترین طریقہ کار ہے جس سے ہم اپنے مافی الضمیر کو پوری دنیا میں پہچا سکتے۔سوشل میڈیا بذاتہ نہ اچھا ہے نہ برا بلکہ اس کا استعمال اسے اچھا یا برا بناتا ہے۔واٹس ایپ ،فیس بک ،ٹوئٹر، یوٹیوب، انسٹا گرام، ٹیلی گرام، اسکائپ، ٹک ٹاک، وغیرہ سوشل میڈیا کے کثرت سے استعمال ہونے والے اپلیکیشن ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق تین سو کروڑ سے زیادہ لوگ سوشل میڈیا کو استعمال کرتے ہیں۔سوشل میڈیا کے مثبت اور منفی پہلو اس کے استعمال پر موقوف ہے جہاں سوشل میڈیا کے ان گنت فائدے ہیں اس سے کئی زیادہ نقصانات ہیں چند فوائد و نقصانات ملاحظہ فرمائیں۔سوشل میڈیا کے فائدے: ہر شخص کو اظہار رائے کی مکمل آزادی حاصل ہے، تعلیم کا حصول آسان سے آسان تر ہو گیا ہے، کاروباری حضرات کو تجارت میں بہت آسانی ہوئی، سوشل میڈیا تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے، کمائی کے ذرائع میں اضافہ ہوا ہے، نوکری کی تلاش میں آسانی اس کے علاوہ غریبوں کی مدد ،گھر بیٹھے خرید و فروخت کرنے میں آسانی ،حکومت کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے نقصانات:

خود اعتمادی میں کمی، خودکشی جیسے سنگین جرم کے ارتکاب میں کثرت ،وقت ضائع کرنے کا خوبصورت آلہ، نوجوانوں میں فحاشی اور عریانی کا فروغ، سیلفی فوٹو ویڈیو اور نازیبا تصاویر کو شیر کر کے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ، بے مقصد شہرت اور زیادہ لائک اور کمنٹس حاصل کرنے کے چکر میں اسلامی و اخلاقی حدود کی پامالی، جھوٹی خبروں کو نشر و اشاعت میں اضافہ، دھوکہ دہی کی کثرت، جعلی اکاؤنٹ بنا کر بلیک میلنگ کے بڑھتے ہوے واقعات، اکثر نوجوانوں کا کاہل اور سست ہونا، ذہنی اور فکری طور پر پست ہونا ،معیاری تعلیم و تعلم سے دوری ، اخلاق میں بے انتہا گراوٹ، عبادات میں سستی اور کاہلی بلکہ لاتعلقی، دین سے دوری ،ماں باپ رشتے دار پڑوسی گھر والوں سے دوری اور گھریلوں حالات سے ناواقف یا عدم توجہی صحت میں گراوٹ

آنکھوں کی بینائی کے مسائل اس کے علاوہ بے شمار مسائل ہیں جس کی جڑ سوشل میڈیا سے گہری وابستگی ہے۔

سوشل میڈیا کیسے استعمال کریں؟

سوشل میڈیا کو استعمال کرنے کے لیے علم وعمل اور خوف خدا کو پیش نظر رکھ کر مفید ایپس کو استعمال کریں اور وقت ضرورت ہی استعمال کریں خاص کر طلبہ وطالبات اور نوجوان لڑکے لڑکیاں موبائل، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا بہت احتیاط سے استعمال کریں بلکہ والدین اور سرپرست حضرات اپنی اولاد اور زیر اثر بچوں پر کڑی نظر رکھیں گاہے بگاہے انکا موبائل اور سوشل اکاؤنٹ غیر محسوس طریقے سے چیک کرتے رہیں غلط کام پر مناسب تنبیہ اور اچھے کام کی حوصلہ افزائی بھی کرتے رہیں تو اس بلائے عظیم سے بچ سکتے ہیں ورنہ سوشل میڈیا نے لاکھوں لوگوں کا بیڑا غرق کر ڈالا ہے لہٰذا ماں باپ اور سرپرست حضرات اپنے ماتحتوں کی سخت نگرانی کریں ورنہ بھیانک انجام کے لے تیار رہے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے ہم سب کو محفوظ رکھے اور سوشل میڈیا سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے دین ودنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

الصُّبۡحُ بدَا مِنۡ طَلۡعَتِهِ
واللیلُ دجا من وفرته
سحر طاری ہوئی ہے آپ کے ماتھے کی طلعت سے
یہ رونق رات نے پائی ہے زلفوں کی عنایت سے

فاقَ الرُّسلا فضلاً وعلا
اَهۡدَی السُّبُلاَ لِدَلاَلَتِهِ
بزرگی میں وہ سبقت لے گئے سارے رسولوں پر
کہ رستے دین کے روشن ہوئے ان کی ہدایت سے

كَنۡزُ الۡكَرَمِ مُوۡلِي النِّعَمِ
هادي الاممِ لشريعته
خزانے بخششوں کے رحمتوں کے ملک ہیں ان کی
ہدایت یاب ساری امتیں اُن کی شریعت سے

اذکی النسبِ اعلی الحسب
كُلُّ العَرَبِ في خِدمَتِه
نسب اُن کا حسب اُن کا بہت ارفع، بہت اعلی
شرف پایا ہے سارے عالموں نے اُن کی خدمت سے

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الحَجَرُ
شُقّ القَمَرُ بِاِشَارتِه
شجر خدمت میں آئے، پتھروں نے بات کی اُن سے
قمر شق ہوگیا اُن کی انگشتِ شہادت سے

جِبۡرِيلُ اَتَى لَيۡلَةَ ِ اَسۡرَى
وَالرَّبُّ دعی لحضرته
شبِ معراج اُن کے پاس جبریل امیں آئے
بلایا رب نے اُن کو عرش پر اپنی عنایت سے

نالَ الشَّرَفَا واللہُ عَفَا
عن ما سلفا من امته
اُنھی کے واسطے سب شرف پائے ہیں لوگوں نے
گناہ سب دور فرمائے ہیں رب نے اُن کی امت کے

فمحمدُنا هوَ سیدُنا
والعِزُّ لَنا لِاِجَابَتِه
ہمارے سید ومولا محمد ہیں محمد ہیں
کہ عزت ہے ہمارے واسطے اُن کی اطاعت سے

عصر حاضر میں

مسلک اعلیٰ حضرت کی ضرورت و افادیت

ازقلم:۔محمد ارشاد احمد قادری نیپال
متعلم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی (مئو)

چودھویں صدی کے آغاز میں بے شمار فرقہ ہاء باطلہ معرض وجود میں آگئے تھے دین وسنیت پر خارجی و داخلی طور پر حملے کی ابتدا ہوگئی تھی یہ لمحات نہایت پرفتن و پر آشوب تھے، پورے ہندوستان کی فضا مسموم وزہر آلود تھی، فرنگی (برٹیس) اقتدار میں تھے۔

ان کی جفاکشی وستم گری شباب پر تھیں۔عیسائی مبلغین کار تبلیغ پر مامور تھے حکومتی طاقتوں کا بھرپور استعمال کیا جارہا تھا۔ مغربی تہذیب وثقافت نے اپنا بسیرا ڈال دیا تھا، جدید وعصری علوم وفنون کا رسم وچلن عام ہورہا تھا۔بے حیائی وبے غیرتی کا ننگا ناچ ہونے لگا تھا۔اہل جبہ و دستار ایمان بیچنے لگے تھے۔علوم عصریہ کے ماہرین کا قدم جادہ مستقیم سے بھٹک رہا تھا۔دولت کی کھنک نے مختلف عقائد ونظریات کے قائلین کو اپنا ہمنوا بنالیا تھا۔شش جہات سے ایوان اسلامی پر برقیلی برسات ہونے لگی تھی۔وہابیت نجدیت، شیعیت، خارجیت، رافضیت سلفیت، غیر مقلدیت، دیوبندیت قادیانیت، نیچریت، مرزائیت، دھریت، چکڑالویت اتحاد قومیت، گاندھویت، مہاسجائیت تحریک خلافت، گائے قربانی ترک کردینے کی حمایت صلح کلیت اور تبلیغیت کا عظیم سیلاب امنڈ پڑا تھا۔ بدعات، ضلالت، گمراہیت، خرافات نفسانیت، حیوانیت شہوانیت، شیطانیت اور خباثت، رہبانیت، اور ابلیسیت کی گرم بازاریاں ہونے لگی تھیں۔ایسے ہوش ربا ماحول میں اکابرین و اساطین ملت دم بخوم تھے۔

مدارس اسلامیہ کی کشتیاں ہچکولے کھا رہی تھیں۔خانقاہی نظام کا شیرازہ منتشر تھا۔مشائخ عصر کی آنکھیں ششدر و حیران تھیں کسمپرسی کا ماحول تھا۔اپنے اپنے بساط کے مطابق دفاعی کاروائی کررہے تھے لیکن طوفان تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔رب قدیر کا احسان عظیم ہوا کہ اپنے محبوب بندے کو امام اہلسنت بنا کر میدان کارزار میں اتار دیا جس کے ذریعے اسلام کا تحفظ ہوا۔عقائد صحیحہ کو زندگی ملی۔امام احمد رضا بلا شبہ عظیم مجدد، عظیم فقیہ، عظیم دانش ور، عظیم مفکر ومدبر تھے۔خداوند قدوس نے اقتضائے وقت کے مطابق بے شمار کمالات ومحاسن سے نواز کر جامع علوم وفنون اور مرکز عوام وخواص بنا دیا تھا۔

میر کارواں بن کر ان فتنہ گر طوفانوں کے سامنے ڈٹ گئے اور احقاق حق و ابطال باطل میں اپنی خداداد علمی وفکری توانائیاں صرف کردیں اور دشمنان اسلام کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیا، یہ فکری گمراہیاں جس شدت سے ابھریں اور جن چور دروازوں سے قلعہ دین وسنیت میں داخل ہوکر اس کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کے درپے تھیں اس کے رد و ابطال کے لیے توفیق خداوندی کے سہارے، فکروآگہی اور نہایت سنجیدگی و متانت کے ساتھ بڑھ چڑھ کر مقابلہ کیا اور ہر محاذ پر شکست فاش دیکر انہیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا۔احقاق حق اور ابطال باطل کی

خاطر ہزار سے زائد کتب تصنیف کیں۔ امت مسلمہ کو خواب غفلت سے بیدا کیا، علماء ومشائخ کو ان کے مقام ومراتب کا احساس دلایا، علماء وقائدین کی منصبی ذمے داریوں کو از سر نو تازہ دم کیا۔ ضرورتوں کا خاص خیال رکھا۔ مساویانہ عقائد ونظریات کے حاملین کے مابین باہمی اتحاد واتفاق کا ماحول پیدا کیا۔ اخوت ومحبت کی فضا مشکبار کرنے کی غرض سے قرآن و احادیث سے دلائل و براھین کی عطر بیزیاں کیں۔ نفرت و بیزاری افتراق و انتشار کے بادسموم کے جھروکوں پر کمند ڈالنے کے لئے شرعی احکام سپرد قلم کئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی کھیتیاں لہلہاں اٹھیں، نفرتوں کی دیواریں گرگئیں۔ اہل ایمان کے گلشن ہستی میں بہار آئی۔

نتیجتاً دیوان گان مصطفی نے ذات امام اہل سنت اعلی حضرت بریلوی کو اپنا مرکز ومرجع تسلیم کرلیا- امام احمد رضا کی ذات نقطہ اتحاد بن کر منظر شہود پر جلوہ گر ہوئی۔ فکر رضا حقانیت کی کسوٹی بنی۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت، اہلسنت کا علامتی نشان ہوا۔ بدایوں، مارہرہ، کچھوچھہ، کالپی، بھینسوڑی، بلکہ تمام مدارس اسلامیہ، خانقاہیں، مکاتب حقہ، مساجد اہلسنت اور مدارس اسلامیہ ہندوستان کے چپہ چپہ، ایشیا کے گوشہ گوشہ اور عرب وعجم کے وادیوں سے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بلند ہونے لگا۔ اس اتحاد کو مزید تقویت بخشنے اور استمرار واستحکام کیلئے ہر نہج اور ہر قسم کے ہتھیار سے اہلسنت کو آراستہ کیا۔ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں مرکز علم وادب منظر اسلام کی بنیاد رکھی اور بریلی کو علم وادب اور عشق ووفا کا مرکز بنادیا، یہی وہ اسلامی ہیڈ کوارٹر ہے جہاں بیٹھ کر خوش عقیدگی کے گوہر لٹائے گئے ہیں۔ علوم وفنون کے گل بوٹے بنائے گئے ہیں۔ افواج اسلامی کی منظم ومضبوط ٹیم تیار کی گئی ہے۔ یہی وہ منبع علم وحکمت ہے۔ جس سے بے شمار آبشار پھوٹے ہیں یہ ایک ایسا مطلع انوار ہے۔

جہاں سے بے مثل و بے مثال آفتاب ومہتاب طلوع پذیر ہوئے ہیں- جن کی شعاعیں فضائے عالم کو منور کررہی ہیں حجۃ الاسلام، مفتی اعظم، محدث اعظم، مفکر اعظم، صدرالشریعہ، ملک العلماء، حافظ ملت، مجاہد ملت، شیر بیشہ اہلسنت، صدر العلماء، محدث اعظم پاکستان، مفسر اعظم ہند، ان ہی گلستان کرم کے گلہائے رنگا رنگ ہیں۔ جن کی نکہت علمی سے ایک جہان معطر ومشکبار ہے۔ صدر الافاضل، مبلغ اعظم، برہان ملت، امین شریعت، محبوب ملت، اس بارگاہ کے خوشہ چین رہے ہیں، یہ وہ نادر وانمول شخصیات ہیں جن پر عالم اسلام کو ناز ہے۔ ان ہی چراغان رضا سے ہزاروں چراغ کو ضیائیں ملی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج بالخصوص جو ہندو پاک کے سینوں کے ایمان وعقائد میں پختگی اور سینوں میں عشق ومحبت کی شمع روشن ہے وہ اسی چراغ سنیت کا مرہون منت ہے۔

اسی بادشاہ علوم وفنون نے توحید و رسالت، اطاعت، اخلاق حسنہ، تزکیہ نفس، حقوق اللہ وحقوق العباد، تجارت، زراعت، صحافت، صلح و جہاد، سیاست ومعاشیات، اقتصادیات، عبادات، و معاملات، ارضیات، فلکیات، طبعیات، حیوانات، نباتات، جمادات، منقولات ومعقولات و دیگر فروعیات و اصولیات اور جزئیات وکلیات پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

مصنفین، ادبا، شعراء، مفسرین، مقررین، واعظین، مجاہدین، مدرسین، فلسفی، منطقی، اہل سیاست، عصری و دینی تقاضے سے لیس افراد اشخاص کو رزمگاہ حق و باطل میں اتارا جنہوں نے اسلام مخالف ہر اٹھنے والے طوفان کا رخ موڑ کر رکھ دیا۔ ۱۳۳۸ھ میں الرضا نامی رسالہ جاری کیا اور قوم وملت کو صحافتی اہمیت وافادیت کا شعور بخشا اس کے ذریعے عقائد صحیحہ اور نظریات حقہ

سے آگاہی دی بدعات وخرافات اور اسلامی عقائد سے متصادم امور کا قلع قمع کیا مراسم اہلسنت کی صداقت وحقانیت پر اٹھنے والے ہر سوال کا مسکت جواب دیگر دشمنان اسلام کو مبہوت وساکت کر دیا۔

اس ایک رسالے نے اہلسنت کے ہزاروں رسالوں کو جنم دیا جس کے باعث ہر چہار جانب عشق رسالت مآب کا اجالا پھیل گیا۔ ۱۹۲۰ء میں جماعت رضائے مصطفیٰ کی داغ بیل ڈالی اور اہلسنت کا اجتماعی و اتحادی پلیٹ فارم کا قیام عمل میں آیا اور تنظیمی کارکردگی کے ذریعہ اجتماعی قوت کا احساس بیدار کیا۔

اس تنظیم اور اجتماعی طاقت نے ہندوستان کی زمین پر ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ تحریک شدھی کا فتنہ ہو یا کسی اور باطل تحریک و تنظیم کی بدتمیزیاں سب کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔ ایک رضا نے سب کچھ عطا کیا۔ مواد دیا۔ ہتھیار دیا۔ اتحادی پلیٹ فارم دیا۔ منظم ومضبوط اسلامی لشکر دیا۔ ہر ایک سوال کا جواب دیا۔

اس طرح گلستان اسلام کو تاراج ہونے سے بچا لیا۔ جس کے صلہ میں مسلمانان عالم نے بریلی کو مرکز اتحاد قرار دیا۔ اور عقائد حقہ کی شناخت نظریات رضا کو بتایا جس کا مشاہدہ آل انڈیا سنی کانفرنس مرادآباد و بنارس میں اہل دنیا کی نگاہوں نے کیا۔

امام احمد رضا کے افکار ونظریات پر ایک صدی گزر جانے کے باوجود اس کی معنویت وضرورت آج بھی اسی طرح باقی ہے۔ جس طرح ان کے عہد میں تھی بلکہ اس کی اہمیت وافادیت عہد رضا سے بھی کہیں زائد عصر حاضر میں ہے بلکہ بعض نظریات کی معنویت تو آج عہد رضا سے بھی سوا نظر آتی ہے۔ امام احمد رضا کے افکار ونظریات جسے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ یہ وقتیہ حالات کے نتائج نہیں تھے۔ کہ کچھ عرصے کے بعد اپنی معنویت وافادیت کھو بیٹھتے بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت تو اسلام کے عین مطابق تھا۔ جو قرآن واحادیث، اجماع امت اور قیاس شرعی، اقوال سلف اور افعال خلف سے ماخوذ تھے۔ جن پر گردش لیل و نہار اثر انداز نہیں ہوتے۔ بلکہ دراصل قرآن وسنت کے حقیقی جلوے جب عمل کے میدان میں ضوفشاں ہوتے ہیں تو حوادث زمانہ خود اپنا رخ بدل لیتے ہیں۔ طوطی ہند حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے سوال کیا کہ اپنے بیگانے کی شناخت کیسے کریں کیسے پہچانا جائے کہ عاشق خیر الانام کون ہے تنقیص رسالت کا مرتکب کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے سامنے امام احمد رضا کا تذکرہ چھیڑ دو اگر اس کا چہرہ کھل اٹھتا ہے تو جان لینا کہ یہ عاشق رسول ہے۔ اور اپنی جماعت کا ہے اس کے برعکس پژمردگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں تو سمجھ لینا کہ یہ اغیار کی صفوں سے تعلق رکھتا ہے یہی کیفیت کسوٹی اور معیار عرب و عجم کے شیوخان زمین کا رہا۔

لاکھوں مدارس، و مساجد، مکاتب، و تحریکات کے دستورات و دستاویزات مسلک اعلیٰ حضرت سے مرتبط ہیں جو اس کی معنویت وضرورت پر دال ہیں کل بھی اس کی ضرورت تھی آج مزید اس کی ضرورت واہمیت بڑھ چکی ہے۔

آج تحقیقات کے نام پر خوشگوار فضا کو مکدر کرنے کی سعی جاری ہے۔ اتحادی پلیٹ فارم پر بڑی چابکدستی سے شب خون مارا جا رہا ہے۔ شخصیت کو منوانے کی مہم چل پڑی ہے۔ اسلاف کے دامن جلالت پر برملا تنقیدات کے بوچھار ہو رہے ہیں۔ دس سال پہلے جن مسائل کے جواز کا فتوی اغیار نے دیا تھا اس کے اثبات پر علمی توانائیاں صرف کیجا رہی ہیں۔ دشمنان اسلام سے موالات کے دروازے کھولے جارہے ہیں۔ یہودیت، و

نصرانیت کو اہل کتاب ثابت کرنے کی سازش زوروں پر چل پڑی ہے صلح کلیت کا بازار گرم ہورہا ہے۔

شیعیت، رافضیت، خارجیت، سلفیت، نجدیت، مودودیت، دیوبندیت، تبلیغیت، اور اہلسنت وجماعت کے درمیان امتیازات کو مٹانے کی ناپاک جرأت ہو رہی ہے۔ مرکزیت پر حملے ہورہے ہیں۔کوئی کہتا ہے مسلک اعلیٰ حضرت کی ضرورت نہیں ہے۔مسلک اہلسنت کافی ہے۔فاضل بریلوی کا استعمال نہ کیا جائے۔امام احمد رضا کا تعارف ہم نے کرایا ہے۔ اتحاد مسالک وقت کی اہم ضرورت ہے۔مسلکی تشدد سے نکلنے کی ضرورت ہے۔اختلاف مسالک سے بالاتر ہونے کی حاجت ہے۔تصاویر کے جواز پر فتاوے صادر کئے جارہے ہیں۔بریلی مخالف ہواؤں کا تعاون کیا جارہا ہے۔بے شمار مسائل لاکر ہر جماعت الجھانے اور اپنی بات منوانے پر بضد ہے۔

ایک کو دوسرے سے بدظن کرنے کی تدبیریں عمل میں لائی جارہی ہیں۔عموم بلویٰ مفہوم مخالف جیسے دلائل کے ذریعے جمہور فقہا کے اتفاقی مسائل سے روگردانی کی جارہی ہے۔الگ الگ ٹولی بنا کر اختلاف کے مہم کو تیز کیا جارہا ہے۔ذاتیات پر یلغار کر کے مہتم بالشان شخصیات کی عظمت مجروح کی جارہی ہے۔بے جاز بان وقلم کو استعمال کر کے اختلاف کو بڑھایا جارہا ہے۔آزاد خیالی کی زمین ہموار کی جا رہی ہے۔جب کہ اس وقت اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔دشمنان اسلام منظم ہو کر حملہ آور ہیں۔عقائد باطلہ کے حاملین یکجا ہو چکے ہیں۔عالمی سطح پر اسلام کے خلاف سازشیں رچی جارہی ہیں۔لیکن چند ناعاقبت اندیش اُن چیزوں سے بے خبر ہو کر اپنے نشیمن پر ہی پے در پے حملہ کر رہے ہیں۔آج ہم میں صدرالافاضل موجود نہیں ہیں کہ ان آزاد خیالوں کے منہ پر تالے لگا دیں، حافظ ملت نہیں ہیں کہ اپنے حدود سے باہر نکال دیں، شیر بیشہ اہلسنت نہیں ہیں۔کہ ان کا آپریشن کر دیں۔

مجاہد ملت نہیں ہیں کہ ان کے مدمقابل سینہ سپر ہو جایں۔حجتہ الاسلام نہیں ہیں کہ ان کی بولتی بند کر دیں۔محدث اعظم نہیں ہیں کہ اس لنگڑی تحقیق کا گلا گھونٹ دیں۔مفتی اعظم نہیں ہیں کہ اپنی تدبیر سے اسے راہ راست پر لا کھڑا کریں۔ملک العلماء نہیں ہیں۔ برہان ملت نہیں ہیں۔امین شریعت محبوب ملت نہیں ہیں۔ پاسبان ملت نہیں ہیں۔رئیس القلم نہیں ہیں۔شارح بخاری نہیں ہیں۔کون اس کا سد باب کرے گا۔اور سب کو ایک نقطہ اتحاد پر سمیٹ کر یکجا کرے گا۔چند شخصیات موجود ہیں تو یہ بے لگام ہو کر دشمن کی حمایت میں سرگرم ہیں اور ہمارے خلاف ہی محاذ آرائی کر رہے ہیں۔ان مرکز کو ہی نشانہ تنقید بنا رہے ہیں۔

ایسے پرفتن دور میں نو جوان علماء کو سامنے آنے کی ضرورت ہے۔مرکزیت کے سایہ تلے اکھٹا ہو کر بڑی دانائی کے ساتھ پورے ہندوستان میں تحریک چلانے اور مرکزیت کی افادیت آفاقیت پر روشنی ڈال کر عوام وخواص کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کرنے کی ضرورت ہے۔ایک لڑی میں پرو کر اس کا زمام مرکز کے ہاتھوں دینے کی ضرورت ہے۔ایک ایسی تنظیم تحریک کو تشکیل دینے کی حاجت ہے۔جس کی ضلعی کمیٹی بھی ہو اسٹیٹس لیبل بھی ہو اور اس طرح ہر ایک کو دوسرے سے مربوط کر دیا جائے اور مرکز سے ہر ایک کا انسلاک اس طرح ہو کہ پورے ہندوستان کے اکابرین وہاں سمٹ کر متفقہ منشورات تجویز کریں اور اسی کو پورے ہندوستان کی کمیٹیوں کے حوالے کریں جس کی اشاعت وترویج کی جائے اس طرح مرکز سے جو آواز بلند ہوگی وہ کامل طور پر پورے ہندوستان میں ہر جگہ سنی جائے گی۔اور اسی پر

عمل درآمد ہوگا۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت منظم طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے۔

چونکہ عہد رضا میں جتنی اس کی ضروت تھی اس سے کہیں زیادہ اس کی ضرورت آج ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو عام کیا جائے۔مسلک اعلیٰ حضرت کے مفاہیم سے لوگوں کو آشنا کرایا جائے۔مسلک چار یا پانچ یاد و نہیں ہے۔

دلائل و براھین اور تاریخی پس منظر میں بتایا جائے، مراسم اہلسنت وعقائد اہلسنت کا ہی جدید نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔اس کا کامل شعور بخشا جائے۔لفظ مسلک مجتہدین کے ساتھ خاص نہیں ہے اس کا انکشاف علمی طور پر کیا جائے۔فروعات میں اختلاف ممکن ہے لیکن مسلک جمہور سے انحراف درست نہیں اس کا ادراک بھی کرایا جائے۔اپنی ذاتی تحقیق پر عمل کرا کر انتشار کی کیفیت نہ پیدا کیجائے۔بلکہ اجتماعی واتفاقی مسائل پر خود عمل کریں اوروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیں تاکہ آپسی اتحاد و اتفاق برقرار رہے۔

ان تمام صورت حال کا بنظر عمیق جائزہ لینے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ عہد رضا سے زیادہ عصر حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ضرورت ہے اور اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کی حاجت ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولی تبارک وتعالیٰ نبی پاک ﷺ کے صدقہ طفیل ہم سب کو مسلک اہلسنت والجماعت المعرف بہ مسلک اعلی حضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم و دائم رکھے اور مسلک اعلی حضرت کا سچا پاسبان بنائے اور اسی پر خاتمہ بالخیر ہو آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف کیا ہے؟

امام شافعی کے فقہی مسلک کو مذہب شافعی کہتے ہیں۔آپ کا نام محمد بن ادریس الشافعی ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سال وفات اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سال ولادت ایک ہے یعنی آپ 150ھ میں فلسطین کے ایک گاؤں غزہ میں پیدا ہوئے۔ابتدائی زمانہ بڑی تنگدستی میں گزرا، آپ کو علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔7 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا، 15 برس کی عمر میں فتویٰ دینے کی اجازت مل گئی تھی۔آپ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مسائل حل کرنے کے لئے اور برکت حاصل کرنے کے لئے حاضری دیا کرتے تھے۔آپ امام مالک کی شاگردی میں رہے اور ان کی وفات تک ان سے علم حاصل کیا۔آپ نے اصول فقہ پر سب سے پہلی کتاب "الرسالہ" لکھی "الام" آپ کی دوسری اہم کتاب ہے۔آپ نے مختلف مکاتیب کے افکار و مسائل کو اچھی طرح سمجھا اور پرکھا پھر ان میں سے جو چیز قرآن وسنت کے مطابق پائی اسے قبول کر لیا۔جس مسئلے میں اختلاف ہوتا تھا اس پر قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل بحث کرتے۔آپ صحیح احادیث کے مل جانے سے قیاس و اجتہاد کو چھوڑ دیتے تھے۔آج بھی مصر، لبنان، شام اور فلسطین میں شافعی مسلک کے پیروکار موجود ہیں۔آپ کے مقلد شافعی کہلاتے ہیں۔آپ نے 204ھ میں مصر میں وفات پائی۔

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔



حدائق بخشش پڑھی جائے

از: محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی بہرائچ شریف
ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ محبت رسول صلیٰ اللہ علیہ وسلم ایمان کا جزوِ اعظم ہے، اس سے پہلوتہی کرنا گویا ایمان سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے، اور یہ بات بھی کہ جب تک بندہ رسول اللہ علیہ وسلم کو کائنات کی ہر شئی سے زیادہ عزیز نہ رکھے کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا، حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبیِّ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے عزیز تر نہ ہو جاؤں۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان)

اور محبت رسول صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا تقاضہ یہ ہے کہ بندہ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتا ہے اور یہی تعریف کرنا اصطلاح میں "نعت" کہلاتا ہے۔ لیکن وہ ذات جس کے محیط میں کل کائنات ایک نقطۂ مبہم، جس کی خاک پا کا ایک چھوٹے سے چھوٹا ذرہ قدر و قیمت میں کائنات پر بھاری،

جس کے نعلین شریفین سے جھڑنے والے ذرات تاروں کے تاج، جس کی ایڑیاں چاند سورج سے بھی زیادہ روشن، (ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا) ایسے رفیع المرتبت، ایسے عظیم الشان محبوب کی مدح وثنا کوئی کیا کرسکتا ہے اور کوئی کیا کرے گا۔ قرآن کریم ابتدا سے انتہا تک آپ کی ثنا ہی ثنا ہے، مدح ہی مدح ہے اور آپ سرتاپا قرآن مجید کی ثناگری کا آئینہ ہیں۔

معبود برحق نے اپنے عظیم عبد کا ذکر خود بلند فرمایا، ورفعنا لک ذکرک اُس کی مدح وثناء کا نغمہ کون نہ گائے اور کیوں نہ گائے۔ خود محب اپنے محبوب کی نعت اپنے فرشتوں کے ساتھ فرما رہا ہے: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ بلکہ غلامان حبیب کو بھی حکم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ، دونوں عالم نغمات نعت سے گونج رہے ہیں کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے (اعلحضرت)

آدم سے ایں دم تک صحابہ کرام، امہات المؤمنین، اہل بیتِ اطہار، تابعین، تبع تابعین، سلف صالحین، غوث، قطب، ابدال، اولیا، صوفیا، علما، شاعروں اور ادیبوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جنہوں نے اس پاکیزہ صنف کا استعمال کرتے ہوئے بارگاہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اپنی عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ عقیدت کیشوں اور مدح خوانوں میں ایک ایسا نام بھی ہے جس نے خود اپنے بارے میں فرمایا: " جب

سرورِ عالم صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی یاد تڑپاتی ہے تو میں نعتیہ اشعار سے بے قرار دل کو تسکین دیتا ہوں، ورنہ شعر و سخن میرا مذاقِ طبع نہیں"۔ (سوانح اعلیٰ حضرت) جس نے شاعری میں کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

جس نے شاعرِ بارگاہِ نبوی، عطائے خاتم النبیین والمرسلین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تتبع کر کے اور اُن کے نقشِ قدم پر چل کر نعت گوئی کے امام اور تاجدارِ سخن کے ارفع و اعلیٰ مقام پر کامیابی درج کی خود وضاحت کی ہے:

رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو
نقشِ قدم حضرت حسان بس ہے

ایسی عظیم الشان نابغۂ روزگار، یکتائے زمانہ شخصیت کو تمام اہلسنت وجماعت مجدد اعظم، امامِ اہلسنت، پروانۂ شمع رسالت، فقیہ فقید المثال سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے نام پاک سے جانتی اور مانتی ہے۔

مصنف اعظم مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے عربی، فارسی اور اردو زبان میں بے شمار کتب و رسائل تصنیف فرمائی ہیں جن کے لفظ لفظ سے عشقِ رسول مقبول صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے سوتے پھوٹتے ہیں مگر اس صنف میں آپ کی حدائق بخشش جو کہ مردہ دلوں کو عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حیاتِ جاودانی دینے کے لئے آبِ حیات کا کام کر رہی ہے اپنی مثال آپ ہے۔ حدائق بخشش امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا نعتیہ دیوان ہے جو تین حصوں پر مشتمل ہے۔

پہلے دونوں حصوں کی اشاعت 1996ء میں ہوئی۔ اس مجموعے کے کچھ کلام فارسی اور عربی زبان میں بھی ہیں۔ حدائق بخشش کی نعتوں کا کئی علاقائی زبانوں سمیت انگریزی، عربی و فارسی میں منظوم ترجمہ بھی کیا گیا ہے اور کئی شروحات لکھی گئی ہیں۔ بہت سی نعتوں کی مشہور شعراء نے تضمین بھی کی ہے۔ حدائق بخشش پر تحقیقی اور شعری زاویہ نظر سے بے شمار مقالات بھی لکھے جا چکے ہیں۔ نعتِ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لکھنا آسان نہیں بلکہ ایک دشوار ترین منزل ہے۔ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس عاشقِ غیرُ الا َنام کا نام ہے جس کی زندگی کا کوئی لمحہ بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ کوئی سانس عشقِ رسول سے خالی نہیں۔ حدائق بخشش میں جہاں خوفِ خدا و عشقِ مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رنگ کی بھرپور آمیزش ہے، وہیں پیکر راشی، استعارہ سازی، تشبیہات، اقتباسات، فصاحت و بلاغت، حسنِ تعلیل و حسنِ تشبیب، حسنِ طلب و حسنِ تضاد، لف و نشر مرتب و غیر مرتب، تجانیس، تلمیحات، تلمیعات، اشتقاق، مراعاۃ النظیر وغیرہ صنعتیں بھی اپنا جلوہ بکھیر رہی ہیں۔ اس دیوان میں نعت کے ضروری لوازمات کے استعمال سے مدحِ سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انتہائی کامیاب ترین کوششیں ہیں۔

حقیقت میں نعت وہی کہہ سکتا ہے جو واقف شریعت وطریقت بھی ہو اور آشنائے عشق ومحبت بھی اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی شریعت وطریقت میں یگانہ روزگار تھے اور عشق ومحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرد فرید

یہی کہتی ہیں بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ہدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

آپ کی شاعری میں سوز و ساز پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

شعر گوئی اور پاسِ شریعت بڑا مشکل امر ہے اس مشکل میں بڑے بڑے پھس گئے اور جگہ جگہ ٹھوکریں کھائیں امام اہلسنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:

"حقیقتاً نعت شریف کہنا بڑا مشکل کام ہے جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب حد بندی ہے۔"

اللہ کے فضل و کرم سے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس مشکل امر کو بھی بلا تکلف انجام دیا۔

بندۂ ناچیز بے بضاعت کم علم سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری کے متعلق بھلا کیا لکھ سکتا ہے جبکہ بڑے بڑوں نے انہیں حسان الھند اور ان کے کلام کو امام الکلام کہا ہے۔

آج لوگوں کے دلوں سے عشقِ رسول کا چراغ بجھ چکا ہے نہ ان کے پاس پاسِ شریعت ہے اور نہ ہی ان کے دل میں خوفِ خدا ہے۔ لیکن جو چاہتا ہے کہ اس کا دل عشقِ رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نور سے منور ہو جائے اسے چاہیئے کہ وہ حدائق بخشش پڑھا کرے کیونکہ حدائق بخشش عشق و عرفان کے بحرِ ناپیدا کنار کا نام ہے اور اس کا ایک ایک شعر جام لبالب ہے وہ بھی ایسا کہ جو ایک بار پی لے گا اس کا دل ہمیشہ کے لئے آباد ہو جائے گا

آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ
سرکار کے جلووں سے روشن ہے دلِ نوری
تا حشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

نورِ الٰہ کیا ہے محبّت حبیب کی جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

قارئین محترم!

آپ خود عشق رسول میں ڈوب کر اعلی حضرت سرکار رضی اللہ تعالی عنہ کی حدائق بخشش پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں اگر پڑھ نہیں سکتے تو کم از کم کسی سے سیدنا اعلی حضرت کا کلام سنیں اور دوسرے لوگوں کو سننے کے بارے میں بتائیں کیوں کہ یہ سچ ہے اگر آدمی حدائق بخشش پڑھنے کا عادی ہو جائے تو وہ سچا پکا عاشق رسول ہو جائے گا۔

سر دست یہ چند کلمات حاضر ہیں ان شاء اللہ اگر توفیق ملی تو اس حوالے سے مزید کچھ لکھا جائے گا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو، ہم سب کو خیر کی توفیق بخشے ہر شر سے محفوظ فرمائے خاتمہ بالخیر ہو آمین آمین آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد رضا اور ردِّ صلح کلیت

از: محمد ذوالفقار علی امجدی

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ واخوانا

ترجمہ۔ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ پیدا کر دیا پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے

اس آیت کریمہ میں ان افعال وحرکات کی ممانعت کی گئی ہے جو مسلمانوں کے درمیان تفریق کا سبب ہوں چنانچہ فرمایا گیا کہ تم سب مل کر اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں میں فرقوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ جیسے یہود ونصاریٰ نے فرقے بنالیے۔ یاد رہے کہ اصل راستہ اور طریقہ مذہب اہل سنت ہے اس کے سوا کوئی اور راہ اختیار کرنا دین میں تفریق کرنا ہے اور یہ ممنوع ہے اس لیے حکم یہ ہے کہ جس راستے پر مسلمان چلتے آ رہے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جاری ہے اور سنت سے ثابت ہے اس سے نہ ہٹو۔

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کے عہد میں برصغیر میں اعتقادی فتنوں کا سیلاب آچکا تھا غیر مقلدیت دیوبندیت۔ قادیانیت ندویت۔ نیچریت و دیگر فتنے عروج پر تھے۔ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نظم ونثر ہر دو صف کے ذریعے قوم مسلم کو عشقِ مصطفوی کی جانب راغب کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ برصغیر کی فضا عشقِ محمدی ومحبت مصطفوی کی خوشبو سے مشکبار ہوگئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے اپنی علمی وجاہت وفقیہانہ کروفر اور عارفانہ جاہ وجلال کے باعث ہر دور میں ممتاز اور یکتاے روزگار رہے فقہ تصوف اور ادب میں ان کی خدمات کا کوئی بدل شاید ہی کہیں ملے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی ذات نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری چمنستان شعر وسخن کی سرسبز وشادابی اور میکدہ عرفان کو آباد رکھنے میں خون وجگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی آج بڑے لخلخہ سے تکفیری مہم، تکفیری ٹولہ، شدّت پسند، متشدد جماعت کے الفاظ رسائل وجرائد سوشل میڈیا پر اچھالے جارہے ہیں مقصود انتشار کے آزار سے اُمّت مسلمہ کو بچانا نہیں بلکہ اپنے اندر کے بخار اور دوسرے کی مقبولیت سے اپنی بیزاری کا اظہار ہے، اس طرح کی مہم اُن افراد کے ذریعے سامنے آئی ہے جسے دین میں تصلب اور مسلکی اور مذہبی حدود کی پابندی ناگوار گزری ہے۔ جو شریعت کو اپنی پسند کا پابند بنانا چاہتے ہیں اور طبیعت کو شریعت پر غلبہ دینا جن کا مقصود ہے، یہ ہنگامہ مختلف حلقوں سے اسی طرح کیا جارہا ہے جس طرح انگریزوں نے افواہ پھیلا کر ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کر دی تھی، انہیں اگر اپنی تاریخ معلوم ہوتی، اپنے گھر کے

بزرگوں کے احوال معلوم ہوتے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی کی گئی سازش کا علم ہوتا تو وہ اپنے محسن کے خلاف زبان کھولنے کے بجائے انکا درد سمجھتے اُن کے مشن کا حصہ بنتے اور اسلام وسنت کو بدعقیدگی، مداہنت اور صلح کلیت سے محفوظ رکھنے میں انکی معاونت کرتے مگر جماعتی بغاوت کا جنون، خانقاہی چشمک، خاندانی تعصب اور معاصرانہ منفی رویہ نے اُن کی آنکھ پر پٹی باندھ دی ہے۔ یہ نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ اسے قبول کر سکتے ہیں۔ ایسے میں اعلی حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حقیقت اور ان کے محاسبانہ روش کو سمجھانا کیسے ممکن ہے۔

یہ بہت بڑا المیہ ہے کے کہ ہندوستان میں مغلوں کے دور سے اسلام کے خلاف فتنوں کے اٹھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج تک قائم ہے اکبر کے دور میں دین الہی کا فتنہ اٹھا تو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کی، اس دور میں بھی بے دینی راہ روی کے ذمہ دار اکبر کے درباری ملا ابوالفضل اور فیضی ہی تھے۔ مگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اپنے مکتوبات و تصانیف اور علمی جدو جہد سے اس فتنے کا کامیاب مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ تو اس وقت ختم ہو گیا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے دور میں فتنوں کے سر ابھارنے کا دور تھا۔ وہابیت، دیوبندیت، نجدیت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت اور دیگر فتنوں نے اس عہد میں جس طرح دین وسنت پہ حملے کئے اس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ مگر پرور دگار عالم نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے اس عہد کے علماء و مشائخ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو پیدا فرمایا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح انھوں نے اپنے کردار و عمل، تصنیفات وفتاویٰ اور مکتوبات و ملفوظات کے ذریعے ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا۔

تاریخ اعلیٰ حضرت کی علمی و مذہبی خدمات کے ساتھ ان کی مجاہدانہ کارکردگی کی بھی معترف ہے، سیف وقلم دونوں سے جہاد و احقاق حق اسی ذات کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ وہی ذات ہے جس نے ہر دور میں مسلمانوں کے مذہبی وملی حالات پہ نگاہ رکھی اور ان کے دین و ایمان کے تحفظ اور اسلام وسنیت کی تبلیغ واشاعت کے لیے کوشاں رہی۔ عہد حاضر کا مذہبی ماحول بھی فتنوں سے خالی نہیں اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکبر کا ”دین الہٰی“ ٹکڑوں میں بٹ کر آج بھی زندہ ہے اور جب تک ہوش وحواس کا بازار گرم رہے گا یہ فتنے بھی موجود رہیں گے۔

دور جدید کے فتنوں میں دو بڑے فتنے جو بڑی تیزی کے ساتھ عروج پر آرہے ہیں ان میں سے ایک کا نام منہاجیت اور دوسرے کا نام صلح کلیت ہے۔ جس کا سب سے بڑا مرکز سراواں الہ آباد ہے۔ دنیا آج دونوں سنیت نما فتنوں سے اس طرح دو چار ہے کہ درمیان میں کھڑے افراد کے لیے حق کی شناخت بظاہر مشکل ہوگئی ہے۔ یہ دونوں فتنے بنام اسلام اور بنام اہلسنت ہیں۔

ماضی قریب وبعید میں جس طرح تقلید کی بنیاد پر وہابیہ اور دیابنہ کی شناخت مشکل ہوگئی تھی اسی طرح آج معمولات ومراسم کی بنیاد پر اہل سنت وجماعت اور منہاجیت وصلح کلیت کی شناخت مشکل ہوگئی ہے۔

مگر جس طرح رات کی تاریکی میں صحیح راستہ نظر نہ آئے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ غلط راستہ بھی صحیح راستہ ہے۔ اسی طرح مراسم ومعمولات کی بنیاد پر اگر گمراہوں سے حق کی تمیز مشکل ہو

جائے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ سب جماعت ناجی اور صراط مستقیم پر گامزن ھے، دین اور بے دینی کے درمیان مصالحت کے لئے بعض اہل ہوس نے "صلح کلیت وندویت" کی بنیاد رکھی تھی، ایک صدی قبل اس فتنے کے خلاف پورے ملک کے علما و مشائخ نے صدائے احتجاج بلند کیا۔ اس کے خلاف تحریکیں چلائیں، کتابیں لکھیں، اس کے دام فریب سے بچنے کے لیے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجلاس کئے، جس کی پیشوائی تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان نے کی۔ اس وقت کے تقریباً تمام بڑی خانقاہوں کے مشائخ نے بھی اسے وقت کی آواز سمجھتے ہوئے اسکی پشت پناہی کی، اسے اپنے تعاون سے مستحکم کیا، اور اپنی دعاے نیم شبی سے اسے اتنا پر اثر کیا کہ وہ فتنہ جو تحریک کی شکل میں اٹھا تھا ایک مدرسہ میں سمٹ گیا اور مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی۔

مگر وقت کا المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک صدی گزرتے گزرتے پندار نفس کے شکار، بعض افراد نے سو سال کی جدوجہد پر پانی پھیرنا شروع کر دیا انھوں نے اپنی طبعی تقاضے کے تحت "صلح کلیت" کا معنی ومفہوم بدل دیا بلکہ اس لفظ سے ہی انکو انقباض ہونے لگا، اب کوئی ایمان و کفر کو یکجا کر دے، اچھے اور برے کو ایک سمجھے، بدعقیدوں اور خوش عقیدوں کو ایک ہی خانہ میں رکھے، جن سے دور رہنے کا حکم ہے ان سے دوستی کرے، اور جن سے سلام و کلام منع ہے اس سے رشتہ داری کرے، معاذ اللہ، ان کے نزدیک وہ سچا مسلمان ہے اور اسی کو مقاصدِ شریعت کا ادراک نصیب ہوا ہے۔

کل کی بنسبت آج دین سے بے رغبتی، دین میں مداہنت اور دین کے خلاف بولنے والے افراد زیادہ اور حق کی آواز بلند کرنے والے کم۔ دین میں آسانی اور سہل پسندی کے دلدادہ زیادہ ہیں اور تقویٰ وطریقت بلکہ شریعت کے آگے سرخم کرنے والے کم ایسے میں اگر حق کی کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو کشتہ تیغ نفس بیک زبان "تکفیری ٹولہ" شدت پسند، متشدد جماعت کہہ کر اس حق کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

وہ لوگ چلمن کے اوٹ سے ایسے لوگوں کی خاموش حمایت کر رہے ہیں اُنہیں یاد رکھنا چاہیے کہ نفس پرستوں کا کوئی دھرم نہیں ہوتا۔ وہ اپنے مطلب کے لیے روز اپنا قبلہ بدلتے ہیں اور بدلتے رہیں گے آج جو افراد سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مخالفت اور ان کے کردارکشی پہ کمر بستہ ہیں کل ان کے دامن تقدس تک یہ پنجۂ خون پہنچے گا اور اس وقت سوائے آہ وفغاں کے وہ کچھ بھی نہیں کر سکیں گے واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق ہمیشہ سرخرو رہا ہے اور رہے گا۔ آج حق کی علامت اور صلح کلیت کی یلغار کے مقابلہ میں حق کی آہنی دیوار کا نام حضور سرکار اعلیٰ حضرت ہے۔

یہ دیوار سلامت ہے تو دین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے بھی ناکام رہیں گے۔ اور آج تک ناکام ہیں۔

امام اعظم اور علم حدیث

از: انصار احمد مصباحی
(دار العلوم رضائے مصطفیٰ، ابراہیم شاہ کالونی، اورنگ آباد)

یہ سچ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ حضرت نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کی شہرت ایک فقیہ، استاذ الفقہاء اور مدون فقہ حنفی کی حیثیت سے عام ہے؛ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ اپنے وقت کے عظیم راوی حدیث اور امام المحدثین تھے۔ ہاں! شہرت بطور فقیہ زیادہ ہوئی۔ اسے اس چھوٹی سی مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کی شہرت ایک محدث کی حیثیت سے مسلم ہے لیکن اہل علم جانتے ہیں، وہ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب فقیہ اور مورخ اسلام بھی تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ کی شخصیت ہمہ جہت رہی ہے۔ مشہور اہل اللہ حضرت قاضی فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ جیسے زہد و ورع کے امام نے بارگاہ ابوحنیفہ سے اکتساب علم کے بعد آپ کو "اپنے وقت کے سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑے متقی" کہہ کر علم و فضل کو سراہا، تو عبد اللہ ابن المبارک، جرح و تعدیل کے سب سے بڑے عالم امام یحی سعید قطان اور استاد اما بخاری حضرت علی بن مدینی جیسے محدثین، شاگردی اختیار کر کے آپ کی عظمت شان کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، قاضی زفر بن ہزیل، حسن بن زیاد لولوی جیسے مشاہیر اسی امام کے سامنے زانوے ادب تہ کر کے اقران عالم کے عظیم فقیہ ہوئے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے مخصوص تلامذہ میں امام یحی ابو زائدہ، قاضی حفص بن غیاث نخعی، امام وکیع بن جراح، محمد بن عبد اللہ انصاری، حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون، امام خلاد بن یحی سلمی وغیرھم یکتاے روزگار کے نام آتے ہیں۔ یہ وہ نام ہیں کہ علم حدیث کی تاریخ ان کی خدمات کے بغیر نامکمل سمجھی جاے گی۔ ان اجلہ ائمہ کا کسی کی بارگاہ کا خوشہ چیں ہونا بے وجہ نہیں ہوسکتا۔ (رضی اللہ عنھم)

امام بخاری اور ان کی "صحیح البخاری" کا علم حدیث اور خدمت حدیث میں نمایاں مقام ہے۔ امام بخاری کے رواۃ میں جن آٹھ عظیم راویوں کو چوٹی کے راوی کہا جاتا ہے، امام ابوعاصم نبیل اور محمد بن عبد اللہ انصاری سمیت آٹھ میں سے چھے اشخاص ایسے ہیں، جن کا شمار شاگردان امام اعظم میں ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں کل 21 احادیث وہ ہیں، جنھیں ثلاثیات کہا جاتا ہے۔

مطلب ان حدیثوں کی خوبی یہ ہے کہ امام بخاری اور حضور اکرم ﷺ کے درمیان صرف تین لوگوں کا واسطہ ہے۔ امام بخاری کو تا حیات انھیں ثلاثیات پر فخر رہا۔ یہ جان کر خوش گوار حیرت ہوگی

کہ اکیس میں سے بیس حدیثیں وہ ہیں، جنھیں امام بخاری نے امام ابوحنیفہ کے کسی شاگرد سے روایت کی ہے۔

یعنی وہ قابل فخر اکیس میں سے ۲۰ حدیثیں عن تلمیذ ابو حنیفہ عن تابعی عن صحابی عن رسول اللہ ﷺ روایت کی گئی ہیں۔

حضرت مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ کا رتبہ محدثین میں کتنا بلند ہے، حدیث کی شد بد رکھنے والے واقف ہیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا سفیان ثوری اور دوسرے ہم منصب حضرت امام شعبہ رضی اللہ عنہما کا جب آپس میں اختلاف ہوتا تو دونوں برملا کہتے: "اذهب بنا الى الميزان؛ مسعر بن كدام" ہمیں علم کے ترازو مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کے لئے لے چلو! حضرت مسعر بن کدام نے یہ سارا کمال صرف کوفہ رہ کر حاصل کیا،

جب کہ امام اعظم کوفہ سے سیر ہونے کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ اور بصرہ بھی طلب حدیث کے لئے گئے۔

یہی جناب مسعر بن کدام کہتے تھے: "ہم ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث سیکھنے لگے تو وہ بہت جلد ہم سے آگے نکل گئے، ہم عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے تو وہ ہم پر سبقت لے گئے، اور جب ہم نے ان کے ساتھ فقہ حاصل کرنا شروع کیا تو اس میدان میں وہ اتنا عظیم کارنامہ انجام دے دیے کہ آپ کے سامنے ہے"۔

(مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ :27)

نوٹ: اس تحریر کو ایک مقدمہ سمجھیں! امام اعظم رضی اللہ عنہ اور علم حدیث پر ایک تفصیلی تحریر قسط وار پیش کی جائے گی۔

ان شاء اللہ عزوجل۔

در شان چشتی میاں علیہ الرحمہ

نیک خو اور پاک طینت حضرت چشتی میاں
ہیں گل باغ رسالت حضرت چشتی میاں

جس جگہ ہوتی ہے ہر دم بارش ابر کرم
آپ کی ایسی ہے تربت حضرت چشتی میاں

جانے کتنے آ گئے ہیں حلقہ اسلام میں
آپ کی سن کر خطابت حضرت چشتی میاں

تیری شہ رگ میں رواں ہے جو وہ ہے خون رسول
کون سمجھے تیری عظمت حضرت چشتی میاں

لقمہ دوزخ بنے وہ حشر کے میدان میں
جو کرے تیری اہانت حضرت چشتی میاں

یاد آجاتی خدائے لم یزل کی! جب
کوئی دیکھ لیتا تیری صورت حضرت چشتی میاں

والہانہ عشق والفت جو کریں گے آپ سے
جائیں گے وہ سوئے جنت حضرت چشتی میاں

جل رہی ہے عشق کی شمع دل اختر میں بھی
آپ کی پڑھ پڑھ کے سیرت حضرت چشتی میاں

از قلم.....محمد شعیب اختر قادری دھرم سنگھوا یوپی 7565094875

حضور صدر الشریعہ اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم ابو العلاء علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (پ: 1300ھ/ 1882ء۔۔۔۔م: 1367ھ/ 1948ء) کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1340ھ/ 1921ء) کے خلفاء میں آپ کا اسم گرامی نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ آپ اعظم گڑھ یو پی کے ایک علمی و روحانی اور دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد اور بھائی مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی، بعد ازاں مدرسہ حنفیہ جون پور میں مولانا ہدایت اللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا، پھر امام المحدثین استاذ العلماء علامہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے منتہا الکتب پڑھ کر علم و فضل میں کمال حاصل کیا پھر اس کے بعد بریلی شریف بارگاہِ رضا سے ایسے منسلک ہوئے کہ نہ صرف اجازت حدیث بلکہ خلافت و اجازت سے بھی سرفراز ہوئے، دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں ایک عرصہ دراز تک درس حدیث و فقہ اور دوسرے مختلف فنون کی تعلیم دیتے رہے، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی فقاہت و ثقاہت پر اطمینان و اعتماد فرماتے ہوئے آپ کو "صدر الشریعہ" کا خطاب و لقب عطا فرمایا جو آپ کے اسم گرامی کا جز ولاینفک بن کر رہ گیا، اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فقید المثال "کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن" آپ ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے، آپ دو قومی نظریہ کے ایک عظیم مبلغ اور رہنما تھے جس پر آپ کی کتاب زیست کا ہر صفحہ شاہد و ناطق ہے۔

آپ کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل سے عبارت ہے۔ آپ تاوقت اجل فکر رضا کے امین و پاسدار اور آپ کے مشن کے ناشر رہے، آپ نے ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

جہاد بالقلم کے محاذ پر آپ کے قلم کی جولانیاں دیدنی ہیں، اُردو زبان میں آپ کی عظیم و ضخیم شہرۂ آفاق کتاب "بہار شریعت" تو فقہ حنفی کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے، اس کتاب مستطاب کا پہلا حصہ عقائد پر مشتمل ہے، اس میں آپ نے جہاں دیگر فتنوں کی خبر لی ہے وہیں فتنۂ قادیانیت کے سرغنہ و بانی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی بھی خوب نقاب کشائی فرمائی ہے۔ آپ نے اس کی کتابوں کی خانہ تلاشی سے لے کر اس کی ہفوات و بکواسات کو مسلمانوں کے سامنے رکھا ہے تاکہ وہ اس کے کفریات سے آگاہ ہو کر خود بھی اس فتنۂ عظیمہ رذیلہ سے دور رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی دور رکھیں۔

بہار شریعت کے پہلے حصے عقائد کے باب میں آپ

نے فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے، یہاں اس میں سے صرف ابتدائی اقتباس قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے: مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بے باکی کے ساتھ گستاخیاں کیں، خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم سلام اللہ علیہا کی شان جلیلہ میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کئے، جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں، مگر ضرورت زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے ان میں کے چند بطورِ نمونہ ذکر کئے جائیں، خود مدعیٔ نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لئے کافی تھا، کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے، مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے، کہ ہر نبی کی تکذیب مستقل کفر ہے، اگرچہ انبیا علیھم السلام و دیگر ضروریات دین کا قائل بنتا ہو، بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے چنانچہ آیۂ ”کذبت قوم نوح ن المرسلین“ وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اس نے تو کئی انبیا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا۔

ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کفر میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں، بلکہ اس کے کفریہ اقوال و احوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر ہے۔

حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد مرزا آنجہانی کی آٹھ کتابوں سے اس کے کفریات ظاہر و باہر فرمائے ہیں، ان کتابوں میں ازالۂ اوہام، براھین احمدیہ، انجام آتھم، دافع البلاء، اربعین، کشتیٔ نوح، اعجاز احمدی اور دافع الوساوس کے نام شامل ہیں۔ اب یہاں آخری اقتباس بھی ملاحظہ کرتے جائیں: ”غرض اس دجال قادیانی کے خرافات کہاں تک گنائے جائیں، اس کے لئے دفتر چاہیے، مسلمان ان چند خرافات سے اس کے حالات بخوبی سمجھ سکتے ہیں، کہ اس نبی اولو العزم کے فضائل جو قرآن میں مذکور ہیں، ان پر یہ کیسے گندے حملے کر رہا ہے۔۔۔۔! تعجب ہے ان سادہ لوح مسلمانوں پر کہ ایسے دجال کے متبع ہو رہے ہیں، یا کم از کم مسلمان جانتے ہیں۔۔۔! اور سب سے زیادہ تعجب ان پڑھے لکھے کٹ بگڑوں سے کہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جہنم کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔۔۔! کیا ایسے شخص کے کافر، مرتد، ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔ حاشا للہ! ”من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر“ ”جو ان خباثت پر مطلع ہو کر اس کے عذاب وکفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔“

ماشاءاللہ، فتنۂ قادیانیت کے تعاقب میں آپ کا راہوار قلم ایسا چلا کہ فتنۂ قادیانیت کے سرغنہ اور بانی مرزا آنجہانی کی تمام ہفوات و بکواسات کا خلاصہ پیش فرما کر قاری کو اس کے رد میں لکھی گئی بڑی بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے، گویا آپ نے یہاں کوزے میں دریا بند فرما دیا ہے۔ یہی نہیں آپ نے اپنے فتاویٰ میں بھی نہ صرف اس طائفہ خبیثہ کی بلکہ دیگر کذابوں کی بھی خوب خبر لی ہے۔

فتاویٰ امجدیہ جلد دوم میں ایک استفتاء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ”بہائی ہوں یعنی بہاء اللہ کا معتقد

اور اس کے مذہب پر ہوں، بہاء اللہ وہ شخص ہے جس کی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعیٔ نبوت تھا، جس کا زمانہ عنقریب گزرا ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایک مسلمہ سنیہ حنفیہ عفیفہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکور سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے اس کا جو جواب مرقوم فرمایا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے:"حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے خاتم النبیین و نبی آخر الزماں کیا، حضور کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوسکتا، بکثرت احادیث صحیح اس پر ناطق اور خود قرآن عظیم کی نص قطعی "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" اس مدعا پر شاہد، جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کا قائل ہو یا اسے جائز مانے، قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے، اگر وہ شخص قادیانی تھا تو کافر تھا اور اب بہائی ہے اور بہاء اللہ کو نبی مانا جب بھی کافر ہے، بلا شبہ ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ سے نہیں ہوسکتا، خصوصاً سنیہ، جو شخص نکاح کرائے گا سخت کبیرہ شدیدہ کا مرتکب اور زنا کا دلال ہوگا۔" آپ کا یہ فتویٰ، شفا شریف اور فتاویٰ عالمگیری سے بھی مزین ہے۔

فتاویٰ امجدیہ حصہ چہارم میں ایک استفتاء کے جواب میں نہایت ہی واشگاف اور دوٹوک الفاظ میں اپنا فتویٰ کچھ اس انداز میں صادر فرماتے ہیں:" مذہب قادیانی رکھنے والے یقیناً اجماعاً بلا شک وشبہ کفار و مرتدین ہیں، ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے، اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اور ان کی باتیں قبول کرنے کا مادہ ہوگا۔" فتاویٰ امجدیہ کے اسی حصہ چہارم میں ایک سوال کے جواب کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:" اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد نے انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین کی ہے اور دعویٰ نبوت کیا، اس وجہ سے یقیناً وہ شخص کافر ہے، اس کے اقوال پر مطلع ہو کر مجدد تو مجدد اسے مسلمان جاننا بھی کفر ہے۔"

اسی طرح فتاویٰ امجدیہ کے اسی حصہ میں ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی جدید نبی نہیں ہوسکتا نہ شریعت جدیدہ لے کر، نہ اس شریعت کا حامل بن کر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب جدید نبوت نہ ملے گی، لہذا قادیانی مرتد کا اپنے کو نبی ماننا اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کا حامل بتانا باطل محض وکفر وارتداد ہے، اس وجہ سے قرآن عظیم میں" خاتم النبیین" فرمایا، المرسلین نہ فرمایا کہ اب منصب نبوت ختم ہو چکا کسی دوسرے کو عطا نہ ہوگا، ہر دو علماء جب فتویٰ حرمین شریفین کو حق بتا رہے ہیں اور بالکل متفق ہیں تو اس امر میں اب کیا تردد باقی رہ گیا۔"

المختصر صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے فتنۂ قادیانیت کے خلاف جہاد بالقلم کے محاذ پر نہایت ہی سرگرم رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ یاتے یہ ہیں

حضور چشتی میاں کی مختصر حیات و خدمات

از: محمد عادل رضا قادری حنفی
[جامعہ حنفیہ رضویہ مانک پور پرتاپ گڑھ]

نام ونسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی حضرت غلام عبد القادر چشتی علوی تھا۔آپ کے والد ماجد حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ (المعروف خلیفہ صاحب) قادری چشتی یارعلوی (سابق سجادہ نشین خانقاہ یارعلویہ وناظم اعلی دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف) ہیں۔

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت مارچ/ 1954ء/ میں سرزمین براؤں شریف میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: آپ نے مکمل تعلیم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں حاصل کی۔منشی،مولوی،عالم،فاضل معقولات، فاضل طب،فاضل ادب،ادیب ماہر،ادیب کامل،ہائی اسکول، الہ آباد بورڈ یوپی سے اچھے نمبروں سے پاس کیا۔

بیعت وخلافت: آپ کے والد ماجد شیخ طریقت مظہر شعیب الاولیاء حضور خلیفہ صاحب نے آپ کو خلافت سے نوازا تھا اور والد ماجد کے دست حق پرست پر ہی آپ کو شرف بیعت حاصل تھی۔

اوصاف وکمالات: آپ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے،آپ کی ذات گوناگوں صفات کی حامل تھی آپ دینی وفلاحی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔آپ نہایت حلیم الطبع،معاملہ فہم، عجز وانکسار کے پیکر،شرافت ومتانت کا مرقع،سنجیدہ مزاجی اور دور اندیشی میں اپنی مثال آپ تھے،صوم وصلاۃ کے بہت پابند تھے، اوراد ووظائف بھی کثرت سے کیا کرتے۔آپ ہر قدم ناپ تول کر اٹھاتے،ہر بات سوچ سمجھ کر بولتے،اصول کے بڑے پابند تھے، مرد ہو یا عورت ہر کسی کی تعلیم وتربیت پر بہت زور دیتے.آپ طویل عرصے تک عظیم دینی درسگاہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے استاد رہے محبت رسول کو اتباع سنت کے ذوق کو،علم کی قدردانی کے جذبوں کو،حصول علم کے آداب وتقاضوں کو اپنے طلباء میں منتقل کرتے رہے۔

دینی ملی خدمات: آپ کئی مدارس ومساجد کے سرپرست اعلی تھے آپ کی شاندار قیادت میں کئی مدارس اسلامیہ پروان پارہے تھے جن میں بالخصوص ضلع مہراج گنج میں واقع دار العلوم یارعلویہ فیض الرسول نوڈہوا سکھوانی قابل ذکر ہے۔آپ کا ہر کام رضائے الٰہی کے لئے ہوتا تھا اور لوگوں کو ہر نیک وجائز کام میں اچھی اچھی نیت کرنے ورضائے الٰہی کو مقصود بنانے کی تعلیم دیتے آپ نے اپنی زندگی کو تبلیغ دین متین ومسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں صرف کیا اور گم گشتان راہ کو راہ راست پر گامزن کیا۔

سفر حرمین شریفین:

آپ سچے عاشق رسول تھے آپ نے دو مرتبہ حج بیت اللہ اور عمرہ کا شرف حاصل کیا اور کئی متبرک مقامات کی زیارتیں بھی کیں۔

وصالِ پرملال:

آپ 3 جنوری/ بروز منگل 2023 کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔

عوام الناس میں پھیلی مشہور غلط فہمیوں کا ازالہ

از: عبد اللطیف علیمی رضوی
تخصص فی الفقہ الحنفی دار الافتاء فیضانِ تاج الشریعہ بریلی شریف
+917235803955

سوال: ۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر اور کملی کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: ۔۔۔۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صیغہ تصغیر کا استعمال کرنا مطلقاً ممنوع وگناہ ہے چاہے کوئی ادب و تعظیم کے طور پر استعمال کرے تب بھی ناجائز کا ہی حکم ہوگا۔اب لفظ کملی تصغیر ہے یا نہیں تو ”فیروز اللغات“ میں ہے کہ کملی کمل کی تصغیر ہے جس کا معنیٰ چھوٹا کمبل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کلمات تصغیر کا استعمال سوء ادب اور بارگاہ رسالت میں شرعاً ممنوع وناجائز ہے۔حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری میاں علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: (ایسے کلمات کا استعمال درست نہیں ”کہ توہین کا ایہام ہے بلکہ صیغہ اہانت میں داخل ہے لہذا اس کا اطلاق ناجائز وحرام ہے اور متکلم پر توبہ لازم ہے“ (فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱،ص:۳۰۸، جامعۃ الرضا بریلی شریف)

سوال: ۔۔۔۔۔وضو کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا ٹپکانا کیسا ہے؟

جواب: ۔۔۔۔کچھ جگہوں پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ وضو کے بعد منھ اور ہاتھوں سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں بلکہ ناجائز وگناہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اعضائے وضو کو پہلے رومال یا تولیہ وغیرہ سے ہلکا خشک کرلیں پھر مسجد میں داخل ہوں ورنہ اعضائے وضو کے پانی کو مسجد میں جھاڑنے کے سبب سخت گنہگار ہوں گے۔حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ”مسجد کو ہر گھن کی چیز سے بچانا ضروری ہے آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وضو کے بعد منھ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے“ (بہار شریعت، ج:۱،ح:۳،ص۶۴۸، احکام مسجد کا بیان)

سوال: ۔۔۔۔۔کیا غسل کرنے کے وقت جو وضو کرلیا جائے اس سے نماز نہیں پڑھ سکتے؟

جواب: ۔۔۔۔۔۔۔عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس سے نماز نہیں ہوتی بلکہ نماز کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے یہ غلط مشہور ہے درست مسئلہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت جو وضو کیا جاتا ہے اس وضو سے نماز پڑھ سکتے ہیں جب کہ غسل کرنے کے بعد ناقض وضو میں سے کچھ نہ پایا گیا تو نماز کے لئے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں۔تفہیم المسائل میں ہے: ”غسل کرنے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے وضو کی ضرورت نہیں

رہتی"۔(تفہیم المسائل ج:۱،ص:۴۷،مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

سوال:۔۔۔۔۔۔تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکانا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔۔تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھنا سنت ہے ہاتھ کو لٹکانا نہیں چاہیے بلکہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد فوراً دونوں ہاتھوں کو کان سے ہٹا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیے، بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں کہ سنت کے خلاف ہے۔ بہار شریعت میں ہے:"بعض لوگ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکاتے ہیں پھر باندھتے ہیں یہ نہیں چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لا کر باندھ لے"۔ (بہار شریعت ج:۱ ح:۳،ص:۷۴، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:۔۔۔۔۔۔قبرستان میں موم بتی و اگر بتی لگانا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔۔۔۔خاص قبر کے اوپر چراغ و موم بتی جلانا لوبان و اگر بتی لگانا منع ہے ہاں اگر قبر سے الگ ہٹ کر خالی جگہ پر سلگائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن یہ خیال کرنا کہ اس کی روشنی اور خوشبو قبر میں جو دفن ہیں ان کو پہنچے گی ضرور جہالت نادانی اور غلط فہمی ہے دنیا کی روشنیاں، سجاوٹی اور ڈیکوریشن وغیرہ جو کرتے ہیں یہ سب مردوں کو نہیں پہنچتیں مردوں کو صرف ثواب ہی پہنچتا ہے مردہ اگر جنتی ہے تو اس کے لئے جنت کی خوشبو اور روشنی کافی ہے اور جہنمی کے لئے نہ کوئی روشنی ہے نہ خوشبو۔اعلی حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:"اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء ادب اور بدفالی ہے ہاں قریب قبر زمین خالی پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو محبوب ہے" (فتاویٰ رضویہ، ج:۴،ص:۱۵۸،رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال:۔۔۔۔جوتا چپل پہن کر نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔بعض لوگ نماز جنازہ میں جوتے چپل پہن کر ہی کھڑے ہو جاتے ہیں تو اگر اس حالت میں جوتا چپل پہن کر نماز پڑھی کی اس کا تلا ناپاک ہے تو نماز نہ ہوگی بہتر یہی ہے کہ جوتا چپل اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھے۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:"اگر وہ جگہ پیشاب وغیرہ سے ناپاک تھی یا جن کے جوتوں کے تلے ناپاک تھے اور اس حالت میں جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھی ان کی نماز نہ ہوئی احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے" (فتاویٰ رضویہ، ج:۴،ص:۸۸، رضا اکیڈمی ممبئی) حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:"اگر جوتا پاک ہے تو اس کو پہن کر نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے ایسا نہ کرے کہ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ جن کے جوتے ناپاک ہیں وہ پہن کر پڑھنے لگیں گے" (فتاویٰ امجدیہ، ج:۱،ص:۳۱۸، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:۔۔۔۔۔۔کیا بچہ کی پیدائش کے وقت جو عورت مرجائے وہ منحوس ہوتی ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔۔۔بعض جگہوں پر کچھ لوگ ایسی عورت کو جو بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے مرجائے اس کو برا خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ناپاکی میں مری ہے اس لیے وہ منحوس ہے، مرنے کے بعد چڑیل بنے گی یہ سب جاہلانہ خیالات و خرافات ہیں حدیث شریف میں ایسی حالت میں مرنے والی عورت کو شہادت کا مرتبہ پانے والی بتایا گیا ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ"اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا سات شہادتیں اور بھی ہیں طاعون والا شہید ہے دبا ہوا شہید ہے ذات

الجنب کی بیماری والا شہید ہے پیٹ کی بیماری والا شہید ہے آگ والا شہید ہے دب کر مرنے والا شہید ہے عورت ولادت میں مرجائے تو شہید ہے" اس طرح کی حاملہ فوت ہو جائے یا ولادت کی حالت میں میلانہ نکلنے کی وجہ سے مرے یا ولادت کے بعد چالیس دن کے اندر فوت ہو بہر حال وہ حکماً شہید ہے (مرآۃ المناجیح، ج:۲، ص:۴۱۲، ادبی دنیا)

سوال:۔۔۔۔جانور کو بٹائی پر دینا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔بکری یا کوئی اور جانور اس طرح چرانے کو دینا کہ بچے نصف نصف تقسیم کر لیے جائیں گے یعنی چرائی میں آدھے بچے دیے جائیں گے یہ ناجائز ہے، کچھ لوگ گائے بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف تقسیم کر لیں گے یہ اجارہ فاسدہ اور ناجائز ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو صرف اس کے کام کی اجرت ملے گی۔ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لیں گے یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری ہے دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل ملے گی" (بہار شریعت، ج:۳، ح:۱۴، ص:۱۴۰، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:۔۔۔۔کیا دھوبی کے یہاں کھانا درست نہیں ہے؟

جواب:۔۔۔۔کچھ لوگ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے ہیں جب کہ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ دھوبی کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں دھوبی ہو یا کوئی اور مسلمان اگر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں بلا شبہ جائز ہے جو لوگ دھوبیوں کے یہاں کھانا کھانے کو برا جانتے اور ان کے یہاں کے کھانے کو ناپاک بتاتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں۔ الملفوظ میں ہے:" دھوبی کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ دھوبی کے یہاں کا کھانا جائز نہیں محض باطل ہے" (الملفوظ، ح:۱، ص:۹، مکتبہ قادریہ سدھارتھ نگر، یوپی)

سوال:۔۔۔۔غازی میاں کا بیاہ منانا اور ان کے نام کا نشان اٹھانا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔بہت سے لوگ غازی میاں یعنی سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے میلے کے موقع پر کسی لکڑی میں کپڑا لگا لیتے ہیں اور اس کے اوپر کسی چیز کا بال بھی لگا دیتے ہیں اس کو نشان کہتے ہیں اور اس کو لے کر ڈھول باجے کے ساتھ بلکہ بعض ڈھول باجے کے ساتھ ساتھ ناچنے والے بھی رہتے ہیں ناچتے کودتے پورے میلہ میں چکر لگاتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتوں مردوں کا ہجوم رہتا ہے جو بے پردگی کے ساتھ گھومتے ہیں جس میں مسلم اور غیر مسلم عورتیں اس نشان پر گیہوں وغیرہ اناج بھی پھینکتی ہیں اور سب لوگ اس کو کچلتے رہتے ہیں اور بعض عورتیں اسی بھیڑ میں کھیلنا کودنا شروع کر دیتی ہیں یہ سب ناجائز و گناہ ہے لکڑی میں کپڑا باندھ کر اس کے اوپر کسی چیز کا بال لگا لینا اور اسے غازی میاں کا نشان کہنا اس پر اناج پھینکنا سب خرافات اور جاہلانہ رسم ہیں شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں بلکہ یہ ساری خرافات شرعاً ناجائز و گناہ ہیں اور عورتوں کا بے پردگی کے ساتھ گھومنا مزید اناج وغیرہ کی بے حرمتی کرنا سخت حرام ہے، ایسے ہی غازی میاں کا بیاہ منانا بھی جہالت ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" غازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ ان کے نشان کی کوئی

اصل" (فتاوی رضویہ، ج:۹،نصف آخر،ص:۱۸۹،رضا اکیڈمی ممبئی)

سوال:۔۔۔۔۔کیا کھانا کھانے کے وقت سلام کرنا نا جائز ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔۔کھانا کھاتے وقت سلام کرنا جائز ہے اور کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب بھی دینا چاہیے کیونکہ ممانعت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے بیچ بات کرنا ثابت ہے بعض فقہا نے کھانے کے بیچ سلام کرنے سے جو منع کیا ہے وہ اس صورت میں جب کہ لقمہ منھ میں ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ جواب دینے سے نقصان پہنچ جائے۔ اگر کوئی ایسی حالت میں سلام کرتا ہے تو جواب دینا فوراً ضروری نہیں۔ ہاں اگر وہ کھانا کھا رہا ہے لیکن لقمہ منھ میں نہیں ہے تو سلام کیا جائے گا جواب دینا بھی ضروری ہوگا، ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کرسکتا ہے" ملخصاً (بہار شریعت، سلام کا بیان، ج:۴، ح:۱۶،ص:۹۰، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:۔۔۔۔۔دس بیویوں کی کہانی پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔دس بیبیوں کی کہانی جو آجکل پڑھی جاتی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کو پڑھنے اور سننے سے بچنا ہی ضروری ہے بلکہ بہتر ہے کہ اس کی جگہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے کہ جہاں قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے وہاں رحمتوں برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ بہت سی عورتیں دس بیویوں کی کہانی کتاب کو پڑھتی اور سنتی ہیں اور اس کے پڑھنے کا منت بھی مانتی ہیں تو ایسی کتاب کا پڑھنا ہرگز درست نہیں کیونکہ اس کتاب میں من گھڑت قصہ از سر تا پا فرضی کہانیاں موجود ہیں اس میں کوئی سچائی نہیں اور ان کتابوں کی منت ماننا ضرور جہالت ہے۔ (فتاوی فقیہ ملت، ج:۲،ص:۹۶،فقیہ ملت اکیڈمی)

سوال:۔۔۔۔۔کیا کسی طاق یا درخت پر شہید مرد رہتے ہیں؟

جواب:۔۔۔۔۔کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں درخت یا فلاں طاق پر شہید مرد رہتے ہیں اور لوگ اس درخت یا طاق کے پاس جا کر بالخصوص ہر جمعرات کو شیرنی وغیرہ پر فاتحہ نذر و نیاز دلواتے ہیں ہار لٹکاتے، پھول ڈالتے لوبان، اگر بتی وغیرہ سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں۔ یہ سارے امور ناجائز و گناہ اور خرافات پر مشتمل ہیں شریعت میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں" یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقت و باطلات ہیں ان کا ازالہ لازم" (احکام شریعت ح:۱،ص:۳۲، قادری کتاب گھر بریلی شریف)

سوال:۔۔۔۔۔مزارات اولیا اللہ پر بچوں کے سر کے بال اتروانا یا بال اتروانے کی منت ماننا کیسا ہے؟

جواب:۔۔۔۔۔۔۔مزارات اولیا پر بچوں کو لے جا کر بال اتروانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا بلکہ اگر گھر پر رہ کر ہی بال اتروائیں تو بہتر ہے۔ بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیاء کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر منڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر وہ بال اتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل بدعت ہے۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی افریقہ،ص:۶۵،نوریہ رضویہ فیصل آباد)

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات

ازقلم: طفیل احمد مصباحی

معصیت یا گناہ شقاوت و بدبختی کی علامت اور دنیا و آخرت میں ہلاکت وخسران کا سبب ہے۔گناہوں کے باعث عبادت کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور طاعت کی قوت کمزور اور مضمحل ہو جایا کرتی ہے۔گناہوں کا دلدادہ انسانیت وشرافت کا لبادہ اتار کر حیوانیت کا رقص کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے۔معصیت ظلمت کا دوسرا نام ہے، جس سے ایوانِ حیات میں ہر طرف اندھیرا اور مہیب سناٹا دامن پسارے نظر آتا ہے۔گناہوں کی وجہ سے عبادت کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔غرض کہ انسانی زندگی پر گناہوں کے بڑے بھیانک نتائج اور منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

گناہوں کا وبال قرآن کی روشنی میں: اللہ رب العزت نے جہاں قرآنِ مقدس میں اعمالِ صالحہ کی انجام دہی پر جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے، وہاں گناہوں کے ارتکاب پر وعید بھی سنائی ہے۔وعدہ و وعید اور ترغیب وترہیب دونوں پہلوؤں پر قرآن نے روشنی ڈالی ہے۔ [فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ و من یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ] قرآن کا اٹل فیصلہ ہے۔" الدنیا مزرعۃ الآخرۃ " دنیا آخرت کی کھیتی ہے اور دنیا دار العمل و الامتحان بھی ہے۔اللہ رب العزت آخرت میں بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا وسزا دے گا۔لیکن اچھے کاموں کا ثمرہ ونتیجہ اور گناہوں کی نحوست کا اثر دنیا ہی میں ظاہر فرما دیتا ہے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ اس پر شاہد ہے: مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔یعنی جو کوئی نیک کام کرے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ صاحب ایمان ہو، تو ہم اُسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔

(قرآن الکریم، سورۃ النحل، آیت نمبر: ۹۷)

اس آیتِ کریمہ سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ عمل صالح (اچھا کام) پاکیزہ زندگی اور پُرسکون حیات کا سبب ہے اور اللہ رب العزت نے ایمان و عمل صالح کے نتیجے میں " حَیٰوۃً طیبۃً " یعنی اچھی، پاکیزہ، عمدہ اور پُرسکون زندگی عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔اس سے ایک عام پڑھا لکھا آدمی بھی یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہے کہ اگر صورت اس کے برعکس ہو، یعنی انسان ایمان کے بجائے کفر و الحاد یا اعمالِ سیّئہ (بُرے کاموں) میں مبتلا ہو تو اسے " حیاتِ طیّبہ " کے بجائے " حیاتِ سیّئہ " میں مبتلا کر دے گا اور اسے پاکیزہ زندگی کے بجائے مصیبت اور مشکل بھری زندگی کے جہنم میں جھونک دے گا۔

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات مرتب ہونے سے متعلق سورۂ طٰہٰ کی یہ آیت بھی ہمیں بار بار متنبہ کرتی ہے: وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا ۔ترجمہ: اور جو شخص میرے ذکر (نصیحت) سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے (دنیا

وآخرت میں) تنگی کا جینا ہوگا۔

تفسیرِ ابن عباس میں "معیشۃ ضنکاً" کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:
قال الإمام البخاری: قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: [ضنکاً] الشقاء .... و الضنک ھو الضیق و الشدۃ و تفسیرہ بالشقاء من التفسیر باللازم لأن الشقاء لازم للضیق و ناتج عنہ۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں "ضنکاً" سے شقاوت یعنی بدبختی مراد ہے۔ "ضنک" دراصل تنگی اور شدت و مصیبت کو کہتے ہیں۔ اس کی تفسیر "شقاوت" سے کرنا اقرب الی الصواب ہے، کیوں کہ شقاوت تنگی کو لازم ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ (تفسیرِ ابن عباس، ص: ۶۲۵ مطبوعہ: جامعہ ام القریٰ، مکۃ المکرمہ)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہیں کرتا، دن رات اس کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا کی زندگی تنگ کر دیتا ہے اور اسے غربت و تنگدستی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر وہ مالی طور پر مضبوط بھی ہو تو اس کے رزق سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور سکونِ قلب کی دولت اس سے چھین لی جاتی ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ عز وجل کی فرماں برداری خوش حالی زندگی کی ضمانت ہے اور اس کی نافرمانی ذلت و نکبت، تنگدستی اور معاشی انحطاط کا سبب ہے۔

اللہ عز وجل کے حکم سے منہ موڑنا اور اس کے اوامر و نواہی کے خلاف کام کرنا، معصیت کے زمرے میں آتا ہے اور یہ حکم عدولی عذابِ الٰہی کا سبب ہے۔ سورۂ اعراف کی آیت ہے: [فلما عتوا عن ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خٰسئین] پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی، ہم نے ان سے کہا: ہو جاؤ دھتکارے ہوئے بندر۔ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر اور اس کا فضل اس کے عدل پر غالب ہے۔ اللہ کی رحمت مجرموں کو مہلت دیتی ہے اور گنہگاروں کو موقع دیتی ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ مجرموں کو ان کے جرائم پر مواخذہ شروع فرمادے تو وہی ہوگا جس کا ذکر قرآن مقدس میں یوں ہوا ہے: [و لو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علیٰ ظھرھا من دابۃ] اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوت پر پکڑتا (مواخذہ کرتا) تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔ الامان والحفیظ !!

گناہوں کا وبال حدیث کی روشنی میں

أخبرنا مَالِك. أخبرنا يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ

(مؤطا امام محمد، ابواب السیر ص: ۳۶۸، ۳۶۹، ناشر: مجلسِ برکات، مبارک پور)

ترجمہ: حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کی چوری رائج ہو جائے اللہ تعالیٰ ان کے

دلوں میں دشمن کا رعب اور ہیبت ڈال دیتا ہے اور جس قوم میں زنا کاری و بے حیائی عام ہو جاتی ہے، اس میں کثرت سے موتیں واقع ہوتی ہیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا رزق قطع (تنگ) کر دیتا ہے اور جو قوم حق کے خلاف فیصلہ کرتی ہے، اس میں قتل وغارت اور خون ریزی عام ہو جاتی ہے اور جو قوم وعدہ خلافی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط فرما دیتا ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ مالِ غنیمت میں چوری، بے حیائی زنا کاری، ناپ تول میں کمی اور وعدہ خلافی ایسے سخت گناہ ہیں کہ ان کے اثرات وعواقب دنیا ہی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مجرموں کے سروں پر مذکورہ عذاب وعقاب دنیا میں مسلط فرما دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

کثرتِ معصیت سے دل کا سیاہ ہونا:

انسانی زندگی پر گناہوں کے منفی اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ گناہوں کی کثرت سے دل سیاہ اور پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور نیکیوں کی طرف اس کا میلان کم ہو جاتا ہے۔ معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كانت نُكْتَةٌ سوداءُ في قلبِه ، فإن تَابَ وَ نَزَعَ وَ اسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُه فَإِن زَادَ زَادَتْ فذلك الرَّانُ الَّذِي ذكر اللهُ في كتابِه : كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، حدیث نمبر: ۴۲۴۴، ص: ۱۴۱۸، مطبوعہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت) ترجمہ: مومن جب گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ نقطہ (دھبہ) پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ واستغفار کر کے گناہوں سے الگ ہو جائے تو اس کا دل صاف وصیقل کر دیا جاتا ہے اور اگر وہ توبہ و استغفار نہ کرے اور گناہوں میں زیادتی کا مرتکب ہوتا رہے تو وہ سیاہ دھبہ پھیل جاتا ہے (اور پورے دل پر چھا جاتا ہے) اور یہ گناہوں کا وہی میل (زنگ) ہے جس کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن نے میں ذکر فرمایا ہے: کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا جاتا ہے ان کی کمائیوں (کرتوتوں) کی وجہ سے۔ اس حدیث پاک سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول: یہ کہ گناہوں کا اثر براہِ راست انسان کے دل پر پڑتا ہے۔ انسان جب جب معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دل پر ایک کالا نقطہ (دھبہ) پڑ جاتا ہے اور کثرتِ گناہ کے سبب انسان کا دل سخت کالا ہو جاتا ہے۔ دوم: یہ کہ توبہ واستغفار سے گناہوں کے میل دُھل جاتے ہیں، دل حسبِ سابق آئینہ کے مثل چمکنے لگتا ہے اور توبہ طہارتِ قلب ونظر کا سبب ہے۔ ترکِ معصیت سے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری نصیحت: معلمِ کائنات، فخرِ موجودات، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثتِ طیبہ کا مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم اور گناہوں سے اذہان وقلوب کی تطہیر تھا۔ تزکیۂ نفس وتطہیرِ باطن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ چوں کہ معصیت بنتی ہے، اس لیے آپ نے گناہوں کی جڑ کو اکھاڑ پھینکنے کی بھرپور کوشش فرمائی اور معصیت کی آلودگیوں سے محفوظ ایک ایسا صاف وشفاف معاشرہ تشکیل دیا، جس میں نیکیوں کی حکمرانی تھی اور گناہوں کا شائبہ تک نہیں تھا۔ ایک روز حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت میں عرض گذار ہوئیں کہ یارسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرمائیں: آپ نے ارشاد فرمایا: اھجری المعاصی فانھا افضل الھجرۃ و حافظی الفرائض

فانها افضل الجهاد و اکثری من ذکر الله فانك لا تاتی الله بشئ احب الیه من کثرۃ ذکرہ ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد: ۲۵، ص: ۱۲۹، حدیث نمبر: ۳۱۳، مطبوعہ: مکتبہ ابن تیمیہ، قاھرہ)

ترجمہ : گناہوں سے ہجرت کرلو یعنی گناہوں کو چھوڑ دو، کیوں کہ یہ سب سے بڑی ہجرت ہے ۔ فرائض کی پابندی کرو، کیوں کہ یہ افضل ترین جہاد ہے اور کثرت سے اللہ عزوجل کا ذکر کرو، کیوں کہ اللہ کی بارگاہ میں کثرتِ ذکر سے زیادہ کوئی محبوب عمل لے کر تم خدا کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوگی۔

گناہوں کے سبب انسانی زندگی پر درجِ ذیل منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں

حدیث پاک کی صراحت کے مطابق علم ایک نور ہے اور معصیت ظلمت ہے اور نور و ظلمت میں تضاد ہے ۔ دونوں کا اجتماع محال ہے ۔ جس دل میں معصیت کی ظلمت ہوگی، وہاں علم و حکمت کا نور اور فکر و نظر کا چراغ نہیں جل سکتا ۔ نورِ علم حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کا دل گناہ کی نحوست اور معصیت کی تاریکی سے پاک ہو ۔ گناہ نہ صرف یہ کہ علم سے محرومی کا سبب ہے، بلکہ حافظے کی خرابی کی بھی ایک بڑی وجہ ہے ۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ عزیزم! علم ایک نور اور ایک چراغ ہے، اس کو گناہوں کی ظلمت سے بجھنے مت دینا ۔ اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ حضرت امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے قوتِ حافظہ کمزور ہونے کی بابت استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا: گناہ کرنا چھوڑ دو، قوتِ حافظہ درست اور مضبوط ہو جائے گی ۔ کیوں کہ علم، اللہ کا نور ہے اور نورِ الٰہی کسی گنہگار کے حصے میں نہیں آتا ۔

شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی
فاوصانی الیٰ ترك المعاصی
فان العلم نور من الله
و نور الله لا یعطیٰ لعاصی

رزق سے محرومی : گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ علم و حکمت کے علاوہ رزق و دولت سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دسترخوان بہت وسیع ہے ۔ مومن، کافر، دوست، دشمن، نیکوکار، بدکار اور صالح و فاجر سب اس سے فیضیاب ہوتے ہیں ۔ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے :

ادیمِ زمیں سُفرۂ عام اوست
چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست

اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ رحیم و شفیق ہے کہ بندہ رات دن اس کی نافرمانی کرتا ہے، لیکن جرم و معصیت کی وجہ سے اس کا رزق بند نہیں فرماتا ہے ۔ انسان و حیوان سمیت روئے زمین پر رینگنے والی ساری مخلوق کا رزق اللہ رب العزت نے اپنے ذمۂ کرم پر لے رکھا ہے: وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ۔ غرض کہ رزق ایک ایسی عام نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا دروازہ گنہگار بندے پر بھی بند نہیں فرماتا ۔ لیکن کثرتِ گناہ کے سبب بندہ بعض اوقات رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے ۔ سنن ابن ماجہ کی مشہور حدیث ہے : عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ وَلَا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ. حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائی عمر کو زیادہ کر دیتی ہے اور تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں لوٹا نہیں سکتی اور آدمی اپنے اس گناہ کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے، رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، ص: ۱۳۳۴، حدیث نمبر: ۴۰۲۲ ، مطبوعہ : دار احیاء الکتب العربیۃ ، بیروت)اسی طرح گناہوں کے سبب دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے، دل گھبراتا ہے اور سکون کی دولت ختم ہو جاتی ہے ۔لوگوں سے اچھے تعلقات بگڑ جاتے ہیں ۔ معاملات خراب ہو جاتے ہیں ۔ جائز مقاصد کے حصول میں قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی ہیں ۔ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے ۔گناہوں کے عادی شخص سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور ان سے دور رہنے میں ہی اپنی عافیت محسوس کرتے ہیں ۔ الامان و الحفیظ ! اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور گناہوں سے دور و نفور رکھے ۔آمین!!

Mob: 8416960925

نعت پاک

خدائے پاک کے لوح و قلم میں سب کچھ ہے
نہ سمجھو شاعروا پنے رقم میں سب کچھ ہے

مرے گناہ شفاعت کے منتظر ہیں حضور
تمھاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے

اسی میں تم رہو، بن جاؤ مستقل شہری
کہ ملک عشق نبی کے درم میں سب کچھ ہے

نہیں ہے دل میں اگر حب شہ تو لاحاصل
نہ سمجھیں آپ کہ جائے حرم میں سب کچھ ہے

مطابق اس کے تم اپنے گزارو سب لمحات
مرے حبیب کے نقش قدم میں سب کچھ ہے

سکون و راحت و آرام و حل مشکل بھی
رسولِ خالق عالم کے غم میں سب کچھ ہے

ہ جاؤ تم کبھی الحاد کی طرف لوگو
ہمارے دین کے اونچے علم میں سب کچھ ہے

خدا رسول کے احکام نور کے آگے
اے عینی آپ کی گردن کے خم میں سب کچھ ہے

از: سید خادم رسول عینی جیبی ارشدی

ذہنی آزمائش

از: نبیرۂ شعیب الاولیاء ومظہر شعیب الاولیاء وشہزادۂ حضور چشتی میاں
محمد ارشد علوی قادری چشتی
خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی

سوال 1۔دجال کو کون قتل کریں گے؟

جواب: دجال تمام روئے زمین کا گشت کرے گا مکہ اور مدینہ چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے۔(ابن کثیر پارہ 17 رکوع 7)

سوال 2۔کونسی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔(سیرۃ النبی)

سوال 3۔جب اللہ پاک اولاد دے تو اس کا عقیقہ کرنا کیا ہے؟

جواب: جب اللہ پاک اولاد کی نعمت عطا کرے تو اس خوشی میں عقیقہ کرنا سنت مستحبہ ہے۔(اسلامی زندگی صفحہ 26)

سوال 4۔ہجرت سے کتنے سال پہلے معراج کا واقعہ پیش ہوا؟

جواب: ہجرت کے 2 سال بعد معراج کا واقعہ پیش آیا۔(فیضان معراج صفحہ 13 / 14)

سوال 5۔وہ کونسی دو سورتیں ہیں جنہیں نور کہا گیا؟

جواب: سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔(الاتقان جلد 1)

سوال 6۔قیامت سے پہلے دجال نکلے گا لیکن وہ کس شہر سے نکلے گا؟

جواب: قیامت سے پہلے دجال عراق کے شہر خراساں سے نکلے گا۔(ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 47)

سوال 7۔وہ کونسا عمل ہے جس کا ثواب 10 مہینے کے روزے کے برابر ہے؟

جواب: رمضان المبارک کے پورے روزے رکھنے والے کو۔(مسند احمد 3660)

سوال 8۔تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا کیا ہے؟

جواب: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔(درمختار)

سوال 9۔تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا کیا ہے؟ جواب: تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے۔(بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 30)

سوال 10. وہ کتنی سورتیں ہیں جنہیں کہا گیا یہ خزانہ عرش سے نازل ہوئی؟

جواب: سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کا آخر، سورہ کوثر۔(کنز العمال جلد 1)

سوال 11۔شریعت میں کتنے مہینوں کا چاند دیکھنے کا حکم ہے؟

جواب: شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔(فتاویٰ ہندیہ جلد 1 صفحہ 194)

سوال 12۔انسان کا کچھ دیر کے لئے اللہ کی راہ میں ٹھہرنا کتنے سال کی عبادت سے افضل ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا کچھ دیر کے لئے اللہ

کی راہ میں قیام کرنا 60 سال کی عبادت سے بھی بہتر ہے۔(السلسلۃ الصحیحہ 2117)

سوال 13۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کونسے نبی علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔(سیرۃ النبی)

سوال 14۔قرآن شریف کو جزادن یا غلاف میں رکھنا کیا ہے؟

جواب: قرآن شریف کو جزادن یا غلاف میں رکھنا ادب ہے صحابہ و تابعی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے مسلمانوں کا اس کا عمل ہے۔(اسلامی اخلاق وآداب صفحہ 146)

سوال 15۔قرآن پاک کے نزول کی ابتداء کس تاریخ سے ہوئی؟

جواب: قرآن پاک کے نزول کی ابتداء 17 / رمضان المبارک پیر کے دن سے ہوئی۔(زرقانی جلد 1)

سوال 16۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس سن ہجری میں ہوا تھا؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح 2 ہجری میں ہوا تھا۔(سیرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

سوال 17۔حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن کے کس پارے میں ہے؟

جواب: حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک کے 12 / بارہویں پارے میں ہے۔(القرآن پارہ 12 سورہ یوسف)

سوال 18۔قرآن مجید کی کتنی سورتیں جانوروں اور کیڑوں کے ناموں پر ہے؟

جواب: سورہ بقرہ گائے، سورہ انعام چوپائے، سورہ النمل چیونٹی، سورہ النحل شہد کی مکھی، سورہ العنکبوت مکڑی، سورہ العادیات گھوڑے، سورہ الفیل ہاتھی سورتیں جانوروں اور کیڑوں کے نام پر ہے۔(القرآن)

سوال 19۔ان میں سے کونسے صحابی کے پاس کعبہ شریف کے دروازے کی چابی رہتی تھی؟

جواب: کعبہ شریف کے دروازے کی چابی عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہتی تھی۔(صحیح بخاری جلد 4295)

سوال 20۔قرآن مقدس کے کتنے نام ہیں؟

جواب: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانیں امام فخر الدین رازی نے 32 نام شمار کئے ہیں۔(تفسیر کبیر جلد 1)

سوال 21۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بنو ہاشم قبیلے سے ہے۔(سیرۃ النبی)

سوال 22۔اسلام کی پہلی جنگ کونسی تھی؟

جواب: اسلام کی پہلی جنگ۔جنگ بدر تھی کافروں کی تعداد ایک ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔(سیرۃ النبی)

سوال 23۔حضور صلی اللہ علیہ کو انجیل میں کونسے نام سے پکارا گیا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انجیل میں احمد کے نام سے پکارا گیا۔(قصص الانبیاء)

سوال 25۔نبی کی امت کا فرعون کس کو کہا گیا؟ جواب: نبی کی امت کا فرعون ابو جہل کو کہا گیا۔(سیرۃ النبی)

سوال 26۔خوشی کی خبر ملنے پر کیا کرنا چاہئے؟

جواب: سجدہ شکر کرنا چاہئے۔(ابو داؤد حدیث 2774)

سوال 27۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کونسے چچا کا نام قرآن میں آیا ہے؟

جواب: ابولہب۔قرآن میں اس کے اوپر ایک پوری سورہ نازل ہوئی۔(سورہ لہب پارہ 30)

نعت پاک

رب تعالیٰ کی عطا ہے بے مثال
دیتے ہیں جو مصطفیٰ ہے بے مثال

ہو کے آتی ہے جو کوئے یار سے
در حقیقت وہ ہوا ہے بے مثال

ان کا سینہ ہے "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ"
اور چہرہ وَالضُّحیٰ ہے بے مثال

یہ "وَرَفَعْنَا" سے واضح ہو گیا
سرورا چرچہ ترا ہے بے مثال

آیتِ "تِلْکَ الرُّسُلْ" برھان ہے
مصطفیٰ کا مرتبہ ہے بے مثال

فاتحہ" سے" ناس" تک شاہ امم
جا بجا تیری ثنا ہے بے مثال

باعثِ تسکین روحِ مضطرب
سرورِ دیں کی ثنا ہے بے مثال

پڑھ کے شاکر! یہ کہا احباب نے
نعت کا لہجہ نیا ہے؛ بے مثال

رقم طراز: شاکر رضا نوری مظفر پوری ثم الہ آبادی

نعت رسول عربی

پہلے میں حمد تری اے مرے مولیٰ لکھوں
پھر شہنشاہ مدینہ کا قصیدہ لکھوں

ان کو اللہ کی قدرت کا کرشمہ لکھوں
چارہ گر لکھوں کہ ہر غم کا مداوا لکھوں

ان کے دربار کو میں کعبے کا کعبہ لکھوں
اور خود کو اسی دہلیز کا منگتا لکھوں

جانِ ایمان لکھوں جان مسیحا لکھوں
کچھ سمجھ آتا نہیں آپ کو کیا کیا لکھوں

کچھ اگر لکھوں تو پھر ایسی تمنا لکھوں
حرمتِ شاہ پہ مر مٹنے کا جذبہ لکھوں

لادوا جتنے ہیں بیمار میں ان کی خاطر
آپ کے نام کی تعویذ ہمیشہ لکھوں

بخش دے اتنی قلم کو مرے، مولیٰ وسعت
عمر بھر شاہ کی توصیفِ حمیدہ لکھوں

کعب وحسان کا یارب مجھے صدقہ دے دے
موت کے وقت بھی نعتِ شہِ بطحا لکھوں

ہند میں یوں تو بہت راجا ہوئے ہیں لیکن
میں فقط خواجۂ سنجر کو ہی راجا لکھوں

مجھ سے اللہ کبھی ترک نہ ہوں صوم و صلوٰۃ
زندگی جینے کا کچھ ایسا سلیقہ لکھوں

رب اگر دے دے اجازت تو سرِ عرش بریں
اپنے ماں باپ کی قسمت کا ستارہ لکھوں

اے متینی میں ثنا خواں ہوں شہِ طیبہ کا
پھر بھلا کس لیے میں خود کو نکما لکھوں

شاداب متینی علیمی سدھارتھ نگری مقیم حال واپی گجرات

تأثرات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔

بعد سلام ومسنون۔

حضرت مولانا محمد افسر علوی قادری چیف ایڈیٹر صاحب قبلہ مدظلہ العالی۔

آپ کا ارسال کردہ رسالہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیا مجھے موصول ہوا۔

الحمدللہ! مجلہ میں خانقاہ یارعلویہ فیض الرسول براؤں شریف کے چشم و چراغ شہزادہ مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا الشاہ الحاج غلام عبد القادر علوی المعروف چشتی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی و دینی حیات وخدمات پر مشتمل پرمغز مضامین پڑھ کر دل ودماغ کو بڑی مسرت وشادمانی ہوئی۔کہ یہ کام بروقت ہوگیا ورنہ بعد میں بہت مشکل امر تھا۔واقعی حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ کی بے شمار خدمات ہیں جن کو قارئین پڑھ کر ہمیشہ حضرت کو یاد کریں گے اور رسالہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء اور مضمون نگاروں کو بھی یاد کیا جائے گا۔اللہ رب العزت جل جلالہ نبی کریم ﷺ کے صدقے میں حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے اور اس رسالہ کو عام مقبولیت بخشے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد نفیس القادری امجدی

مدیر اعلی سہ ماہی عرفان رضا مراد آباد۔

گرامی المرتبت حضرت مولانا مفتی غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی صاحب قبلہ کی کریمانہ توجہات کا شکریہ!!

سہ ماہی مجلہ" پیام شعیب الاولیاء" کا مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا الحاج الشاہ غلام عبد القادر علوی المعروف بہ چشتی میاں علیہ الرحمہ پر خصوصی شمارہ باصرہ نواز ہوا،جس میں آپ کی حیات مبارکہ کے تمام پہلوؤں پر مختلف علمائے ذوی الاحترام کے مقالات میں روشنی ڈالی گئی ہے، جسے دیکھنے اور پڑھنے کے بعد حضور چشتی میاں علیہ الرحمہ کے دینی، علمی، ادبی، سماجی وفلاحی کارنامے اور آپ کا زہد و تقویٰ، دینی تصلب، مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت، جذبۂ خدمت دین وخلق ہر ایک پر عیاں اور واضح وظاہر ہو جاتے ہیں جو کہ نو خیز علماء کے لئے بلاشبہ قابل تقلید و رشک ہے۔الحمدللہ یہ ایک خوش آئند قدم اور اچھی کاوش ہے، مبارکباد نبیرۂ حضور چشتی میاں حضرت مولانا محمد افسر علوی صاحب اور اس شمارے میں اپنا قلمی تعاون پیش فرمانے والے جملہ علماء کرام کو، اساطین امت و اکابرین ملت کی یادوں کو آج کے دور میں قرطاس وقلم سے بھی کرنا چاہیے تاکہ دیرپا ہو اور آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہو اور لوگ اس سے مستفید ومستنیر ہوں۔

از: محمد راشد احمد رضوی جامعی غفرلہ

(فاضل جامعہ اسلامیہ روناہی، فیض آباد یوپی)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ حضرات خیر و عافیت سے ہونگے یوں تو قلم کی طاقت کو آج پوری دنیا تسلیم کر رہی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ مذہب وملت کے تمام کام اور اس کے پیغام بڑی آسانی سے عوام تک پہنچائے جاتے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ تحریر کی دنیا کو تقریر کی دنیا پر کل بھی فوقیت تھی اور آج بھی فوقیت ہے اور ہمیشہ رہے گی ہندوستان کے خانقاہی نظام کی افادیت میں درس و تدریس کا بے حد اہم کردار رہا ہے اور اسی ضمن میں آج کے دور میں" سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء" کا ایک اور حصہ ہمارے بیچ آرہا ہے اس کے پہلے ایڈیشن سے مجھ حقیر نے اس کو جس اعتبار سے سمجھا تو یہی پایا کہ آج کے دور میں یہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء صحیح مانو میں حضور شعیب الاولیاء وسرکار اعلیٰ حضرت کی تعلیمات ومشن کو نظر میں رکھتے ہوئے زندگی کے ہر شعبے پر اپنی نایاب تحریر کے ساتھ ایک الگ مقام بنا چکا ہے اس کی تعریف میں اس لئے نہیں کر رہا ہوں کہ اس کے چیف ایڈیٹر نبیرۂ شعیب الاولیاء و جانشین حضور چشتی میاں حضرت حافظ وقاری مولانا محمد افسر رضا علوی علیمی صاحب قبلہ ہیں جو کہ مجھ حقیر کے نسبی اعتبار سے بھائی بھی ہیں بلکہ اس کی تعریف اور تائید اس لئے قابل ذکر ہے کہ دور حاضر میں عوام کے حق میں جو بہتر ہوتا ہے اس پر کام کیا جاتا ہے حضرت مولانا افسر رضا علوی صاحب کے ساتھ ان کی پوری ٹیم قابل مبارکباد ہیں۔ یقیناً یہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء آج کے دور میں حضور چشتی میاں صاحب علیہ الرحمہ کی جیتی جاگتی خدمات میں سے ایک اہم خدمات ہے جس کی سرپرستی روحانی طور پر آج بھی وہ فرما رہے ہیں اور اس کی پختگی کے لئے یہی کافی ہے۔ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ جملہ اولیاء کرام بالخصوص اولیاء براؤں شریف کے وسیلے سے اس کو شرف قبولیت بخشے۔

العارض: سید سالم علوی بلکھرا شریف بارہ بنکی یوپی

اشکِ غم

بموقع عرس چہلم حضرت علامہ الشاہ غلام عبد القادر چشتی علیہ الرحمہ عرف چشتی میاں براؤں شریف

آپ کے رتبے بڑھیں چشتی میاں
ہوں فزوں تر عظمتیں چشتی میاں

برقِ غم ہے تیری رحلت پھر نہ کیوں
اشک کے دریا بہیں چشتی میاں

شخصیت ایسی کہ یادوں کے نقوش
غیر ممکن ہے مٹیں چشتی میاں

درمیانِ کہکشاں قلب بھی
سج رہی ہیں محفلیں چشتی میاں

پیکر اخلاص تھے، پھر کیوں نہ دل
آپ کی جانب کھنچیں چشتی میاں

آپ کا فیضانِ علمی عام ہو
نکہتیں سب کو ملیں چشتی میاں

ہے دعا لے کر ترا فکری مشن
حضرتِ افسر چلیں چشتی میاں

ہو رفیق درسِ نوری کے پدر
ابرِ غم کیسے چھنٹیں چشتی میاں

شریکِ غم محمد فیض العارفین نوری علیمی شراوستی یوپی ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۴۴ ہجری
۱۱/ فروری ۲۰۲۳ عیسوی بروز: سنیچر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی آخری وصیت

حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، اُن سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے: اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو! وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول سے سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ، معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں اللہ تعالےٰ اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دیگا، مگر معلوم نہیں میرے بعد جو آئے کیسا ہو، اور تمہیں کیا بتائے، اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا: جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے، اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت و ہلاکت: یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے، جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں، اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ (وصایا شریف)